نقوشِ زندگی

اکابر اہل السنّت

یادگار واقعات
تاریخی مکتوبات

حصہ اول

مرتبہ
عبدالوحید الحنفی

شائع کردہ مرحبا اکیڈمی

یااللہ مدد

صلی کلمہ اسلام لآ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ

حق چاریار

نقوشِ زندگی

اکابرین

کے

* یادگار واقعات
* تاریخی مکتوبات

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 60

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: **نقوشِ زندگی، اکابرین کے یادگار واقعات**

سلسلۂ اشاعت: 60 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفیؔ آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 416

قیمت: 500 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ پنوال روڈ چکوال

طباعت: 25 ذی قعدہ 1436ھ 10 ستمبر 2015ء بروز جمعرات

ناشر:

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو — تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

اعوان بک ڈپو — بھون روڈ چکوال 0543-553546

مکتبہ رشیدیہ — بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

کتب خانہ مجیدیہ — بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ عثمانیہ — بالمقابل دارلعلوم کراچی نمبر 14

اسلامی کتب خانہ — بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5

مکتبہ انوار القرآن — نزد دارالعلوم حنفیہ چکوال 0321-5974344

مکتبہ حنفیہ — اردو بازار لاہور 0343-4955890

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

باب 1 9
(۲) حضرت مولانا محمد یوسف دہلویؒ 10
(۳) حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ 10
(۴) حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ 10
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے ملاقات 12
آخر ایام میں حضرت امام اہل سنتؒ کی زیارت 14
شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ صفدریہ مجددیہ... 17
امام اہل سنت حضرت مولانا علامہ محمد سرفراز خان صاحب صفدرؒ کی حیات و خدمات..... 19
علامہ سرفراز خان کا مکتوب اور سنی قوم کے نام پیغام.............................. 24
حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کی حیات و خدمات 29
پہلی شخصیت.......................... 29
دوسری شخصیت........................ 29
تحریک دیوبند.......................... 30
خاندان۔ماحول۔ نشوونما اور تعلیم و تربیت 31
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ، ولادت.............................. 33
تعلیم و تربیت........................ 33
دار العلوم عزیزیہ بھیرہ میں تعلیم 34
دارالعلوم دیوبند میں تعلیمی دور 35
دارالعلوم دیوبند میں اسباق 36
دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف 37
دیوبند میں دیگر اساتذہ کرام سے تعلیم...37
دارالعلوم دیوبند میں شاندار کامیابی.......38
قید و بند کی ابتلاء.......................39
قتل کا مقدمہ ۱۲ جون ۱۹۴۱ء...........41
جیل کے چند واقعات...................41
انگریز دورِ حکومت میں جیل میں اذان ممنوع تھی..................................42
قادیانی جیل سپرنٹنڈنٹ سے مکالمہ.......44
لاہور جیل سے سنٹرل جیل ملتان........45
جیل میں نصرت خداوندی..............46
لاہور جیل سے سنٹرل جیل راولپنڈی منتقلی..................................47
راولپنڈی سے سنٹرل جیل لاہور منتقلی....47
لاہور جیل میں گردے کا آپریشن.......48
جیل کی تکالیف میں عزیمت پر عمل.....49
ہندو لیڈر کا آپ کی جرأت کی تعریف کرنا..................................49
بیعت و خلافتِ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ.52
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا گرامی نامہ..................................53
اجازت بیعت و خلافت..................54
قرب و حضور اور تکمیل سلوک.........56
بھیں میں درس قرآن....................57
بھیں جامع مسجد میں خطابت............58
مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام بھیں کی بنیاد.58
چکوال شہر میں درسِ قرآن کی ابتداء....59
تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں گرفتاری..60
مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کے قیام کے لیے پہلا اجلاس..............................62

مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کے قیام کے لیے دوسرا اجلاس 65
مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کے قیام کے بعد تیسرا اجلاس 66
اجلاس مجلس منتظمہ مدرسہ اظہار الاسلام 67
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کو ۱۶ بار سفر حرمین شریفین نصیب ہوا 69
سفر حرمین شریفین میں بشارات و فیوضات 70
مبشرات و فیوضات حرمین شریفین 72
خواب میں آں حضرت ﷺ کی زیارت 75
بیعت و ارشاد 77
اجازت و خلافت 77
تحریک خدام اہل سنت و الجماعت پاکستان 78
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کا سفر آخرت 81
وصیت نامہ: ۱۹ جنوری ۲۰۰۴ء بروز پیر 81
۹۔ تصوف و سلوک 83
زندگی کی آخری ملاقات 86
سوانح حیات 89
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی زندگی کے تاریخی حالات و واقعات ۱۹۵۰ء 90
حضرت مولانا جہلمی سے ملاقات 90
صوفی عبدالرشید صاحب سے ملاقات 90
۱۹۵۱ء کے حالات و واقعات 92
علمی مناظرہ میں خطیبِ شہر کو لا جواب کر دیا 92
تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے حالات 95
قلندرانہ زندگی کی چند جھلکیاں 98
حالات و واقعات ۱۹۵۷ء 100
۱۹۵۷ء چکوال میں فوجی میلہ 102
حالات و واقعات ۱۹۶۰ء 103
تحصیل فتح جھنگ کا دورہ 104
تاریخی واقعہ ۱۹۶۰ء 104
حالات و واقعات ۱۹۶۱ء 113
۱۹۶۴ء کے حالات و واقعات 113
نقل معاہدہ ۱۶ مئی ۱۹۶۴ء 115
۱۹۶۶ء کے واقعات 116
مرزائیت کے تعاقب میں والد کے نقشِ قدم پر 116
مرزائیوں کا لاؤڈ سپیکر بند 117
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی 118
۱۹۶۸ء کے واقعات 121
(۶) اُجلی تاریخ کا روشن باب 121
۱۹۶۸ء کے واقعات 123
۱۹۶۹ء کے واقعات 124
جمعیت علمائے اسلام میں خدمات 124
جنگ آزادی کی یاد میں تاریخی جلسہ .. 125
انتخابی معاہدہ الیکشن ۱۹۷۰ء 127
"انتخابی شرعی معاہدہ" 131
آ گئے میدان میں حق کے مجاہد آ گئے .. 133
حیدری تلوار کو تُو کرتا ہے بدنام کیوں .. 134
ہدیۂ تبریک 135
خدام اہل سنت و الجماعت کا دو روزہ صُوبائی اجلاس 138
اپریل ۱۹۷۳ء کے واقعات 143
اور ملکی صورت حال پر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کا مکتوب مرغوب ... 143

آخری گذارش.......................... 166
انتخابی معاہدہ ۱۹۷۴ء.................... 168
واقعات ۱۹۷۵ء........................ 170
۱۹۷۵ء کے حالات و واقعات........ 172
۱۹۷۶ء کے حالات و واقعات........... 173
۱۹۷۶ء کے واقعات..................... 175
سُنّی مساجد کی بے حرمتی اسلامی قانون کا مذاق تو نہیں؟........................ 176
۱۹۷۶ء کے واقعات..................... 181
مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب دوبارہ گرفتار کر لیے گئے......................... 181
چار اہم سُنّی قراردادیں..................... 186
۱۹۷۸ء کے واقعات..................... 196
مولانا اسعد مدنی کی چکوال آمد ۱۹۷۸ء 196
حج پر روانگی ۱۹۷۸ء....................... 196
قانون سازی صرف فقہ حنفی کی بنیاد پر ہونی چاہیے (مفتی محمودؒ).................. 197
سُنّی علماء و مشائخ اور سُنی لیڈرانِ سیاست کی خدمت میں خصوصی عرضداشت.......... 202
باب 2............................. 206
مارچ ۱۹۸۰ء کے واقعات................. 206
سفر ہند.................................. 206
سفرنامہ چکوال سے دیوبند تک کیا دیکھا 206
امرتسر انڈیا............................. 209
جالندھر................................. 209
لدھیانہ.................................. 209
دارالعلوم دیوبند کی عظمت................. 212
سفر نامہ دیوبند کی مزید تفصیل.......... 214
صدسالانہ اجلاس کی کاروائی.............. 216
تاریخی اجلاس دستار بندی ۱۹۱۰ء......... 218
صدسالہ تاریخی اجلاس کی عظیم دستار بندی ۱۹۸۰ء.................................. 219
تاریخی اجلاس میں کم و بیش ۲۰ لاکھ افراد شریک ہوئے........................... 219
دیوبند سے گنگوہ کا سفر نامہ.............. 220
دیوبند کے قبرستان میں حاضری.......... 223
دارالعلوم کا ہر فیض یافتہ انگریز کے محل میں شگاف کردے......................... 224
دارالعلوم دیوبند ایک نظر میں........... 225
دارالعلوم دیوبند کا مقام................... 225
دیوبند کی مسجد چھتہ اور انار کا درخت.... 226
دارالعلوم دیوبند کے قیام کے وقت ملکی صورتِ حال.................................. 226
۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی کے بعد صورت حال 226
یہ نعمت بے بہا اہل دیوبند کی قسمت میں تھی 228
دارالعلوم دیوبند نے اسلامی مذہبیت کی اعلیٰ پیمانہ پر خدمت انجام دی............ 229
دارالعلوم دیوبند کی پرورش ہر زمانہ میں اہل اللہ کے ہاتھوں میں رہی............. 230
حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا ایک خواب 231
دارالعلوم دیوبند میں ۵ روز.............. 231
اجلاس میں وزیر اعظم ہند اندار گاندھی کی تقریر.................................. 232
صد سالہ اجلاس میں صدر پاکستان کا پیغام233
۱۹۸۰ء کے حالات و واقعات............ 235

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

۱۹۸۲ء کے واقعات 236
شیعہ کنونشن اسلام آباد کی جارحیت کے خلاف سُنّی احتجاجی مراسلہ بنام صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب 236
صدر مملکت کا فیصلہ 239
سُنّی احتجاجات و مطالبات 241
صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی تقریر سے قبل 249
پیشِ لفظ 251
متن تقریر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب .. 266
۱۹۸۲ء کے واقعات 279
فروری ۱۹۸۳ء کے حالات 280
اہل سنّت و الجماعت کی احتجاجی قراردادیں 280
قرارداد 282
۱۹۸۵ء چکوال الیکشن میں انتخابی معاہدہ... 286
چوہدری لیاقت علی صاحب سے انتخابی معاہدہ 287
۱۹۸۵ء کے حالات و واقعات 289
مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی جدید معاہدہ کی پاسداری 289
۱۹۸۶ء کے حالات و واقعات 293
۱۹۸۶ء میں مدنی جامع مسجد کی تالہ بندی 295
ضمنی الیکشن ۱۹۷۴ء میں انتخابی فیصلہ 299
شریعت بل ۱۹۸۵ء 300
تجاویز اور وضاحتیں 300
وضاحت 301
فقہ حنفی کیا ہے؟ 304
وضاحت 304
وضاحت 305
آئین شریعت کے بنیادی اصول 306
حکم اللہ 306
اطاعت رسول اللہ ﷺ 306
صحابہ کرامؓ معیارِ ایمان ہیں 307
اطاعت خلفائے رسول اللہ 307
اجماع امت رسول اللہ ﷺ 309
قیاس شرعی 310
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چکوال میں طالبات کے ڈرامہ کے خلاف قرارداد مذمت . 312
ہیڈ مسٹریس کو تبدیل کیا جائے 312
باب 4 316
۱۹۸۷ء کے حالات 316
سُنّی شیعہ متفقہ ترجمہ قرآن کا عظیم فتنہ 316
عقیدہ امامت اور کلمہ شیعہ 317
شیعہ تراجم اور عقیدہ امامت 317
عقیدہ رجعت اور قرآن 320
رجعت میں کیا ہو گا 323
شیعہ تقیہ اور قرآن 324
شیعہ متعہ اور قرآن 326
پاؤں کا مسح اور قرآن 329
شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں 331
کتاب فصل الخطاب 334
پاکستان کے شیعہ علماء بھی تحریف کے قائل ہیں 336
میں بھی قرآن جیسی کتاب لکھ سکتا ہوں (مرزا احمد علی) 338
ماہنامہ خیر العمل اور تحریف قرآن ... 339
کیا حکومت قرآن کی حفاظت چاہتی ہے 344

ایران کا تحریف شدہ قرآن.......... 345
منفقہ ترجمہ قرآن کی تجویز "دینِ الٰہی" سے خطرناک ہے 346
خلفائے ثلاثہؓ مومن نہ تھے (ڈھکو).. 348
خلفائے ثلاثہؓ اپنے جھنڈوں کے ساتھ جہنم میں جائیں گے (شیعہ ترجمہ قرآن). 349
حکومت کچھ تو سمجھے 352
۱۹۹۰ء کے واقعات....................... 354
چکوال ۸ محرم ۱۴۱۰ھ 354
باب 5.......................... 359
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے ارشادات......................... 359
۱۹۹۲ء کے خطاب کے اقتباسات..... 360
سفر حرمین شریفین ۱۹۹۲ء.......... 361
غارِ حرا کا سفر........................ 362
غارِ ثور پر حاضری........................ 362
دوبارہ غارِ حرا میں حاضری......... 363
منیٰ، مزدلفہ، عرفات میں حاضری 364
جبل احد کی انتہائی چوٹی تک سفر..... 364
حضرت حمزہ اور شہدائے احد کے مزارات 365
حضرت عثمان ذوالنورینؓ کا کنواں..... 365
ثقیفہ بنی ساعدہ کا چھپر................ 366
میدانِ حدیبیہ کی زیارت 366
حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے افکار 367
۱۹۶۸ء کے حالات و واقعات 367
ایک رافضی کی غلط فہمی دور ہو گئی.... 369
نگاہِ مرد مومن کی تاثیر............. 370
۱۹۸۹ء کے واقعات 372
مولانا اسعد مدنی کی چکوال آمد........ 372
فہرست چندہ دوامی بہی خوان دارالعلوم دیوبند 374
یادیں اپنے مرشد کی..................... 378
(۱) تمام اہلیانِ شہر ملّی غیرت کا ثبوت دیں 378
راقم الحروف کا قتل کیس میں بری ہونا 381
فیصلہ ہائی کورٹ کا متن.............. 382
مقدمہ کی سماعت کا سامنا 388
(۳) توکل اور تقویٰ کا حسین پیکر........ 399
(۴) نماز کی برکت کی انوکھی مثال ... 401
(۵) کتاب "کشفِ خارجیت" اک چشمۂ حقائق 403
راقم الحروف کے ہم عصر علماء و مشائخ جن کی راقم الحروف کو ملاقات اور زیارت نصیب ہوئی 405
جن کی زیارت نہیں ہوئی لیکن خط و کتابت رہی 411

☆☆☆☆

ہم نہیں ہوں گے ہماری داستان رہ جائے گی

بس ''نقوشِ زندگی'' اپنا نشاں رہ جائے گی
ہم نہیں ہوں گے ہماری داستاں رہ جائے گی

ہم اٹھے تو پھر کہاں یہ داستانِ حالِ دل
اہل محفل کی زباں پر داستاں رہ جائے گی

بجلیاں برسائے گی ،برسات کی کالی گھٹا
بوئے صحن گلستان بن کر دھواں رہ جائے گی

کس کو تھا معلوم ہوگا یوں بھی احسانِ بہار
راکھ ہی اک یادگارِ آشیاں رہ جائے گی

ٹوٹ کر رہ جائے گا تارِ نفس کا سلسلہ
داستاں اپنی مگر وردِ زباں رہ جائے گی

کارواں ہوگا نہ آوازِ رحیلِ کارواں
دشت رہ جائے گا ،گردِ کارواں رہ جائے گی

کس کو ہوں گے یاد حنفیؔ کے احوالِ سفر
اپنی منزل بن کہ اِک رازِ نہاں رہ جائے گی

☆☆☆☆

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

باب 1

اکابرین کی یادیں اور ملاقاتیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ هَدَانَا اِلٰی طَرِیۡقِ اَهۡلِ السُّنَّةِ وَ الۡجَمَاعَةِ بِفَضۡلِهِ الۡعَظِیۡم
وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیۡ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم
وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصۡحَابِهٖ وَ خُلَفَاءِهِ الرَّاشِدِیۡنَ الدَّاعِیۡنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡم

راقم الحروف (حافظ عبدالوحید الحنفیؔ) ۱۱ مئی ۱۹۴۹ء مطابق ۱۲ رجب ۱۳۶۸ھ کو پیدا ہوا۔ جن جن اکابر علماء دیوبند کی ملاقاتیں نصیب ہوئیں۔ اُن میں سے چند اکابر کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

(۱) مولانا قاضی مظہر حسین اکابر علمائے دیوبند میں سے سب سے پہلی زیارت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ راشد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ فاضلِ دیوبند سے نصیب ہوئی۔ آپ ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء مطابق ۳ جمادی الثانیہ ۱۳۷۴ھ بروز جمعۃ المبارک مرکزی امدادیہ جامع مسجد چکوال میں تشریف لائے اور نماز جمعہ سے پہلے خطاب کیا۔ بچپن میں سب سے پہلے انہی کی زیارت یاد ہے۔ آپ نے امدادیہ جامع مسجد میں جامعہ اظہار عربیہ الاسلام کی بنیاد رکھی۔

(۲)حضرت مولانا محمد یوسف دہلویؒ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلویؒ، تبلیغی جماعت کے اکابر میں سے مولانا محمد الیاس صاحب دہلویؒ کے فرزند ۱۹۶۵ء کے سالانہ اجتماع پر رائے ونڈ تشریف لائے تو وہاں اُن کی زیارت نصیب ہوئی اور ارشادات سُننے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(۳)حافظ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ درخواستیؒ

حضرت مولانا حافظ الحدیث محمد عبد اللہ صاحب درخواستیؒ جامعہ کے سالانہ جلسہ پر ۱۹۶۷ء میں چکوال تشریف لائے۔ زیارت کی اور ارشادات سُننے کی سعادت نصیب ہوئی اور چکوال کی تاریخ میں یہ آپ کا تاریخی خطاب تھا جو صبح کی اذان تک جاری رہا۔

اُس دور کے بڑے بڑے اکابر چکوال کے جامعہ اظہار الاسلام کے جلسہ پر تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادیؒ، حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ، مولانا غلام غوث صاحب ہزارویؒ، مولانا عبد الحنان صاحبؒ، مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ، مولانا لال حسین صاحب اخترؒ اُس دور کے بڑے بڑے سب اکابر ایک ایک کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔

(۴)حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب محدث مہاجر مدنیؒ

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید حنفی

۱۵ جنوری ۱۹۷۰ء مطابق ۵ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ کو راولپنڈی تشریف لائے۔ بندہ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی زیارت و ملاقات کے لیے جامع مسجد زکریا راولپنڈی میں حاضر ہوا۔

اگلے روز جمعہ سے قبل حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ تقریباً ساڑھے بارہ بجے جامع مسجد زکریا میں تشریف لائے اور بندہ نے پہلی بار زیارت کی۔

حضرت شیخ الحدیث جامع مسجد زکریا میں جاتے ہوئے تیسری صف میں بیٹھ کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ نماز بیٹھ کر پڑھ رہے تھے، بندہ بھی اُن کے ساتھ اُسی صف میں بائیں طرف تھوڑی سی جگہ خالی چھوڑ کر سُنت قبل جمعہ پڑھنے لگا۔ جب نماز ختم کر چکا تو حضرت شیخ الحدیث صاحب اسی حالت میں یعنی نماز کی پہلی رکعت ہی میں تھے۔

کچھ معلوم نہ ہوتا تھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں یا مراقبہ میں نماز کی شکل میں ہیں، کافی دیر بعد پہلی رکعت کے رکوع میں گئے۔ اسی طرح دوسری اور تیسری، چوتھی رکعت بھی بڑے سکون اور اطمینان سے ادا کر رہے تھے اور لوگوں کی اور بندہ کی نظر مسلسل شیخ الحدیث صاحب کے چہرہ پر اور اُن کی حالتِ نماز پر تھی۔ یہ چار رکعتیں حضرتؒ نے آدھ گھنٹہ میں ختم کیں، ایک بجے سے ڈیڑھ بجے تک۔

ڈیڑھ بجے جمعہ کی دوسری اذان ہوئی اور خطبہ شروع ہوا۔ بندہ بالکل

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے ساتھ صف میں دو آدمیوں کے فاصلہ پر تھا۔ یعنی میرے اور شیخ الحدیث کے درمیان صرف دو آدمی تھے، ایک ان کا خادم تھا اور ایک اور شخص تھا۔ اس طرح بندہ کو اللہ تعالیٰ نے شیخ الحدیث صاحبؒ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت نصیب کی۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے ملاقات

نمازِ جمعہ کے بعد اعلان ہوا کہ بیعت اور ملاقات نمازِ عصر کے بعد ہو گی۔ اس لیے بندہ عصر کے وقت پھر جامع مسجد زکریا میں پہنچ گیا۔

پہلی تین صفیں مکمل ہو چکی تھیں۔ چوتھی صف میں حضرتؒ کے لیے کمبل بچھا کر جگہ محفوظ کر لی گئی۔ ۴ بجے حضرت شیخ الحدیث صاحب اپنے رفقاء کے ہمراہ مسجد میں پہنچے اور چوتھی صف میں بیٹھ گئے۔ ان کے پیچھے چھٹی صف میں، حضرت شیخ الحدیث کے پیچھے بندہ کو نماز میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔

نماز کے بعد عام بیعت ہوئی اور ملاقات کے لیے صف وار ترتیب بنائی گئی، ایک ایک صف کے احباب ملاقات، مصافحہ کرتے اور آگے چلتے جاتے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے ہاتھوں پر دستانے چڑھانے کا اشارہ کیا، خدام نے دستانے چڑھا دیے تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جب چار صفیں مصافحہ کر چکیں تو بندہ کو بھی مصافحہ کا موقع نصیب ہوا، مصافحہ کرتے ہوئے بندہ نے "السلام علیکم و رحمۃ اللہ" کہا۔ شیخ الحدیث صاحب نے سلام کا جواب دیتے ہوئے وعلیکم السلام کہا۔ بندہ نے اسی دوران عرض کی کہ حضرت کوئی وظیفہ بتائیں؟ شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا: ۵۰۰ بار درود شریف پڑھ لیا کرو۔

اس طرح حضرت شیخ الحدیث صاحب سے ہم کلامی کا شرف بھی نصیب ہو گیا۔ اور شاگردی کی سعادت بھی ذکر کا سبق لینے سے حاصل ہو گئی۔

عام بیعت میں بندہ کو بھی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے بیعت کا شرف نصیب ہو گیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۵) مولانا مفتی محمود صاحب سابق وزیر اعلیٰ سرحد سے ملاقات

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان فاضلِ جامعہ امینیہ ڈھابیل ہندوستان، ناظم عمومی جمیعت علمائے اسلام پاکستان، جامعہ عربیہ اظہار السلام، مدنی جامع مسجد چکوال کے آٹھویں سالانہ جلسہ منعقدہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۸ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار میں چکوال تشریف لائے اور آپ کا تاریخی خطاب ہوا۔ یہاں حضرت مفتی محمود صاحب کی زیارت اور ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد آپ سے ۱۹۷۰ء کے سالانہ جلسہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم میں

ملاقات ہوئی اور اسی موقع پر آپ کی خدمت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اور آپ کے ساتھ بیٹھ کر کافی دیر آپ سے فیض پایا۔

(٦) مولانا علامہ سرفراز خان صفدر جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کے سالانہ جلسہ پر بڑے بڑے اکابر تشریف لاتے تھے جن میں حضرت مولانا علامہ سرفراز خان صاحب صفدرؒ بھی تشریف لایا کرتے تھے اور جامعہ کے شعبہ کتب کا امتحان لینے کے لیے بھی آپ ایک بار تشریف لائے تھے۔ اس موقع پر آپ کی زیارت بار بار نصیب ہوتی رہی، اور آپ کے ارشادات سننے کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔ وفات سے قبل ۱۴ مارچ ۲۰۰۴ء سنی کانفرنس جھیں میں بھی باوجود بیماری اور ضعف کے آپ تشریف لائے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

آخر ایام میں حضرت امام اہل سنتؒ کی زیارت

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی وفات کے بعد بندہ نے روحانی نسبت کے لیے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی بیعت کی اور فیض پایا۔ آپ کی وفات ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء مطابق ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ کو ہوئی تو بندہ نے روحانی نسبت کے لیے حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب

مخدوم پوری سے بیعت کی سعادت کے لیے مخدوم پور حاضری دی اور آپ سے بھی فیض پایا۔ مولانا محمد امین شاہ صاحبؒ کو خلافت حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحبؒ سے حاصل تھی جو کہ شیخ الحدیث شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خلفاء میں سے تھے اور قطب تکوین تھے۔ حضرت مولانا سید امین شاہ صاحبؒ مخدوم پوری کی وفات ۱۳ شوال ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۲۰۰۷ء کے بعد بندہ، حضرت شیخ الحدیث امام اہل سنت حضرت مولانا علامہ سرفراز خان صاحبؒ صفدر خلیفہ مجاز حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ واں بھچراں کی خدمت میں ۲۷ جنوری ۲۰۰۸ء مطابق ۱۷ محرم ۱۴۲۹ھ بروز اتوار گکھڑ حاضر ہوا۔ ملاقات وزیارت کے بعد کافی دیر تک بیٹھ کر فیض پایا آخر میں بندہ نے حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحبؒ صفدر سے عرض کیا کہ کوئی نصیحت فرمائیں اور پھر مصافحہ کرتے ہوئے بندہ نے عرض کی کہ بیعت فرمائیں اور اسم ذات اور درود شریف کے ورد کی اجازت فرمائیں۔ حضرت نے شفقت فرمائی اور اپنے سلسلہ میں شامل کر لیا۔ اور اوراد و وظائف کا مطبوعہ کارڈ عطا فرمایا۔

جس میں آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا پہلا سبق متوسلین کو حسب ارشاد حضرت مولانا پیر حسین علی صاحبؒ واں بھچراں کا بتایا کرتے تھے۔ جس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

توحید و سنت پر قائم رہتے ہوئے شرک و بدعت سے سختی کے ساتھ نفرت کرتے ہوئے اپنی طاقت کے مطابق نیکی کے کام کرنے کے ساتھ ۲۴ گھنٹے میں جب وقت ملے (وضو ہو تو نورٌ علیٰ نُور) بہتر ہو گا کہ ایک جگہ بیٹھ کر یہ وظائف پڑھے ورنہ چلتے پھرتے بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(۱) درود شریف۔ ۲۰۰ بار، نماز والا پڑھ سکو تو بہتر ورنہ کوئی مختصر درود شریف پڑھو۔

(۲) تیسرا کلمہ۔ ۲۰۰ بار۔ سبحان اللہ و الحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ وَلَا حَول و لا قوۃ اِلَّا باللہ العلیِّ العظیم۔

(۳) سبحان اللہ وَ بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔ ۲۰۰ بار۔

(۴) استغفر اللہ الّذی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الحیُّ القیّوم وَ اَتُوبُ الیہ۔ ۲۰۰ بار۔

(۵) قرآن مجید کی تلاوت روزانہ۔

چناں چہ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحبؒ صفدر کے فرمان کے مطابق اوراد و وظائف شروع کر دیے۔

بوجہ ضعف و بیماری مناسب نہ سمجھا کہ حضرتؒ کو خط و کتابت کے لیے تکلیف دوں اس طرح حضرت مولانا عبد الحق صاحب بشیر خلف الرشید حضرت علامہ سرفراز صاحب صفدرؒ کے ذریعہ دعا کی درخواست کرتا رہا۔ حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدرؒ کا روحانی فیض کا سلسلہ جن بزرگوں سے ملتا ہے اُن کا شجرہ طریقت پیش خدمت ہے۔

شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ صفدریہ مجددیہ

	شخصیت	سالِ وفات	مطابق
۱	شیخ محمد سرفراز خان صفدرؒ	۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ	۵ مئی ۲۰۰۹ء
۲	شیخ حسین علی (واں بھچراں)ؒ	۴ رجب ۱۳۶۳ھ	۲۶ جون ۱۹۴۴ء
۳	شیخ محمد عثمان دامانیؒ	۲۲ شعبان ۱۳۱۴ھ	۲۷ جنوری ۱۸۹۷ء
۴	شیخ دوست محمد قندھاریؒ	۲۲ شوال ۱۲۸۴ھ	...... فروری ۱۸۶۸ء
۵	شیخ احمد سعید دہلویؒ	۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ	۱۹ ستمبر ۱۸۶۰ء
۶	شاہ ابوسعید دہلویؒ	یکم شوال ۱۲۵۰ھ	۳۱ جنوری ۱۸۳۵ء
۷	شاہ غلام علی دہلویؒ	۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ	...... اکتوبر ۱۸۲۴ء
۸	شاہ مرزا مظہر جان جاناںؒ	۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ	...... جنوری ۱۷۸۱ء
۹	شاہ نور محمد بدایونیؒ	۱۱ ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ	...... اگست ۱۷۲۳ء
۱۰	شیخ حافظ محمد حسنؒ	۱۱۴۷ھ	.... ۱۷۳۴ء
۱۱	شیخ سیف الدینؒ	۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ	یکم مئی ۱۶۸۵ء
۱۲	شیخ محمد معصوم بن مجددؒ	۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ	۱۸ اگست ۱۶۶۸ء
۱۳	شیخ مجدد الف ثانیؒ	۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ	...... دسمبر ۱۶۲۴ء
۱۴	خواجہ باقی باللہؒ	۲۵ جمادی الثانیہ ۱۰۱۲ھ	...... دسمبر ۱۶۰۳ء
۱۵	خواجہ محمد املکنگیؒ	۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ	...... فروری ۱۶۰۰ء
۱۶	خواجہ درویش محمدؒ	۱۹ محرم ۹۷۰ھ	...... ستمبر ۱۵۶۲ء
۱۷	خواجہ محمد زاہدؒ	یکم ربیع الاول ۹۲۶ھ	۲۰ فروری ۱۵۶۰ء
۱۸	خواجہ عبید اللہ احرارؒ	۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ	۲۱ فروری ۱۴۹۰ء

	شخصیت	سالِ وفات	مطابق
۱۹	خواجہ محمد یعقوب چرخیؒ	۵ صفر ۸۵۱ھ	۲۳ اپریل ۱۴۴۷ء
۲۰	خواجہ علاؤالدین عطارؒ	۲۰ رجب ۸۰۲ھ	...... مارچ ۱۴۰۰ء
۲۱	خواجہ بہاؤالدین نقشبند حنفیؒ	۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ	...... مارچ ۱۳۸۹ء
۲۲	خواجہ شمس الدین امیر کلالؒ	۸ جمادی الاولیٰ ۷۷۲ھ	...... نومبر ۱۳۷۰ء
۲۳	خواجہ محمد بابا سماسیؒ	۱۰ جمادی الاولیٰ ۷۵۵ھ	...... جون ۱۳۵۴ء
۲۴	خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ	۲۸ ذیقعدہ ۷۲۱ھ	۲۰ دسمبر ۱۳۲۱ء
۲۵	خواجہ محمود الخیر فغنویؒ	۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ	...... جون ۱۳۱۵ء
۲۶	خواجہ محمد عارف ریوگریؒ	یکم شوال ۶۱۶ھ	۱۰ دسمبر ۱۲۱۹ء
۲۷	خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ	۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	...... اگست ۱۱۷۹ء
۲۸	خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ	۲۷ رجب ۵۲۵ھ	...... جون ۱۱۳۱ء
۲۹	خواجہ ابو علی فارمدیؒ	۴ ربیع الثانی ۴۷۷ھ	...... اگست ۱۰۸۴ء
۳۰	خواجہ ابوالقاسم گرگانیؒ	۲۳ صفر ۴۵۰ھ	...... اپریل ۱۰۵۸ء
۳۱	خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ	۱۰ محرم ۴۲۵ھ	...... دسمبر ۱۰۳۳ء
۳۲	خواجہ بایزید بسطامیؒ	۱۵ شعبان ۲۶۱ھ	...... مئی ۸۷۵ء
۳۳	امام جعفر صادقؒ	۱۵ رجب ۱۴۸ھ	...... ستمبر ۷۶۵ء
۳۴	قاسمؒ بن محمد بن ابی بکرؓ	۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۰۶ھ	...... اکتوبر ۷۲۴ء
۳۵	حضرت سلمان فارسیؓ	۱۰ رجب ۳۳ھ	...... فروری ۶۵۴ء
۳۶	حضرت ابو بکر صدیقؓ	۲۳ جمادی الثانیہ ۱۳ھ	...... اگست ۶۳۴ء
۳۷	حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	...... جون ۶۳۲ء

امام اہل سنت حضرت مولانا
علامہ محمد سرفراز خان صاحب صفدرؒ کی حیات وخدمات

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید اور حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ واں بھچراں کے شاگرد تفسیر و طریقت، مفسر قرآن، استاذ المفسرین و المحدثین، شیخ طریقت و امام اہل سنت حضرت مولانا علامہ محمد سرفراز خان صفدرؒ اگست ۱۹۱۴ء میں دنیا میں تشریف لائے اور ۵ مئی ۲۰۰۹ء مطابق ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ بوقت سحر ایک بج کر پچاس منٹ پر داعی اجل کی پکار پر سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ چودھویں صدی ہجری کے تیسرے عشرہ ۱۳۳۲ھ شوال یا رمضان کی کسی تاریخ صوبہ سرحد کے علاقہ ہزارہ ضلع مانسہرہ کے ایک غیر معروف قصبہ داخلی کڑمنگ بالا میں ایک نیک سیرت بزرگ محترم نور احمد خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ اور سرحد، پنجاب، سندھ، بلوچستان کے علاقوں میں تعلیم حاصل کرتے کرتے دارالعلوم دیوبند میں ۱۹۴۱ء، ۱۳۶۰ھ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ کم و بیش

پچاس ہزار سے زیادہ شاگردوں میں علمی وروحانی فیض پھیلانے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس فانی دنیا سے عالم آخرت کی طرف روانہ ہو گئے۔ رحمۃاللہ علیہ وبرکاتہٗ۔ آپ نے ۹۵ سال عمر پائی۔

ارشادات بندہ نے جامع مسجد گکھڑ میں خطبہ جمعہ کے موقع پر جو تقریر پہلی مرتبہ سنی وہ آج تک کانوں میں گونج رہی ہے۔ آپ نے خطبہ جمعہ سے قبل اردو میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”مونچھیں کٹانا سنت ہے اور داڑھی بڑھانا سنت ہے۔“

پھر فرمایا کہ مونچھیں کٹانے کا حکم ہے۔ جو کہ استرے سے بھی کاٹی جاتی ہیں اور قینچی سے بھی کاٹی جاتی ہیں، مشین سے بھی کٹوائی جاسکتی ہیں۔ جس طرح کرلیں سنت پر عمل ہو جائے گا۔

خادم السنت حافظ عبدالوحید حنفی

اور فرمایا کہ وصیت شریعت کے مطابق کرنا چاہیے۔ ایک شخص ساری زندگی عبادت وریاضت میں گزارتا ہے لیکن موت کے وقت اگر وصیت میں کوئی شریعت کے خلاف وصیت کر کے مرتا ہے تو جہنم میں جائے گا۔

وصیت اگر شریعت کے خلاف کرے تو وارث شریعت کے مطابق وراثت تقسیم کریں۔ خلافِ شریعت وصیت پر عمل نہ کریں۔

آپ کی تصانیف بندہ نے آپ کی تصانیف میں سب سے پہلے جس تصنیف کا مطالعہ کیا وہ المنہاج الواضح یعنی ”راہ سنت“ ہے۔ اس کا

پہلا ایڈیشن ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا جو کہ بندہ کے والد صوفی عبد الرشید صاحب مرحوم نے ڈاک میں منگایا۔

اس وقت بندہ پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ۱۹۶۱ء میں جب راہ سنت کا مطالعہ کیا تو بندہ کے دل میں آپ کی محبت اور عقیدت پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد آپ کی تصانیف آنکھوں کی ٹھنڈک، احسن الکلام فی مسئلہ خلف الامام، ازالۃ الریب، صرف ایک اسلام، مقام ابی حنیفہؒ، تسکین الصدور، دل کا سرور وغیرہ کئی کتابیں مطالعہ کیں۔ جب بھی کوئی آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوتی تو بندہ بڑی عقیدت سے مطالعہ کرتا اور پھر ان کتب کی اشاعت کرتا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

چوں کہ ہمارے علاقہ میں اہل بدعت کا زور تھا اس لیے بندہ کی خواہش تھی کہ اہل بدعت کی رد میں اہل سنت کے عنوان سے ایک جامع مدلل کتاب آپ تصنیف کریں۔ اس سلسلہ میں بندہ نے اکتوبر ۱۹۶۹ء، شعبان ۱۳۸۹ء میں حضرت امام اہل سنت کو ایک خط لکھا جس میں ایسی کتاب لکھنے کی فرمائش کی۔

حضرتؒ نے بندہ کی دلجوئی کرتے ہوئے جو خط لکھا اس کا متن یہ تھا۔[1]

---

[1] اس مضمون میں خط اس لیے تحریر کر رہا ہوں تا کہ حضرت کے الفاظ محفوظ ہو جائیں۔

باسمہ سبحانہٗ

منجانب ابی الزاہد

الیٰ محترم المقام جناب.......... صاحب دام مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاجِ گرامی!

آپ کا محبت نامہ موصول ہوا اور ذرہ نوازی کا تہہ دل سے صد شکریہ۔

محترم! آپ نے جس انداز سے کتاب لکھنے کی ہدایت فرمائی ہے واقعی بہت ضروری ہے، مگر صد افسوس کہ فرصت کہاں سے لاؤں؟

دعا فرمائیں کہ رب العزت توفیق مرحمت فرمائے۔

اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام

احقر ابو الزاہد محمد سرفراز از گکھڑ

۱۳ شعبان ۱۳۸۹ھ ۱۲۶ اکتوبر ۱۹۶۹ء

(۲) بندہ نے دو سال بعد اسی نوعیت کا ایک اور خط لکھا جس کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

باسمہٖ سبحانہٗ

منجانب ابی الزاہد

الیٰ محترم المقام........... صاحب دام مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔مزاج گرامی!

آپ کا محبت نامہ موصول ہوا، یاد آوری کرم فرمائی حسن ظنی اور ذرہ نوازی کا تہہ دل سے شکریہ۔

محترم! راقم کے خیال میں آپ کا نظریہ بہت صحیح اور قابل مبارک باد ہے۔ واقعی ہمارے علماء کرام میں وقت کے تقاضے کے ماتحت یہ مصلحت اندیشی اور کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے درگذر فرمائے اور راقم تائید کرتا ہے کہ ضرور ایسے رسالے اور پمفلٹ شائع کرنے چاہییں مگر کرے کون؟ یہ بات خاصی مشکل ہے۔

شاید آپ کو معلوم نہ ہو راقم بے حد مصروف رہتا ہے۔ اور دائمی علالت اس پر مستزاد یہ ہے۔ آپ جیسے مخلص ساتھیوں کی مخلصانہ دعاؤں کا محتاج ہوں اور ان دنوں میں بھی اکثر صاحب فراش رہتا ہوں۔

نیک دعاؤں میں یاد فرمائیں۔والسلام

ابی الزاہد محمد سرفراز

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

از گھگھڑ۔ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

۱۹ جولائی ۱۹۷۱ء

(۳) حضرت مولانا علامہ سرفراز صاحب کی شخصیت میں ایک محبوبیت تھی۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے مدرسہ کے سالانہ جلسہ کے اشتہار میں جب علماء کے نام لکھے جاتے تھے تو بندہ نے "علامہ" کا لفظ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے قلم سے صرف دو بزرگوں کے نام کے ساتھ لکھا ہوا پایا۔

جن میں ایک حضرت علامہ سرفراز خان صفدرؒ اور دوسرے حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب پی ایچ ڈی ہیں۔ باقی میں نے کسی دورِ حاضر کے بزرگ کے نام کے ساتھ علامہ کا لقب حضرت قاضیؒ صاحب کے قلم سے لکھا ہوا نہیں دیکھا۔

علامہ سرفراز خان کا مکتوب اور سنی قوم کے نام پیغام

باسمہٖ سبحانہٗ

منجانب ابی الزاہد

الیٰ محترم المقام جناب ۔۔۔۔۔ صاحب دام مجدہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مزاج گرامی! آج ہی آپ کا گرامی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

نامہ موصول ہوا۔ بڑی ہی عجلت کے ساتھ چند کلمات لکھ دیے ہیں۔ وقت بہت ہی تھوڑا ہے، شاید پھر آپ کو خط نہ مل سکے۔

تمام حضرات سے سلام مسنون عرض کریں۔ والسلام

احقر ابو الزاہد از گکھڑ

۲۳ محرم ۱۳۹۷ھ

۱۳ جنوری ۱۹۷۷ء

برادران اہل السنت والجماعت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محترم حضرات! آپ حضرات جس صحیح راستہ پر چل رہے ہیں یقین جانیے کہ یہی راستہ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا ہے اور یہی راستہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ و سلم کا بتایا ہوا صراط مستقیم ہے اور یہی وہ حق کا راستہ ہے جس پر حضرات صحابہ کرام و آل بیت حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم گامزن تھے اور اسی کی نشر و اشاعت کے لیے انہوں نے اپنی جانیں نچھاور کی تھیں اور ان حضرات کی محبت اور ان پر اعتماد ہمارے دین کی ایک بنیاد ہے۔ اس لیے کہ خود امام الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجی فرقہ کی علامت بتاتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا کہ ما انا علیہ و اصحابی یعنی وہ نجات پانے والا فرقہ میرے

اور میرے صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے والا ہو گا۔ اس ارشاد میں آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو معیارِ حق بتایا ہے، اگر ان کو ہدف تنقید بنایا جائے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بتائے ہوئے معیار پر اعتماد نہیں کیا جارہا۔ سو ایسے شخص کو جو آں حضرت ﷺ کے معیار کو معیار نہ سمجھے، اپنے ایمان اور اپنی عاقبت کی خیر منانی چاہیے۔ حضرات صحابہ کرامؓ ہر قسم کی تنقید اور بد گمانی سے بالاتر ہیں اور سب کے سب عادل ہیں اور یہی اہل السنت و الجماعت اور اہل حق کا منصور مسلک ہے۔ اور در حقیقت جو شخص حضرات صحابہ کرامؓ پر طعن کرتا ہے وہ اسلام کے اصول پر طعن کرتا ہے کیوں کہ یہی حضرات قرآن کریم، حدیث شریف اور اصول و فروع دین کے راوی اور شاہد ہیں۔ اگر شاہد ہی مجروح ہو تو پھر جس بات کی وہ شہادت دیتا ہے اس کا کیا اعتماد؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ راست پر چلنے کی اور حضرات صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین رو سے وابستہ رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور اعلاء کلمۂ حق کی خاطر جو حضرات اس وقت جیل کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اپنے نیک مقاصد میں سرخرو کرے اور حق کی تائید کا ذریعہ بنائے۔ ہمارے قلب کی تہہ سے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم اور ان کے مجاہد فرزند حضرت مولانا قاضی ظہور حسین صاحب دام لطفہٗ کے لیے دعائیں نکلتیں ہیں کہ انہوں نے حق کی خاطر اسلافؒ کے طریقہ کو اپنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ ایمان اور محبت حضرات صحابہ کرامؓ و اہل بیتؓ پر کرے۔ آمین۔

احقر ابوالزاہد محمد سرفراز

۲۲ محرم ۱۳۹۷ھ

۱۳ جنوری ۱۹۷۷ء

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

نقوشِ زندگی

قائد اہل سنت حضرت مولانا
قاضی مظہر حسین
صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی
حیات وخدمات

عبدالوحید حنفی

سلسلہ اشاعت نمبر 60

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کی حیات وخدمات

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مد ظلہم استاذ الحدیث جامعہ مدینہ کریم پارک لاہور، اپنی کتاب ”حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی حیات وخدمات“ میں لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے ماضی قریب میں برصغیر پاک و ہند میں دو عظیم ہستیوں کو تجدید واحیاء دین کے لیے منتخب فرمایا تھا۔“

پہلی شخصیت

خادم اہلسنّت عبدالوحید حنفی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (م: ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) کی ہے۔ آپ اور آپ کے خلفاء عظام کی مساعی اور تحریک سے عالم اسلام کی دوسری عظیم سلطنت ”سلطنت مغلیہ“ کی اصلاح ہوئی۔ اور کرناٹک سے لے کر افغانستان تک اسلام کا پھریرا لہرانے لگا۔ دین متین کو استحکام اور امتِ مسلمہ کو سکون وچین نصیب ہوا۔

دوسری شخصیت

حضرت شاہ ولی اللہؒ (م: ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کے صاحبزادگان سے تجدید و اصلاحِ امت، علوم نبوت کی نشرو اشاعت ملت کے فکر و عمل میں ایک نئی زندگی اور تازگی پیدا

کرنے کا وہ عظیم الشان کام لیا جس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔ آج انہی بزرگوں کی تحریک و مساعی کی بدولت برصغیر میں علم کی شمع روشن اور مدارس دینیہ کا جال بچھا ہوا ہے۔

تحریک دیوبند

حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہا اللہ کی مبارک و مسعود تحریک کے تسلسل کا نام ہے۔ عقائد و اعمال ہوں یا افکار و نظریات، شریعت و طریقت ہو یا مذہب و سیاست ہر لائن میں "تحریک دیوبند" کی عمارت ان اصولوں پر استوار ہے جو اصول ان دونوں بزرگوں کے تھے۔ متحدہ ہندوستان میں انگریز کے قدم جمالینے کے بعد حق تعالیٰ نے تحریک دیوبند کے مرکز "دارالعلوم دیوبند" کو حفاظت دین اور اشاعت علوم نبویہ کا ایک مؤثر و منظّم اور مضبوط و محکم ذریعہ بنایا۔ اس کے خمیر سے ایسے ایسے رجالِ کار تیار ہوئے جن میں ہر فرد ملک و ملت اور دین و مذہب کے لیے ایک جماعت ثابت ہوئے۔ جس نے اپنے علم و عمل، درس و تدریس وعظ و تبلیغ ارشاد، نصیحت، اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے امت کی اصلاح اور دین کی آبیاری کی۔ انہی رجال کار میں سے ایک نمایاں شخصیت وکیل صحابہ، قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی فاضل

ذاتِ بابرکات سے تنِ تنہا وہ کام لیے جن کا ایک بڑی جماعت سے انجام پانا مشکل نظر آتا ہے۔ سطورِ ذیل میں مختصر طور پر آپ کے حالاتِ زندگی اور آپ کی دینی و ملی خدمات کا ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔ جس سے قارئین آپ کی شخصیت اور آپ کی مساعی وجدوجہد کا کچھ اندازہ کر سکیں گے۔

خاندان۔ماحول۔ نشوونما اور تعلیم وتربیت

صوبہ پنجاب کے موجودہ ضلع چکوال کا ایک قصبہ "بھیں" کہلاتا ہے اس قصبہ بھیں میں ایک بہت بڑے بزرگ حضرت مولانا ابو الفضل کرم الدین دبیرؒ رہا کرتے تھے، آپ کے وجود مسعود سے قصبہ بھیں جو نہایت غیر معروف تھا انتہائی معروف ہو گیا تھا۔ حضرت مولانا کرم الدین دبیرؒ اپنے وقت کے متبحر عالم، بہترین متکلم و مناظر، صاحب طرز ادیب اور قادر الکلام شاعر تھے۔ دبیرؔ تخلص لکھا کرتے تھے۔ عربی، فارسی، اردو کے علاوہ پنجابی میں بھی فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔

یوں تو آپ نے اہلِ تشیع، اہل حدیث اور قادیانی حضرات سب ہی سے کامیاب مناظرے کیے تاہم آپ کا اصلی ہدف قادیانیت تھی۔ چناں چہ آپ نے مولانا فقیر محمد جہلمی کے جاری کردہ ہفت روزہ جریدہ "سراج الاخبار" میں قادیانیت کے خلاف خوب لکھا اور جلسوں میں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرزا قادیانی کو بھرپور تنقید کا نشانہ بنایا۔ مرزا قادیانی کے معتقدین نے آپ پر یکے بعد دیگرے تین مقدمات قائم کیے جن میں آپ باعزت بری ہوئے۔ پہلے آپ کا میلان بریلی کی طرف تھا، لیکن ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۷ء میں سلانوالی ضلع سرگودھا میں ہونے والے مشہور معرکہ آراء مناظرہ علم غیب سے متاثر ہو کر آپ کا رخ بدل گیا اور اکابر علماء دیوبند کی عقیدت و محبت آپ کے دل میں گھر کر گئی۔ ۸ شعبان ۱۳۶۵ھ / ۱۷ جولائی ۱۹۴۶ء میں آپ کا انتقال ہوا اور بھیں میں آپ کی تدفین ہوئی۔

مندرجہ ذیل کتب آپ کی یادگار ہیں۔

(۱) آفتاب ہدایت (۲) تازیانہ عبرت (۳) مناظراتِ ثلاثہ (۴) صداقتِ مذہب نعمانی (۵) السیف المسلول لاعداء خلفاء الرسول۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ فرزند عطا فرمائے۔

(۱) ضیاء الدین (۲) سراج الدین (۳) فضل حسین (۴) منظور حسین (۵) غازی منظور حسین (۶) مظہر حسین

اول الذکر سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ چوتھے نمبر کے صاحبزادے منظور حسین بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ ان کے نام پر پانچویں صاحبزادے کا نام بھی منظور حسین رکھا گیا۔ آپ جوانی میں شہید کر دیے گئے تھے۔ سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ تھے۔ جو اپنے والد کے علمی وارث اور جانشین بنے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ، ولادت

۲۹ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ / ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء بروز منگل بھیں میں آپ کی ولادت ہوئی اور مظہر حسین نام رکھا گیا۔

تعلیم و تربیت

تعلیم و تربیت کے متعلق حضرت قاضی صاحبؒ خود تحریر فرماتے ہیں:

"میری دنیوی تعلیم میٹرک تک ہے۔ سکول میں، میں نے عربی بھی لی ہوئی تھی۔ اس کے بعد فارسی کتب، سکندر نامہ اور ابتدائی صرف و نحو کی بعض کتابیں بھی اپنے والد سے پڑھیں۔ کچھ ترجمہ قرآن مجید بھی پڑھا۔ اس کے بعد اشاعتِ اسلام کالج کا دو سالہ کورس پاس کیا۔ یہ کالج انجمن حمایت اسلام لاہور کی سرپرستی میں قائم ہوا تھا۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم بھی اس کے سرپرست تھے۔ اس میں انگریزی بھی پڑھائی جاتی تھی۔ اس کالج کے پرنسپل کلامِ اقبال کے شارح پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم تھے۔ اور اساتذہ میں جناب مولانا مرشد صاحب مرحوم فاضلِ دیوبند (جو علامہ انور شاہ صاحب محدث کشمیریؒ کے تلامذہ میں سے تھے) اور مولانا قاضی سراج احمد صاحب مرحوم فاضل دیوبند تھے۔ یہ اچھے

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

ادیب تھے۔ ترجمہ قرآن مجید انھوں نے ہی پڑھایا۔ اس کالج میں طلبہ کی تعداد محدود ہوتی تھی۔ اور انجمن کی طرف سے بیس روپے ماہانہ وظیفہ ملتا تھا۔ تقاریر بھی کرائی جاتی تھیں، دو سالہ کورس پاس کرنے والے کو ماہر تبلیغ کی سند ملتی تھی، جمیعت علماء پاکستان کے رہنما جناب مولانا عبدالستار صاحب نیازی بھی وہاں میرے ہم کلاس رہے ہیں۔

دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں تعلیم

اشاعتِ اسلام کالج لاہور سے فراغت کے بعد "دارالعلوم عزیزیہ" بھیرہ ضلع خوشاب میں دو سال تک زیر تعلیم رہا۔ اس وقت مہتمم حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ تھے۔ اس دارالعلوم میں بندہ نے موقوف علیہ تک کتابیں پڑھ لیں، دارالعلوم (عزیزیہ) میں اس وقت بڑے استاد امام فن مولانا محمد دین صاحب المعروف بہ استاد بدھو والے تھے۔ ان سے اصول فقہ میں "توضیح تلویح" اور منطق میں "حمد اللہ" وغیرہ پڑھیں۔ ان کی تقریر بڑی مؤثر ہوتی تھی ان کا ایک اصولی جملہ مجھے یاد ہے کہ "خلق قبیح قبیح نہیں کسب قبیح قبیح ہے" اس دار لعلوم میں ہدایہ اور مشکوٰۃ شریف بھی پڑھیں۔ ہدایہ جناب مولانا محمد قاسم صاحب ہزاروی سے پڑھی۔ لیکن یہ یاد نہیں رہا کہ مشکوٰۃ شریف کے استاذ کون

تھے۔ اس دارالعلوم میں جناب مولانا غلام اللہ خان مرحوم صاحب (پیدائش ۱۹۰۵ء بمطابق ۱۳۲۳ھ وفات ۱۹۸۰ء بمطابق ۱۴۰۰ھ) بانی دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی میں بھی مدرس رہے ہیں۔ میں نے ان سے صرف منطق کی کتاب صغریٰ اور ایسا غوجی پڑھی ہے۔ وہ ان کی تدریس کا ابتدائی دور تھا۔ وہ ۱۹۳۷ء میں چند مہینے رہے۔ ان کے جانے کے بعد بدھو والے استاذ تشریف لائے تھے۔

دارالعلوم دیوبند میں تعلیمی دور

دارالعلوم عزیزیہ سے فراغت کے بعد رمضان ۱۳۵۶ھ میں حضرت والد صاحب نے دارالعلوم دیوبند کے داخلہ کے لیے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ شیخ الحدیث دارالعلوم کی خدمت میں عریضہ لکھا تو سہلٹ آسام سے حضرت کا جوابی گرامی نامہ موصول ہوا۔ جس میں میرے داخلہ کو منظور فرماتے ہوئے فرمایا کہ وہ توجہ کرنے کے بعد دارالعلوم میں آئیں گے۔ آپ کے فرزند کے بارے میں شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب کو لکھ دیا ہے۔

افسوس کہ بعد کے ہنگاموں میں حضرت کا والا نامہ ضائع ہو گیا۔ اتنا یاد ہے کہ والد صاحب نے فرمایا تھا کہ آج ہندوستان کی ایک بڑی شخصیت کا خط آیا ہے۔ رمضان شریف کے بعد شوال میں حضرت شیخ

عبدالواحد حنفی خادم اہلسنت

الادب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے انتہائی شفقت سے نوازا۔ داخلہ کا امتحان بھی خود لیا۔ اور چند دنوں کے بعد دارالعلوم کے دار جدید کمرہ نمبر ۱۴ میں رہائش کے لیے بھیج دیا۔"[1]

دارالعلوم دیوبند میں اسباق

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ لکھتے ہیں:

"پہلے سال مشکوٰۃ شریف، مختصر المعانی اور متنبّیؔ کے اسباق تھے۔ مشکوٰۃ شریف اور مختصر المعانی حضرت مولانا عبدالسمیع صاحبؒ کے پاس تھیں اور گو میں بھیرہ میں مشکوٰۃ شریف پڑھ چکا تھا۔ لیکن حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب کے پاس پڑھنے سے ایک خاص لذت محسوس ہوتی تھی۔ حضرت مولانا عبدالسمیعؒ، حضرت مدنی کے ہم درس رہے ہیں۔ حماسہ کچھ پہلے پڑھا ہوا تھا۔ لیکن امام فن حضرت شیخ الادب نے جب متنبّیؔ پڑھائی تو اس کی کیفیت نرالی تھی۔ صرف و نحو کے حقائق بیان فرماتے تھے میں نے متنبّیؔ کی تقریر بھی لکھ لی تھی۔ جو بعد میں ضائع ہو گئی۔ اور الحمدللہ متنبّیؔ کے ششماہی امتحان میں بندہ اول آیا اور سالانہ امتحان میں دوسرے نمبر پر رہا۔۔۔ حضرت مولانا عزیر گل صاحب اسیر مالٹا کے چھوٹے

[1] ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور مکاتب شیخ الادب نمبر۔

بھائی حضرت مولانا نافع گل صاحب خارج وقت میں شرح عقائد نفسی پڑھایا کرتے تھے۔ بندہ بھی ان کے درس میں شریک ہوتا رہا۔" (ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور شیخ الادب نمبر)

دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف

شوال ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء میں دورہ حدیث میں داخلہ لیا بخاری شریف اور ترمذی شریف، شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہٗ کے پاس تھیں۔ ترمذی شریف دن کو اور بخاری شریف رات کو پڑھاتے تھے۔ اور درس بخاری میں تو حضرت کی روحانیت کا کچھ ایسا اثر محسوس ہوتا تھا کہ گویا دل دھل گئے ہیں۔ درس بخاری اور درس ترمذی کے دوران ہی بندہ حضرت کے ارشادات لکھ لیتا تھا۔ ترمذی شریف میں حنفیت کے دلائل ہوتے تھے۔ اور بندہ کو تقلید شخصی کے بارے میں شرح صدر حضرتؒ کے درس کے فیضان ہی سے ہوا تھا۔ واللہ الحمد۔

دیوبند میں دیگر اساتذہ کرام سے تعلیم

مسلم شریف حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ ابوداؤد شریف حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ (بانی دارالعلوم کراچی) کے پاس تھیں۔ البتہ شروع میں چند دن حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحبؒ نے پڑھائی۔ اور طحاوی شریف، حضرت مولانا علامہ شمس الحق صاحب افغانیؒ کے

پاس تھی۔ لیکن درمیان سال وہ بحیثیت وزیر تعلیمات، ریاست قلات میں تشریف لے گئے تھے۔ مسلم شریف اور طحاوی شریف کی تقریریں بھی میں نے قلمبند کر لی تھیں۔ لیکن وہ استفادہ کے لیے جناب مولانا غلام یحییٰ صاحب صدر المدرسین جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم نے لیں۔ لیکن اچانک کار کے ایکسیڈنٹ میں ان کا انتقال ہو گیا پھر وہ کاپیاں نہیں مل سکیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

دارالعلوم دیوبند میں شاندار کامیابی

الحمدللہ دورہ حدیث شریف کے سالانہ امتحان میں بندہ تیسرے نمبر پر پاس ہوا۔ ایک طالب علم مولوی محمد شریف پشاوری نے میرے نمبرات مجھے بھیجے تھے۔ اور اب حضرت مولانا عبدالدیان صاحب نے بھی دارالعلوم سے نمبرات حاصل کر کے مجھے دیے ہیں۔[1]

حضرت قاضی صاحبؒ کی اس تحریر سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ نے علوم جدیدہ و قدیمہ دونوں حاصل کیے تھے، عصری تعلیم میں میٹرک کا امتحان پاس کیا جو اس دور کے بی اے اور ایم اے سے بڑھ کر تھا۔ دینی تعلیم کی تکمیل کے لیے ازھر الہند دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور دو سال وہاں رہ کر کبار اساتذہ کرام اور بڑے بڑے اساطین

[1] ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور شیخ الادب نمبر ص ۵

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

علم و فیض سے کسب فیض کیا۔[1]

دارالعلوم دیوبند میں پوری دنیا سے سینکڑوں طلبہ آکر دورہ حدیث شریف میں شرکت کرتے تھے۔ چناں چہ جس سال آپ نے دورہ حدیث شریف کا امتحان دیا تو اول بنگلہ دیش کے ایک طالب علم آئے اور دوسرے نمبر پر سرحد کے ایک طالب علم آئے اور تیسرے نمبر پر آپ آئے۔ اور نمبرات میں چند نمبروں کا فرق تھا۔ اس طرح سالانہ امتحان میں آپ نے تیسرا انعام لیا۔ آپ عربی اور فارسی میں قادر الکلام تھے۔ جب اہل عرب اور اہل فارس ملاقات کے لیے آتے تو ان سے عربی اور فارسی میں گفتگو کرتے تھے۔

اور اپنی تحریک کے اغراض و مقاصد اور مذہب اہل السنّت و الجماعت کی حقانیت سمجھاتے تھے۔ اور صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب بیان فرمایا کرتے تھے۔

قید و بند کی ابتلاء

حضرت قاضی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

"شعبان ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم سے فراغت کے بعد میں اپنے وطن بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم میں ہی مقیم رہ کر

[1] تلخیص حیات و خدمات ص ۵ تا ۱۴ مولانا نعیم الدین

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

وقتاً فوقتاً سنی دیوبندی مسلک کی تبلیغ کے لیے علاقہ بھر کے دیہات میں جلسے کرتے رہے۔ ہمارا علاقہ اکابر دیوبند سے آشنا نہ تھا۔ رفض و بدعت کے اثرات پھیلے ہوئے تھے۔ چکوال شہر میں بھی صرف چند گنے چنے افراد اکابر دیوبند سے عقیدت رکھتے تھے۔ الحمدللہ ان جلسوں کے ذریعے عوام اکابر دیوبند کے مسلک حق کو سمجھنے لگ گئے تھے کہ اچانک اپنے گاؤں میں ایک متنازعہ مکان کے بارے میں ہماری لڑائی ہو گئی۔ مخالف فریق کا سرغنہ ایک چوہدری تھا جو اہل تشیع سے تعلق رکھتا تھا۔ چوہدری صاحب سے قرابت داری کی وجہ سے دوسرے گاؤں کا ایک قد آور لڑکا سنی نوجوان بھی اس کی حمایت میں آگیا۔ اس نے مجھ پر حملہ کرنے میں پہل کی، جس سے میں زخمی ہو گیا، لیکن میری دفاعی ضرب سے وہ شدید زخمی ہو کر بھاگ نکلا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا تو اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں نے اسے چھوڑ دیا (اور مخالف فریق کے چند اور ساتھی سرغنہ سمیت بھاگ گئے) اور زخم چوں کہ شدید تھا اس کو لوگ تین چار کوس دور فاصلہ پر تھانہ ڈوہمن کے ہسپتال میں لے گئے اور وہ وہاں انتقال کر گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں۔ اور جنت نصیب ہو۔ آمین یہ ۱۲ جون ۱۹۴۱ء کا واقعہ ہے۔"

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قتل کا مقدمہ ۱۲ جون ۱۹۴۱ء

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ لکھتے ہیں: میں تو چوں کہ زخمی تھا اور مقدمہ سے نکل نہیں سکتا تھا۔ مخالفین نے مقتول مرحوم سے ہی بیان دلوا دیا کہ اس کو میرے بڑے بھائی مولوی منظور حسین صاحب نے قتل کیا ہے۔ حالاں کہ وہ اس لڑائی میں موجود ہی نہیں تھے باہر کھیت میں گئے ہوئے تھے۔ اپنے متعلقین میں سے ملک ستار محمد مرحوم اور ملک فتح محمد مرحوم کے بڑے بھائی ملک محمد اکبر صاحب مرحوم کا نام بھی مخالفین نے لکھوا دیا۔ حالاں کہ وہ گھر میں تھے۔ لڑائی میں شامل ہی نہیں تھے۔ وہ بھی ہمارے ساتھ گرفتار ہوئے۔ ہم پر دفعہ ۳۰۲ کے تحت قتل کا مقدمہ چلا اور بالآخر ہم چاروں کو سیشن جج جہلم نے عمر قید کی سزا سنائی۔ اور اس وقت عمر قید کے سزا یافتہ کو ۲۰ سالہ قیدی تصور کیا جاتا تھا۔ جس میں سے ۱۴ سالہ قید بامشقت کاٹنی پڑتی تھی۔[1]

جیل کے چند واقعات

۱۲ جون ۱۹۴۱ء مطابق ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ بروز جمعرات ۳۰۲ کے اس مقدمہ قتل میں آپ گرفتار ہوئے اور ۴ ماہ ۲۸ دن کی حوالات اور ۷ سال ۵ ماہ ۱۶ دن کی قید کی صعوبتیں برداشت کر کے سنٹرل جیل

[1] ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور شیخ الادب نمبر ص ۱۶۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لاہور سے آپ ۲۶ اپریل ۱۹۴۹ء مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ بروز منگل رہا ہوئے۔ رہائی کے بعد چار پانچ دن لاہور میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور کی خدمت میں رہنے کے بعد براستہ مندرہ صبح راولپنڈی سے چکوال آنے والی ریل گاڑی پر سوار ہو کر ڈھڈیال یا چک نورنگ ریلوے اسٹیشن پر اتر کر اچانک دس بجے کے قریب گھر پہنچے۔ دورانِ قید والدہ صاحبہ اور والد صاحب اور بڑے بھائی غازی منظور حسین شہید اور کئی عزیز و اقارب فوت ہو چکے تھے۔ لیکن حسین کے مظہر کا صبر و استقلال دیدنی رہا۔ چناں چہ ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور کے شیخ الادب نمبر میں لکھتے ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ قریباً آٹھ سالہ اسارت کے عرصہ میں مجھے یاد نہیں کہ قیدی ہونے کی حیثیت سے مجھے کوئی پریشانی لاحق ہوئی ہو۔ (شیخ الادب نمبر ص ۳۹)

انگریز دورِ حکومت میں جیل میں اذان ممنوع تھی

۳۰۲ کے قتل کے کیس کے فیصلے کے بعد رات کو ہی چاروں سزا یافتہ کو پولیس گاڑی جہلم سے سنٹرل جیل لاہور لے گئی۔ سنٹرل جیل لاہور میں بھی آپ نے اذان دینا شروع کر دی۔ اور آپ کی ترغیب سے چار پانچ اور قیدیوں نے بھی اذان دینی شروع کر دی۔ انگریزی دور میں بیس

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

سالہ قیدیوں کو ایک بیرک میں نہیں رکھتے تھے۔ ان کو روزانہ ارڈی لگتی تھی۔ یعنی شام کو دوسری بیرک میں بھیج دیا جاتا۔ فیصل آباد کے ایک دس سالہ قیدی صوفی نور محمد تھے۔ وہ بیرک نمبر ۱۶ میں ہی رہتے تھے۔ ایک رات جب ارڈی اس بیرک میں تھی صوفی صاحب موصوف نے اذان دی تو اس سرکل کے اسسٹنٹ کی طرف سے ایک قیدی نمبر دار آیا اور دریافت کیا کہ اذان کس نے دی ہے؟

ڈپٹی صاحب بلا رہے ہیں۔ صوفی نور محمد صاحب نے کہا کہ میں نے دی ہے۔ نمبر دار نے اس کو ساتھ لیا تو آپ بھی اس کے ساتھ چل پڑے۔ اسسٹنٹ ایک سکھ تھا۔ اس نے صوفی نور محمد سے کہا کہ تم نے اذان کیوں دی ہے۔ یہ جیل ہے۔ اس پر آپ نے اسسٹنٹ سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں اور جیل میں آئے ہیں۔ تو ایمان ڈیوڑھی میں نہیں چھوڑ آئے۔ بلکہ ساتھ لائے ہیں۔ اس پر وہ آگ بگولا ہوا اور کرسی پر بیٹھے بیٹھے اس نے آپ پر ہاتھ اٹھانے کا ارادہ کیا لیکن کانپ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمت نہ دی ورنہ اگر ہاتھ اٹھاتا تو آپ بھی مقابلے کے لیے تیار تھے۔ سچ ہے۔۔۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی!!!

قادیانی جیل سپرنٹنڈنٹ سے مکالمہ

جیل میں جب چار پانچ بیرکوں میں اذانیں شروع ہو گئیں تو جیل انتظامیہ میں بھی ہلچل مچ گئی۔ ہفتہ میں باری باری قیدیوں کی پریڈ ہوتی اور سپرنٹنڈنٹ دورہ پر آتا۔ ایک دن آپ کی بیرک میں دورہ تھا تمام قیدی قطار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے آنے پر سب کھڑے ہو گئے اور جیل کے ٹکٹ ہاتھ میں پکڑ لیے اس ٹکٹ پر قیدی کا نام اور قید کی دفعات وغیرہ درج ہوتی تھیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جیل کا ایک اہلکار سپرنٹنڈنٹ کو میری طرف اشارہ کر کے میری نشاندہی کر رہا ہے۔ جب سپرنٹنڈنٹ آپ کے پاس پہنچا تو آپ کا ٹکٹ لے لیا اور اس پر آپ کے مقدمہ کی دفعہ ۳۰۲ لکھی ہوئی تھی۔ فوراً اس نے کہا کہ تو بڑا مذہبی بنا ہوا ہے حالاں کہ تم نے قتل کیا ہے اور یہ آیت پڑھی: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا[1] (جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں) آپ نے نصرتِ الٰہی سے جواباً کہا کہ یہ قتل عمد نہیں اور یہ آیت پڑھی: فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ[2]۔ (حضرت موسیٰؑ نے ایک قبطی کو ایک مکا مارا اور اس کی جان نکل گئی) اس میں حضرت موسیٰؑ کا

---

[1] پ ۵ سورۃ النساء آیت ۹۳۔

[2] پ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۵۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

ارادہ قتل کرنے کا نہ تھا۔ یہ جواب سن کر پریشان ہو گیا اور اہلکاروں سے کہا کہ پریڈ کے بعد اس کو میرے دفتر میں لے آؤ۔ چناں چہ دورہ ختم ہونے پر وہ آپ کو جیل کی ڈیوڑھی میں لے گئے تو اس نے آپ کو دفتر میں بلا کر کہا کہ یہ جیل ہے۔ اذان ممنوع ہے۔

آپ نے فرمایا: یہ شریعت کا حکم ہے میں نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ تم پاگل ہو۔ آپ نے یہ حدیث پڑھی۔ لَنْ یُّوْمِنْ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُقَالَ لَکَ اِنَّکَ لَمَجْنُوْن۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک کہ لوگ نہ کہہ دیں کہ یہ مجنون ہے۔ اس پر قادیانی سپرنٹنڈنٹ لاجواب ہو گیا۔ اور اہلکاروں سے کہا انہیں یہاں سے نکال دو۔ نکال دو۔ چناں چہ اہلکار آپ کو واپس بیرک میں لے گئے اور آپ نے اذانیں دینی بدستور جاری رکھیں اور جیل میں آپ کی کامیابی اور جرأت و دلیری کا بڑا چرچا ہوا کہ سپرنٹنڈنٹ کے حکم پر بھی انہوں نے اذان نہیں چھوڑی۔ چکیوں میں بندش اور بیڑیاں برداشت کر لیں لیکن جب تک جیل میں رہے پانچوں وقت جیل میں اذان کی آواز گونجتی رہی۔

لاہور جیل سے سنٹرل جیل ملتان

لاہور جیل سے سب اذان دینے والوں کو ہتھکڑیاں اور بیڑیاں لگا کر

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

سنٹرل جیل ملتان بھیج دیا گیا، اور آپ کو وہاں کے سپرنٹنڈنٹ کے پاس پیش کیا گیا وہ بڑا سخت گیر تھا۔ آپ کے جیل کے ٹکٹ پر میٹریکولیٹ لکھا ہوا تھا تو اس کو شک پڑ گیا۔ اس نے کہا کہ سنٹرل جیل لاہور کے پریس میں کام کرنے کے لیے گورنمنٹ نے ہم سے متعدد تعلیم یافتہ قیدی مانگے ہیں۔ پھر تم کو وہاں سے یہاں کیوں بھیجا؟ آپ نے واضح کیا کہ میں اذان دیتا ہوں اس لیے انہوں نے وہاں سے مجھے یہاں بھیج دیا۔ اس نے کہا کہ یہ جیل ہے، ترغیب بھی دی اور ترہیب بھی لیکن آپ نے صاف طور پر کہہ دیا کہ یہ اسلام کا حکم ہے، میں نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے آپ کے ٹکٹ پر لکھ دیا کہ اس کو چکیوں میں بند کر دیا جائے اور ۱۲ سیر گیہوں روزانہ پیسنے کی مشقت لکھ دی۔ اس پر اہلکار آپ کو چکیوں میں لے گئے۔ رات وہاں گزاری اور صبح سے پیسنے کے لیے ۱۲ سیر گندم کے دانے آ گئے۔

جیل میں نصرت خداوندی

جس وقت آپ اذان کے سلسلہ میں سپرنٹنڈنٹ سے بات کر رہے تھے تو وہاں ہی ساتھ والی کرسی پر ایک قد آور جوان اسسٹنٹ بیٹھے ہوئے تھے جن کو مہر صاحب کہتے تھے۔ ان کی ڈیوٹی چکیوں میں تھی۔ ان کو آپ سے ہمدردی پیدا ہو گئی تو انہوں نے ڈاکٹر سے مل کر بجائے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

چکی پیسنے کے، مشقت چرخہ کاتنا لگا دیا اور آدھ سیر دودھ بھی لگوا دیا۔ گرمیوں کا موسم تھا تقریباً ایک ماہ وہاں چکیوں میں شب و روز گزارے اور اچانک سنٹرل جیل لاہور منتقل ہونے کا آرڈر آ گیا۔ اور سنٹرل جیل لاہور پہنچنے پر آپ کو چکیوں میں بند کر دیا گیا۔

لاہور جیل سے سنٹرل جیل راولپنڈی منتقلی

لیکن آپ نے وہاں بھی اذان دی تو چند دنوں کے بعد آپ کو سنٹرل جیل راولپنڈی منتقل کر دیا گیا۔ چوں کہ آپ کے ٹکٹ پر قصوری لکھا ہوا تھا۔ اس لیے سنٹرل جیل راولپنڈی میں بھی آپ کو چکیوں میں ہی رکھا گیا اور اڑھائی سال چکیوں میں رہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے دو ہفتے چکی بھی پیسی اور جب چرخہ کاتنے کی ہلکی مشقت دی گئی تو اس دوران مجھے چرخہ پر سوت کاتنے کا اچھا تجربہ ہو گیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اڑھائی سال تارے نہیں دیکھے۔ کیوں کہ قصوری میں بند قیدیوں کی چکیاں عصر کے وقت بند کر دی جاتی ہیں اور صبح دیر سے کھولی جاتی ہیں۔

راولپنڈی سے سنٹرل جیل لاہور منتقلی

راولپنڈی جیل میں آپ کو پیشاب کی تکلیف ہو گئی اور پیشاب میں خون آنے لگ گیا۔ ہسپتال میں داخل کر دیے گئے لیکن صبر کا یہ عالم تھا کہ گھر خط لکھا۔۔۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

بخدمت جناب والدی المکرم مدظلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آج ہی آپ کا کارڈ ملا۔ کاشف احوال ہوا۔ کل مؤرخہ ۱۱ مئی کو چالان کا حکم ملا تھا لیکن میں چار روز سے ہسپتال میں داخل ہوں۔ لہٰذا چند ایام کے لیے التواء ہو گیا ہے۔ صرف بول احمرِ اللون کی شکایت ہے اور کسی قسم کا دکھ درد لاحق نہیں اور یہ بھی من جملہ حکم خداوندی سے ہے۔ لعل ھذا یکون سببا للنجاۃ و رائیت فی المنام ھکذا من قبل۔۔۔

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ
قیدی سنٹرل جیل راولپنڈی
مؤرخہ ۱۲ مئی ۱۹۴۵ء

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

لاہور جیل میں گردے کا آپریشن

سنٹرل جیل راولپنڈی سے پیشاب کی تکلیف کی وجہ سے روزنامہ سیاست لاہور کے مالک اور ایڈیٹر سید حبیب شاہ صاحب نے سپرنٹنڈنٹ کو کہہ کر علاج کے لیے سنٹرل جیل لاہور بھیج دیا۔ بیماری کی وجہ سے آپ کو میو ہسپتال لاہور داخل کرایا گیا اور وہاں ہی گردے کا آپریشن ہوا۔ چوں کہ پتھری زیادہ تھی اس لیے ڈاکٹروں نے بایاں گردہ نکال دیا اور صحت یاب ہونے پر سنٹرل جیل لاہور میں واپس بھیج دیا۔

جیل کی تکالیف میں عزیمت پر عمل

مذہبی اور سیاسی قائدین اور لیڈروں کا امتحان اس وقت شروع ہوتا ہے جس وقت وہ جیل میں جاتے ہیں۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ بڑے بڑے گرجنے اور برسنے والے نام نہاد لیڈر اور کاغذی شیر جب جیل میں گئے تو جیل قوانین کے پابند ہو کر رہ گئے اور دل کے دورے پڑنے لگے۔ اور قید تنہائی کا رونا رونے لگے۔ لیکن علوم نبوت کے وارث اور حق گو علماء کرام نے ہمیشہ مظلوم اور محکوم قوموں کو آزادی دلانے کے لیے اعلائے کلمۃ اللہ بلند کرتے ہوئے قید و بند اور بیڑیوں کی صعوبتوں کو سنت یوسفی سمجھتے ہوئے بخوشی قبول کیا۔ انہی علمائے حق کے قافلے کے ایک فرد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب تھے۔ آپ کو لاہور، ملتان اور راولپنڈی میں قصوری چکیوں میں بیڑیاں پہنا کر رکھا گیا لیکن آپ ثابت قدم رہے۔

ہندو لیڈر کا آپ کی جرأت کی تعریف کرنا

ایک مشہور سیاسی لیڈر محمد خان بالم نے بتایا کہ جن دنوں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لاہور جیل میں قید تھے۔ ان دنوں وہ بھی ایک کیس میں لاہور جیل میں تھے۔ وہاں ایک ہندو مشہور لیڈر دت نامی بھی قید تھا۔ اور اس کو ایک کیس میں سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔

محمد خان بالم نے بتایا کہ ان دنوں ملک کے مشہور صحافی آغا شورش کاشمیری بھی لاہور جیل میں تھے۔ وہ اور چند دوسرے مسلمان قیدی "دت" نامی لیڈر سے ملے اور اس کو اسلام قبول کرنے کے لیے کہا۔ اس نے کہا کہ میں نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے اور قرآن بھی پڑھا ہے لیکن میری چند مجبوریاں ہیں جن کی بنا پر میں اسلام قبول کرنے کا اعلان نہیں کر سکتا۔ البتہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت کو پڑھا ہے۔ اگر میں نے اسلام قبول کیا تو حضرت عمر فاروقؓ والا اسلام لاؤں گا۔ تمہارے والا اسلام نہیں کیوں کہ تمہاری زندگیوں میں اسلام پر عمل نہیں۔

شورش کاشمیری وغیرہ مسلمانوں نے دوسرا سوال "دت" سے یہ کیا کہ "دت" صاحب آپ نے بڑی بڑی جیلیں کاٹی ہیں اور بڑے بڑے قیدی دیکھے ہیں کیا آپ نے کوئی ایسا قیدی بھی دیکھا ہے جس سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔ دت نے کہا ہاں ایک قیدی ایسا دیکھا ہے جس سے میں متاثر ہوا ہوں۔ اس کی جرأت اور اس کی خودداری نے مجھے متاثر کیا ہے اور ان دو چیزوں میں ان کو میں اپنے سے بڑھ کر دلیر سمجھتا ہوں۔ ہم نے کہا وہ کون ہے؟ تو دت نے کہا وہ مولوی مظہر حسین جہلمی ہے۔ "دت" نے کہا کہ ہم دلیر بنتے ہیں۔ لیکن جیل میں آ کر جیل قوانین کے پابند ہو کر رہ جاتے ہیں۔ لیکن مولوی مظہر حسین جہلمی نے قوانین کو توڑتے ہوئے اذان دی۔ اور آج تک دے رہا ہے۔ چکیوں میں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بند ہے لیکن اذان کی آواز آرہی ہے۔ میں اس کی جرأت اور دلیری کو دیکھ کر ان کو اپنے سے اوپر سمجھتا ہوں۔ دوسرا اس کی خود داری سے متاثر ہوں۔ ہم جیل میں آتے ہیں تو ہماری کمزوریاں ہم کو دوسروں سے چیزیں مانگنے پر مجبور کرتی ہیں۔ مثلاً سگریٹ کی عادت ہے تو اس عادت سے مجبور ہو کر لوگوں سے سگریٹ مانگتے ہیں۔ لیکن میں نے آج تک قاضی مظہر حسین کو کسی سے کوئی چیز مانگتے ہوئے نہیں دیکھا یہ اس کی خود داری ہے۔ ان دو چیزوں کی وجہ سے میں اس کو اپنے سے اوپر سمجھتا ہوں۔ محمد خان بالم نے یہ باتیں ہم کو سنا کر کہا کہ تم نے تو حضرت کی باہر والی زندگی دیکھی ہے اور ہم نے جیل کی زندگی کے حالات اور دت نامی ہندو لیڈر کے تاثرات سنادیے ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

محمد خان بالم نے بتایا کہ "دت" ہندوؤں کا وہ لیڈر تھا کہ اس کی ملاقات پر ہندو اس کے پاؤں سے مٹی لگا کر تبرک کے طور پر لے جاتے تھے۔ اور جب ہندوستان کی تقسیم ہوئی تو بھارت کی حکومت نے جو پہلا قیدی حکومتِ پاکستان سے مانگا وہ "دت" تھا۔ اور بھارت کا وزیر اعظم شاستری جب دت کی ملاقات کے لیے آتا تو ادب کی وجہ سے جوتے اتار کر آتا تھا۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی زندگی لوگوں کے لیے ایک نمونہ تھی۔ اور بھی کئی غیر مسلم جیل میں ان کو دیکھ کر متاثر

ہوئے۔ جیل میں آپ کی تبلیغ کی وجہ سے اصحاب سجن کے عقائد درست ہوئے۔ اور کئی لوگوں نے آپ سے قرآن پڑھا۔ اور چند خوش نصیب غیر مسلم مسلمان بھی ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک صاحب جیل سے رہائی کے بعد بھیں میں مقیم رہے۔ حضرت قاضی صاحب نے معاشی مدد دیتے ہوئے دکان بنوا کر دی۔ بعد میں یہ لاہور تشریف لے گئے۔

بیعت و خلافتِ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ

شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ کے مشورہ اور وساطت سے سینٹرل جیل لاہور سے آپ نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند کو بیعت کے لیے عریضہ لکھا۔ حضرت مدنیؒ کی منظوری کے بعد شیخ الادب نے بذریعہ خط اطلاع دیتے ہوئے فرمایا۔۔۔

"حضرت مولانا مدنی مدظلہ' نے آپ کی غائبانہ بیعت منظور فرمالی ہے اور فرمایا ہے کہ پچیس ہزار مرتبہ اسم ذات بغیر جہر اور بغیر کسی تعین وقت کے ہر روز پورا کر لیا کریں۔"[1]

[1] اعزار علی از دیوبند ۸ جمادی الثانیہ ۱۳۶۱ھ بمطابق ۲۲ جون ۱۹۴۲ء

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا گرامی نامہ

محترم المقام زید مجدکم............ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ'

آپ کا والا نامہ مورخہ ۱۲ شعبان موصول ہوا۔ حضرت شیخ الادب صاحب کے ذریعہ جواب بھیج دیا ہے۔ ذکر لسانی ہمیشہ اپنی کثرت اور مداومت سے کریں۔ ذکر قلبی جس کا مرکز، زیر پستان چپ چار انگل ہے اور ذکر روحی کی طرف، جس کا مرکز زیر پستان راست ہے منجر ہوتا ہے۔ مگر ہم کو لطائف کے جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں مسافت طویل ہے۔ بہرحال ۲۵ ہزار ذکر لسانی پر مداومت فرمائیے اور جس قدر اس میں زیادتی ممکن ہو عمل میں لاتے ہوئے ذکر قلبی کی طرف بھی توجہ فرمائیے۔ یعنی قلب جو کہ بائیں پستان سے چار انگل نیچے ہے تصور کیجیے کہ اس سے لفظ اللہ برابر نکلتا ہے۔ ذاتِ مقدسہ چوں کہ محبوب قلب ہے اور حسب قاعدہ من احب شیءً اکثر ذکرہ۔ قلب بے چینی کے ساتھ محبوب حقیقی کو یاد کرتا ہے۔ اس میں ذکر لسانی کو کوئی دخل نہ دیجیے فقط دھیان اور تصور ہو گا اور خیال ہی خیال میں ذکر کرتے ہوئے کم از کم دو ہزار مرتبہ روزانہ ایک ہی مجلس میں یا متعدد مجالس میں اس کو پورا کیجیے۔ جو حرکت سینہ میں محسوس ہوتی ہے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

سلطان الاذکار کا مقدمہ ہے اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

اور ماسویٰ اللہ سے کلی انقطاع نصیب ہو۔ آمین۔

حصول زیارت مقدسہ مبارک ہو۔ آنکھ بند ہونا غالباً اشارہ اس طرف ہو کہ ذکر میں انہماک کیجیے اور اغیار سے انقطاع کیا کیجیے۔

مستری سردار محمد صاحب سے بھی سلام مسنون کہہ دیں میں ان کو غائبانہ بیعت کر لیتا ہوں۔ ان کو اتباع شریعت کی تاکید اور تسبیحات ستہ کی تعلیم کر دیجیے۔

اس زمانہ کے قطب الارشاد اور مجدد کو میں نہیں جانتا۔ مجھ جیسا ناکارہ اور نالائق کس طرح جان سکتا ہے۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

سہلٹ ۸ رمضان ۱۳۶۴ھ

۷ر اگست ۱۹۴۵ء[1]

اجازت بیعت وخلافت

اجازت بیعت کے حوالے سے حضرت مدنیؒ اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

میں پہلے بھی غالباً آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کو اجازت ہے جو بھی

[1] مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ ج۴ ص ۱۰۹۔ مکتوب بنام قاضی مظہر حسین صاحب۔

عبدالوحید الحنفی

آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کرے اس کو بیعت کر لیا کریں اور اشغال سلوک تلقین فرما دیا کریں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ اتباع سنت کا ہمیشہ اور ہر امر میں خیال رکھیں۔ علاوہ مراقبہ کے دوسرے اذکار کی ضرورت اگرچہ اب نہیں ہے مگر تائید اور تقویت کے لیے جو سمجھیں کرتے رہا کریں صراطِ مستقیم اور امداد و سلوک کو زیر مطالعہ رکھیں خواب سب اچھے ہیں۔ اور امید افزاء تعویذوں کی بھی اجازت دیتا ہوں۔ القول الجمیل میں سے لکھ دیا کریں یا مقصود کے مطابق کوئی آیت لکھ دیا کریں۔ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانا بھی تبلیغ ہے۔ بہر حال جس قدر ممکن ہو انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کی اصلاح اور ہدایت میں بلا طمع کوشاں رہیں۔ دعواتِ صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ واقفین پرسان حال سے سلام مسنون عرض کر دیں۔ آپ کا لفافہ کار آمد نہ ہونے کی وجہ سے واپس ہے۔ والسلام

ننگِ اسلاف

حسین احمد غفرلہٗ

۷ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ

۲۸ دسمبر ۱۹۴۹ء

خادم اہلسنّت عبدالوحید حنفی حفظہ ربہ

قرب و حضور اور تکمیل سلوک

تکمیل سلوک اور اجازت بیعت کے سلسلہ میں مزید ایک مکتوب میں حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی صاحب کو تحریر فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کریم کارساز بندہ نواز نے آپ کو قرب و حضور اور معیت کی نعمت وجدانی طور پر عنایت فرمائی ہے۔ اور نسبت میں قوت اور ترقی عطا فرمائی۔ فللہ الحمد و المنۃ اللھم زد فزد محترما۔ توجہ الی الذات المقدسہ المنزلۃ عن سایر سات التقص و الزوال و عن مادہ و المثال المتصفہ بالکمال و الجلال کو جس قدر ممکن ہو بڑھایئے۔ اور حضور دائم پیدا کیجیے۔ لطائف مدرکہ کا ترقی پذیر ہونا نعمت عظیمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور زیادہ فرمائے۔

ذات مقدسہ بے مثل اور بے مثال ہے۔ اسی طرف دھیان متوجہ رہنا چاہیے۔ آپ کو جو تعلیم دی جاچکی ہے۔ یہ آخری سب طرق کی تعلیم ہے اس پر کاربند رہیے۔ اور اسی میں ترقی اور مداومت جاری رکھیے۔ استقامت اور کوشش سے آپ بڑے سے بڑے مقامات پر پہنچ سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ

میاں فیروز دین صاحب کو آپ خود بیعت کر کے تلقینات جاری

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

رکھیے۔ تسبیحات ستہ وظیفہ ہیں۔ ذکر مقدم از وظائف ہے۔ ذکر اسم ذات پاس انفاس وغیرہ حسب فرصت و ترقی تعلیم کرتے رہیں۔ جو شخص بھی بیعت کا خواہش مند ہو اس کو رد نہ کریں۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

۱۷ اگست ۱۹۵۰ء دیوبند

۲ ذیقعدہ ۱۳۶۹ء[1]

بھیں میں درس قرآن

۲۶ اپریل ۱۹۴۹ء مطابق ۲۶ جمادی الثانیہ ۱۳۶۸ھ کو سنٹرل جیل لاہور سے رہا ہو کر جب چار پانچ دن کے بعد بھیں پہنچے تو اپنے محلّہ کی مسجد زمینداراں کا نام بدل کر خلیفہ ثانی مرادِ رسول سیدنا فاروق اعظمؓ کی نسبت سے فاروقی مسجد رکھا اور نمازِ فجر کے بعد درسِ قرآن کا سلسلہ باقاعدگی سے شروع کر دیا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر نمازیوں سے نماز سنتے۔ الفاظ کی تصحیح کراتے اور ساتھ ساتھ ترجمہ بھی یاد کراتے۔ اور نمازیوں کی حاضری لگاتے اور جو موجود نہ ہوتا تو دوسرے دن جا کر پتہ کرتے کہ کیوں نہیں آیا۔ (قائد اہل سنت نمبر ص ۱۴۷)

---

[1] مکتوبات حضرت مدنی ج ۴

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

بھیں جامع مسجد میں خطابت

جمعہ کی نماز مرکزی جامع مسجد اہل سنت میں پڑھاتے اور مختلف موضوعات پر تفصیل سے بیان فرماتے۔ جس میں توحید، رسالت، مقام صحابہؓ واہل بیتؓ۔ اعمال صالحہ مروجہ بدعات اور رسم ورواج کو چھوڑنے اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کی تاکید فرماتے۔ اور علاقہ کے دیہات میں تبلیغی جلسوں کے پروگرام کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے لوگ دین کی طرف راغب ہونا شروع ہو گئے۔ مسجدیں آباد ہوئیں۔ ورنہ بعض علاقے ایسے بھی تھے کہ کئی کئی مسجدوں کا امام صرف ایک ہوتا تھا اور عقائد کی یہ حالت تھی کہ مرید سنی اور پیر شیعہ ہوتے تھے۔ (قائد اہل سنت نمبر ص ۱۴۷)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام بھیں کی بنیاد

آبائی گاؤں بھیں میں فاروقی مسجد کے شمالی جانب متصل ہی جگہ لے کر ایک کمرہ اور ساتھ کمرے کی شکل میں ایک بڑا برآمدہ اور ایک باورچی خانہ بنوایا گیا اور ساتھ ہی دو حجرے فاروقی مسجد کے تھے جن میں شعبان ۱۳۷۱ھ مطابق مئی ۱۹۵۲ء میں مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام بھیں کی بنیاد رکھی۔ اور پہلے مدرس مولانا امیر زمان صاحب مقرر کیے گئے۔ موصوف نے ۲۳ محرم ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء سے لے کر ۲

شعبان ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۵۳ء تک تدریس کی۔ ان کے بعد حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب ہزاروی کا تقرر ہوا۔ موصوف چھ سال ۱۹۵۹ء تک بھیں میں درس قرآن دیتے رہے۔

چکوال شہر میں درسِ قرآن کی ابتداء

۱۹۴۹ء میں رہائی کے بعد شہر چکوال میں دینی درس گاہ کے قیام کے سلسلہ میں شہری احباب سے رابطے کیے اور راقم الحروف کے والد صوفی عبدالرشید صاحب مرحوم جو کہ مرکزیہ امدادیہ مسجد پنڈی روڈ چکوال کے متولی تھے، ان سے ملاقات کی۔ شہر کے دیگر احباب حاجی احمد حسین صاحب، میاں کرم الٰہی صاحب، مجاہد راجہ بوستان صاحب، صوبیدار غلام حسن صاحب (اوڈھروال)، چوہدری گل شیر خان چکوال سے بھی ملاقاتیں کیں۔ اور شہر چکوال میں مرکز قائم کرنے اور مدرسہ قائم کرنے کی ترغیب دی۔ چناں چہ آپ کی ترغیب پر صوفی عبدالرشید صاحب، حاجی احمد حسین صاحب، صوبیدار غلام حسن صاحب، شیخ عبدالغنی صاحب، خواجہ عالم دین صاحب، خادم القوم حوالدار امیر علی صاحب وغیرہ احباب نے ۲۹ فروری ۱۹۵۲ء مطابق ۲ جمادی الثانیہ ۱۳۷۱ھ بروز جمعہ دار العلوم حنفیہ کے نام سے مدرسہ کی ابتداء کی اور بچوں کی تعلیم کے لیے ایک مدرس مقرر کیا۔ اور جمعہ کا افتتاح مرکزیہ امدادیہ مسجد چکوال میں کیا۔ تقریر کے لیے حضرت مولانا عبدالحنان

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صاحب خطیب جامع مسجد بھوسہ منڈی راولپنڈی سے بلائے گئے۔ اس سے اگلے جمعہ ۷ مارچ ۱۹۵۲ء کو مرکزیہ امدادیہ میں تقریر کے لیے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کو بلایا گیا۔ آپ نے قیام بھی صوفی عبدالرشید صاحب کے پاس مرکزیہ امدادیہ مسجد میں ہی کیا اور ۸ مارچ کو صبح کی نماز بھی حضرت قاضی صاحب نے ہی پڑھائی اور درس قرآن بھی دیا۔ پھر ۹ مارچ اور ۱۰ مارچ کو بھی درس دیا۔ اس طرح درس قرآن سے مرکزیہ امدادیہ مسجد چکوال میں کام شروع ہوا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں گرفتاری

۵ مارچ ۱۹۵۳ء کو تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کے لیے چکوال میں ختم نبوت کے پروانوں کا اجلاس ہوا۔ ۶ مارچ کو مسجد امدادیہ مرکزیہ میں بھی جلسہ ہوا۔ ۹ مارچ کو فیصلہ ہوا کہ چکوال سے پانچ پانچ رضاکار دستے گرفتاری پیش کرنے کے لیے جہلم روانہ ہوں گے۔ اس سلسلہ میں چھپڑ بازار کے گراؤنڈ میں جلسہ ہوا۔ جلسہ کی صدارت چوہدری غلام شاہ صاحب نے کی اور اعلانات حاجی احمد حسین صاحب نے کیے۔

۱۲ مارچ ۱۹۵۳ء کو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور آپ کے ساتھ صوفی منظور حسین آف سانگ کلاں اور صوفی غلام حسن صاحب آف سانگ کلاں تحریکِ ختم نبوت کے احتجاجی جلسوں میں شرکت کے لیے بھیں سے جہلم روانہ ہوئے۔ حضرت قاضی صاحب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نے دینہ میں صوفی غلام حسن صاحب اور صوفی منظور حسین صاحب کو آگے روانہ کر دیا اور خود دینہ رک گئے کیوں کہ پولیس جامع مسجد گنبد والی میں پہنچنے سے پہلے گرفتار کرنا چاہتی تھی۔ اور آپ چاہتے تھے کہ جمعہ پر جامع مسجد گنبد والی میں تقریر کر کے احتجاجی جلسوں میں شرکت کر کے گرفتاری دیں۔ ۱۳ مارچ بروز جمعہ دینہ سے سائیکل پر سوار ہو کر جب گنبد والی مسجد کے قریب پہنچے تو پولیس نے مسجد کا گھیراؤ کیا ہوا تھا کہ جمعہ سے قبل ہی آپ کو گرفتار کر لیا جائے۔ نصرتِ الٰہی سے آندھی آ گئی اور پولیس کی آنکھوں میں مٹی پڑی تو مسجد کے دروازے سے وہ ہٹ گئے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب موقع پا کر اندر داخل ہو گئے۔ نمازِ جمعہ سے پہلے ختم نبوت پر تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں کے دلوں کو گرمایا۔ اور پھر حسبِ پروگرام جلوس نکالا اور شہر کی اہم شاہراہ پر موقع بموقع آپ خطاب کرتے گئے۔ ضلع کچہری پہنچ کر آپ نے اپنے آپ کو ناموسِ رسالت کے تحفظ کی خاطر گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔ میاں کرم الٰہی مجاہد چکوال اور آپ کو جہلم جیل سے لاہور جیل لے گئے اور وہاں سے ساہیوال جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ ۱۳ مارچ ۱۹۵۳ء سے ۱۴ جنوری ۱۹۵۴ء تک آپ نے یہ زمانہ جیل میں گزارا۔ تحریکِ ختم نبوت میں ۱۰ ماہ آپ جیل میں رہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کے قیام کے لیے پہلا اجلاس

۱۔ ۲۶ جنوری ۱۹۵۵ء مطابق یکم جمادی الثانیہ ۱۳۷۴ھ بروز بدھ بوقت شام آٹھ بجے چکوال میں حاجی احمد حسین صاحب کے بالاخانہ میں دار العلوم حنفیہ کے سابق ارکان کا اجلاس ہوا۔ متفقہ رائے سے حکیم عبد الصمد صاحب صدر جلسہ چنے گئے۔ اور مندرجہ ذیل حاضرین جلسہ میں موجود تھے۔

(۱) حکیم عبد الصمد صاحب (۲) حکیم عبد الحفیظ صاحب (۳) حکیم غلام نبی صاحب سفری (۴) صوفی عبد الرشید صاحب (۵) حکیم نادر بیگ صاحب (۶) حاجی غلام حسین صاحب (۷) میاں ابراہیم صاحب (۸) حاجی احمد حسین صاحب (۹) ملک منظور حسین صاحب (۱۰) مرزا عبدا لحکیم صاحب (۱۱) بابو فضل حسین صاحب (۱۲) حافظ غلام محمد صاحب (۱۳) فضل دین صاحب (۱۴) راجہ غلام حسین صاحب (۱۵) ڈاکٹر صوفی محمد اسماعیل صاحب (۱۶) حکیم محمد نواز صاحب (۱۷) حوالدار غلام حسین صاحب (۱۸) شیخ عبد الغنی صاحب (۱۹) حافظ شیر محمد صاحب (۲۰) صوفی غلام مصطفےٰ صاحب (۲۱) صوفی عبد العزیز صاحب (۲۲) جمعدار محمد یوسف صاحب (۲۳) فدا حسین صاحب (۲۴) میاں عبد الحمید صاحب شریک تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

۲۔ حاجی احمد حسین صاحب نے دار العلوم کی سابقہ کارگزاری پر روشنی ڈالی۔

۳۔ طے پایا کہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو بطور مہتمم دارالعلوم دعوت دی جائے کہ وہ آکر اس دارالعلوم کو بہتر طریقے پر چلائیں۔

۴۔ طے پایا کہ کالج والی مسجد (مرکزیہ امدادیہ) میں دارالعلوم کو جاری رکھا جائے۔

۵۔ طے پایا کہ مندرجہ ذیل اشخاص کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو دارالعلوم چلانے کے لیے ابتدائی کاموں میں مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کا ہاتھ بٹادیں۔

(۱) راجہ غلام حسین صاحب (۲) حکیم عبدالصمد صاحب (۳) حاجی احمد حسین صاحب (۴) صوفی عبدالعزیز صاحب (۵) حکیم غلام نبی سفری صاحب (۶) حکیم محمد نواز صاحب (۷) صوفی عبدالرشید صاحب (۸) ڈاکٹر صوفی محمد اسماعیل صاحب (۹) حاجی غلام حسین (۱۰) جمعدار محمد یوسف صاحب۔

۶۔ حاجی احمد حسین صاحب بطور خزانچی کام کریں گے۔ حکیم عبدالصمد صاحب بطور سیکرٹری کام چلائیں گے۔ اور صدر کمیٹی اپنے جلسوں میں خود بخود چنے گی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

۷۔ حاجی غلام حسین صاحب نے مدرسہ چلانے کے لیے مبلغ پچاس روپے کی رقم پیش کی دیگر مندرجہ ذیل لوگوں نے رقم کی پیشکش کی۔

(۲)فدا حسین صاحب	چکوال	پچاس روپیہ	بعد میں وصول پائے۔
(۳)جمعدار محمد یوسف صاحب	چکوال	دس روپیہ	بعد میں وصول پائے۔
(۴)حکیم عبد الصمد صاحب	چکوال	دس روپیہ	بعد میں وصول پائے۔
(۵) راجہ غلام حسین صاحب	چکوال	دس روپیہ	نقد ادا کیے گئے۔
(۶)صوفی عبد العزیز صاحب	چکوال	پانچ روپے	بعد میں وصول پائے۔
(۷)فضل دین صاحب	چکوال	ایک روپیہ	نقد ادا کیے گئے۔
(۸)میاں ابراہیم صاحب	چکوال	ایک روپیہ	بعد میں وصول پائے۔
(۹)حاجی احمد صاحب	چکوال	دو روپے	بعد میں وصول پائے۔
(۱۰)مرزا عبد الحکیم صاحب	چکوال	ایک روپیہ	نقد ادا کیے گئے۔
(۱۱)شیخ عبد الغنی صاحب	چکوال	دو روپے	نقد ادا کیے گئے۔
(۱۲)حاجی غلام حسین صاحب	چکوال	تین روپے	نقد ادا کیے گئے۔
(۱۳)حافظ غلام محمد صاحب	چکوال	دو روپے	نقد ادا کیے گئے۔

اس اجلاس میں نقد ۱۹ روپے موصول ہوئے بقایا ۷۸ روپے بعد میں وصول ہوئے۔ اس طرح پہلے اجلاس میں کل ۹۷ روپے جمع ہوئے۔ اور پہلے اجلاس میں ۲۴ احباب شریک ہوئے۔

۸۔ طے یہ پایا کہ ایک سب کمیٹی مندرجہ ذیل اشخاص کی بنائی جائے

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنّت حافظ

جو فوری طور پر اخراجات کی منظوری دے دیں۔

(۱) حکیم محمد نواز صاحب (۲) حکیم عبدالصمد صاحب (۳) حاجی احمد حسین صاحب (۴) راجہ غلام حسین صاحب

ان میں سے تین اشخاص جو حاضر ہوں گے خرچ کی منظوری دے دیں گے۔

دستخط حکیم عبدالصمد بقلم خود

جمعدار محمد یوسف

26-01-55

مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کے قیام کے لیے دوسرا اجلاس

۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء مطابق ۳ جمادی الثانیہ ۱۳۷۴ھ بروز جمعۃ المبارک بوقت شام ۸ بجے شب بمقام بالا خانہ جامع مسجد مرکزیہ کالج روڈ چکوال۔ دارالعلوم حنفیہ چکوال کی مجلس منتظمہ کا زیر صدارت حکیم عبدالصمد صاحب، جلسہ ہوا۔

۱۔ ۲۶ جنوری ۱۹۵۵ء کو مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو اہتمام مدرسہ کے لیے دعوت دی گئی تھی۔ لہٰذا آپ نے اس دعوت پر رضامندی کا اظہار کیا اور آج کی تاریخ سے بطور مہتمم کام شروع کر دیا۔

۲۔ مندرجہ ذیل ممبران حاضر تھے:

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

(۱) مولانا قاضی مظہر حسین صاحب (۲) مولانا نور محمد صاحب قلعہ دیدار سنگھ (اعزازی ممبر) (۳) مولانا عبداللطیف صاحب جہلم (اعزازی ممبر) (۴) پیر عمر حیات صاحب گورسیاں (اعزازی ممبر) (۵) صوفی عبدالعزیز صاحب ڈھوک مومن چکوال (۶) راجہ غلام حسین صاحب (۷) حاجی غلام حسین صاحب (۸) جمعدار محمد یوسف صاحب (۹) حاجی احمد حسین صاحب (۱۰) فدا حسین صاحب (۱۱) حکیم عبدالصمد صاحب (۱۲) سید مقبول شاہ صاحب (۱۳) صوفی عبدالرشید صاحب (متولی مرکزیہ امدادیہ مسجد چکوال)

۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء کو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے جمعہ پڑھایا اور مدرسہ کے قیام کی خوشخبری سنائی۔

مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کے قیام کے بعد تیسرا اجلاس

۱۱ فروری ۱۹۵۵ء مطابق ۱۷ اجمادی الثانیہ ۱۳۷۴ھ بروز جمعہ مدرسہ کی مجلس منتظمہ کا اجلاس ہوا۔ مندرجہ ذیل ارکان حاضر تھے:

(۱) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب (۲) حکیم عبدالصمد صاحب (۳) حاجی احمد حسین (۴) صوفی عبدالرشید صاحب (۵) حاجی غلام حسین صاحب (۶) جمعدار محمد یوسف صاحب

ان کے علاوہ حاضرین میں مندرجہ ذیل احباب بھی موجود تھے۔

(۱)سید مقبول حسین شاہ صاحب (۲) میاں کرم الٰہی صاحب مجاہد (۳) سید مسعود السبطین زیدی صاحب (۴) ظفر احمد صاحب (۵)فدا حسین صاحب(۶)چوہدری خان بہادر صاحب

جلسہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ طے پایا کہ مدرسہ ہذا کا نام جو تجویز کیا گیا ہے اور سیکرٹری صاحب کی طرف سے اخبارات میں دیا گیا ہے وہ درست ہے۔ مدرسہ کا نام آئندہ کے لیے "مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال" ہو گا۔

دستخط پریذیڈنٹ

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

سیکرٹری حکیم عبد الصمد

خزانچی احمد حسین

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

اجلاس مجلس منتظمہ مدرسہ اظہار الاسلام

یکم ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۷۰ء

بروز منگل بعد نمازِ مغرب

آج مدرسہ کی مجلس کا اجلاس ہوا۔ جس میں سابقہ تجاویز کی توثیق کی گئی اور حسب ذیل نئی تجاویز پاس کی گئیں۔

(ا) حافظ عبدالوحید صاحب کو شعبہ قرآن میں ناظرہ خواں شہری طلبہ کے لیے معلم مقرر کیا گیا اور دیگر جماعتی متفرق کاموں کے لیے وہ کام کریں گے۔ ان کا مشاہرہ پچاس روپے ہو گا اور مدرسہ کے مطبخ سے صبح وشام کھانا بھی ملے گا۔

حسب ذیل ارکان نے اس اجلاس میں شرکت کی:

(ا) حاجی احمد حسین صاحب

(۲) حاجی عبدالکریم صاحب

(۳) شیخ عبدالغنی صاحب

(۴) صوفی شیر زمان صاحب

(۵) سید صابر احمد شاہ صاحب

(۶) مرزا عبدالحکیم صاحب

(۷) صوفی غلام نبی صاحب

(۸) راؤ عبدالستار صاحب

(۹) خادمِ اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہ مہتمم مدرسہ

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنّت حافظ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رح کو ۱۶ بار سفر حرمین شریفین نصیب ہوا

آپ ۶ بار حج اور ۱۰ بار عمرہ کے لیے تشریف لے گئے۔

نمبر شمار	حج و عمرہ	سن ہجری	سن عیسوی
۱	حج پر تشریف لے گئے...... پہلا حج	۱۳۹۷ھ	نومبر ۱۹۷۷ء
۲	...... دوسرا حج	۱۳۹۹ھ	اکتوبر ۱۹۷۹ء
۳	...... تیسرا حج	۱۴۰۱ھ	اکتوبر ۱۹۸۱ء
۴	...... چوتھا حج	۱۴۰۲ھ	ستمبر ۱۹۸۲ء
۵	...... پانچواں حج	۱۴۰۳ھ	ستمبر ۱۹۸۳ء
۶	عمرہ پر گئے (پہلا عمرہ)	۱۴۰۵ھ	جون ۱۹۸۵ء
۷	حج پر گئے (چھٹا حج)	۱۴۰۶ھ	۱۹۸۶ء
۸	عمرہ پر گئے (دوسرا عمرہ)	۱۴۰۷ھ	۱۹۸۷ء
۹	عمرہ پر گئے (تیسرا عمرہ)	۱۴۰۹ھ	۱۹۸۹ء
۱۰	عمرہ پر گئے (چوتھا عمرہ)	۱۴۱۱ھ	اپریل ۱۹۹۱ء
۱۱	عمرہ پر گئے (پانچواں عمرہ)	۱۴۱۳ھ	نومبر ۱۹۹۳ء
۱۲	عمرہ پر گئے (چھٹا عمرہ)	۱۴۱۵ھ	۱۹۹۵ء
۱۳	عمرہ پر گئے (ساتواں عمرہ)	۱۴۱۶ھ	جنوری ۱۹۹۶ء
۱۴	عمرہ پر گئے (آٹھواں عمرہ)	۱۴۱۷ھ	جنوری ۱۹۹۷ء

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نمبر شمار	حج وعمرہ	سن ہجری	سن عیسوی
۱۵	عمرہ پر گئے (نواں عمرہ)	۱۴۱۸ھ	جنوری ۱۹۹۸ء
۱۶	عمرہ پر گئے (دسواں عمرہ)	۱۴۲۰ھ	اکتوبر ۲۰۰۰ء

سفر حرمین شریفین میں بشارات وفیوضات

انبیاء کرامؑ جن کے خواب وحی الٰہی ہوتے ہیں ان کے علاوہ کسی کا خواب شرعی حجت نہیں ہوتا۔ اگر غیر نبی کا خواب قرآن و سنت کے خلاف ہو تو اس کو کسی درجہ میں قبول نہیں کیا جاسکتا۔

البتہ شریعت مطہرہ کے کسی اصول کے خلاف نہ ہو تو ظن کے درجہ میں رکھتے ہوئے اسے قبول کیا جاسکتا ہے۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اپنی ذاتی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں: واردات ظنی ہوتے ہیں۔ جن میں غلطی کا احتمال ہے۔ نیز جن خوابوں یا واردات میں ذاتی مقام و مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔ اہل اللہ اسے اپنے تک رکھتے ہیں کسی کے سامنے بیان نہیں کرتے۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے ۶ حج اور ۱۰ عمرے کیے۔ اس مبارک سفر حرمین شریفین میں آپ کو جن بشارات وفیوضات سے اللہ تعالیٰ نے نوازا آپ ان میں سے بعض کو بطور یادداشت اپنی ذاتی ڈائری میں تحریر فرماتے گئے۔ لیکن آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں اس ذاتی ڈائری کو اس قدر پوشیدہ رکھا کہ آپ کے علاوہ کسی اور کی نظر

اس پر نہ پڑ سکی اور نہ ہی آپ نے ان ذاتی بشارات وفیوضات کا کسی کے سامنے تذکرہ کیا۔ وفات کے بعد آپ کی متروکہ تحریرات میں یہ ڈائری گھر والوں کی نظروں میں آئی اس سے سفر حرمین شریفین میں آپ کو حاصل ہونے ولی بعض بشارات وواردات قائد اہل سنت نمبر میں مولانا زاہد حسین رشیدی صاحب نے درج کی ہیں۔ انہیں میں سے چند بشارات وفیوضات کے اقتباسات یہاں درج کیے جارہے ہیں۔

ا۔ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۷ء

شب کو بعد از نماز عشاء قیام گاہ پر ذکر کے دوران یہ قلبی مشاہدہ ہوا کہ بیت اللہ اور اس کے گرد محدود جگہ پر تجلیات نازل ہو رہی ہیں۔

آج ہفتہ کی صبح نماز کے بعد ذکر کیا پھر سو گیا۔ خواب میں حضرت (مولانا سید حسین احمد) مدنی قدس سرہٗ کی زیارت ہوئی۔

ابھی دیوار کی اوٹ میں تھا تو یہ سنا کہ حضرت فرما رہے ہیں کہ "مظہر جب چاہے اور جہاں چاہے بیٹھ جائے" جب حاضر ہوا تو بعض اہل مجلس نے روکا۔ تو میں نے یہ کہا کہ حضرت نے میرے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے میں نے سن لیا ہے اور میرے لیے اجازت ہے۔ حضرتؒ کو کھڑے ہوئے دیکھا اور میں قریب حاضر خدمت ہوا۔ یاد نہیں کہ مصافحہ یا معانقہ ہوا کہ نہیں۔ پھر آنکھ کھل گئی۔[1]

---

[1] ذاتی ڈائری۔ اقتباس از قائد اہل سنت نمبر ص ۳۱۵۔

۲۔ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ

آج دوران تلاوت محسوس ہوا کہ بیت اللہ اور بندہ کے درمیان تجلیات بہت زیادہ حائل ہیں۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ......

کی تلاوت سے عالم ارواح کا اجمالاً نیم مشاہدہ ہوا۔

۳۔ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ

مراقبہ میں یہ محسوس کیا کہ مرشدنا حضرت مدنی قدس سرہٗ کو دربار نبوت کی دربانی کا منصب نصیب ہے۔ اور اس دوران میں حضرت کے واسطہ سے جو فیوضات نبوی نصیب ہوتے ہیں۔ وہ کسی اور شیخ کے توسط سے نصیب نہیں ہوتے...... وللہ الحمد...... واللہ اعلم۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

مبشرات وفیوضات حرمین شریفین

۴۔ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ

صبح 9.40 تلاوت قرآن کے دوران مراقبہ میں زیارت مقدسہ نصیب ہوئی۔

واسطہ حضرت الشیخ المدنی قدس سرہٗ کی ذات ہی مکشوف ہوئی۔

پہلے حدود ولایت کو عبور کیا پھر حدود رسالت میں داخلہ نصیب ہوا۔

پھر دور دراز توجہ ہوئی۔ آخری بلندی پر حضور رحمت للعالمین ﷺ کا

دیدار ہوا۔ خصوصاً چشمان مبارک کا دیدار امتیازی طور پر ہوا۔ سرمگیں تھیں اور ایسی آنکھیں کبھی نہیں دیکھیں۔ وللہ الحمد۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۵۔ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ

آج بعد از ظہر مسجد نبوی اور روضہ مقدسہ میں حاضری نصیب ہوئی۔ مواجہہ شریف میں مراقبہ کے دوران یہ محسوس ہوا کہ بندہ کے لیے باب مدنی کھول دیا گیا ہے۔ جس کی نسبت رسول مدنی ﷺ اور حضرت المرشد المدنی دونوں کی طرف ہے۔ حضور ﷺ کا فیض اس باب مدنی سے حاصل ہو گا۔ واللہ اعلم۔

۶۔ حج ثانی۔ ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ

قبل از مغرب اپنی قیام گاہ پر لیٹے ہوئے بین النوم والیقظہ کی حالت غالب تھی۔ یہ ادراک ہوا کہ حضرت الشیخ المدنی قدس سرہٗ ایک گول پائپ فیض کا حضور ﷺ کے سینہ مبارک سے بندہ کے سینہ سے جوڑ رہے ہیں۔ یہ بھی ادراک ہوا کہ اس طرح پائپ ۱۰ اشخاص کے سینوں سے جوڑے گئے۔ یہ ولایت کبریٰ ہے۔ گزشتہ سال یہ پانچ اشخاص کو نصیب ہوئے۔ اور آئندہ سال بیس حضرات کو دیے جائیں گے۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ پائپ صرف حضرت مدنیؒ کے متوسلین کے لیے ہیں یا دوسرے سلسلوں کے حضرات بھی شامل ہیں۔...... واللہ اعلم......

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

۷۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ

پونے تین بجے دن دربار رسالت میں صلوٰۃ و سلام کی توفیق ملی۔ تقریباً نصف گھنٹہ مواجہہ شریف میں رہا۔ پھر مسجد نبوی میں ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھا رہا۔ اس دوران نسبت نبوی کا ادراک ہوا۔ جو فوق جمیع النسبة ہے۔ چشتی نسبت ہو یا نقشبندی وغیرہ۔ بعد نماز عصر تلاوت قرآن مجید شروع کی۔

سورہ فاتحہ میں الحمدللہ رب العالمین سے ملک یوم الدین تک مفہوم ہوا کہ رب العالمین کی ربوبیت عامہ کا مبنیٰ رحمٰن و رحیم کی صفات ہیں۔ اور تعلیم وتربیت کے بعد چوں کہ امتحان ہوتا ہے اس لیے ملک یوم الدین فرمایا کہ آخرت میں امتحان ہو گا۔ جس کے نتیجہ میں مقام جنت ہو گا یا عذاب جہنم۔ نیز ابتدائے تلاوت میں دائیں جانب گویا خانہ کعبہ متجلّی ہوا۔ بائیں جانب روضہ نبویہ درمیان میں کلام اللہ تھا۔ گویا کلام اللہ جامع ہے۔ تجلی کعبہ اور تجلی رسالت کو پھر سامنے ذات حق کی طرف توجہ ہوئی۔ جو اصل مقصود و محبوب اور معبود لا شریک لہ ہے۔ نیز یہ بھی مفہوم ہوا کہ نسبت نبوی تمام نسبتوں کی جامع ہے۔ [1]

[1] قائد اہل سنت نمبر ص ۳۲۱

خواب میں آں حضرت ﷺ کی زیارت

حضرتؒ اپنی ذاتی ڈائری میں لکھتے ہیں۔

۸۔شب ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ ...... آج ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات کو خواب میں مدینہ منورہ سے باہر جانا ہوا۔ ایک جگہ ایک ساتھی نے کہا کہ یہیں بیٹھنا چاہیے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں رسول اللہ ﷺ اور اصحابؓ تشریف لائیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ مقام حدیبیہ ہے کچھ دیر بعد اجمالی طور پر دیکھا کہ کچھ فاصلے پر رسول اللہ ﷺ اور چند اصحابؓ تشریف فرماہیں۔

اسی نیند میں دیکھا کہ میرے ساتھ دو چار ساتھی ہیں۔ (یہ معلوم نہیں کہ وہ کون تھے) پہاڑ کی فضا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے خدام اہل سنت کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں اٹھایا ہے اور فرماتے ہیں ہمارا جھنڈا تو بڑا ہوتا ہے۔ یہ بطور اظہار واقعہ کے تھا۔ (میں نے اس وقت خیال کیا کہ اس وقت جھنڈے کی لکڑی بانس بھی اچھا موٹا ہوتا ہو گا)

پھر جھنڈا خدام کا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے ہاتھوں میں اٹھالیا۔ حضرت صدیقؓ کی شخصیت بہت زیادہ وقار اور حلم والی تھی۔ اور آپ نے بات بالکل نہیں کی۔ اس کے بعد انتظار میں تھا کہ حضرت عثمان

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ذوالنورینؓ تشریف لائیں گے اور خدام کا جھنڈا اٹھائیں گے۔ لیکن بیدار ہو گیا۔ گھڑی دیکھی۔ اس کے تقریباً پون گھنٹہ بعد تہجد کی اذان ہو گئی۔ حضرت فاروق اعظمؓ کا قد و قامت اسی طرح تھا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے حضرت صدیق اکبرؓ ویسے ہی بلند قامت تھے۔ لیکن فاروق اعظمؓ سے کم تھے۔ ڈاڑھی سفید تھی۔ ہر دونوں حضرات کے چہرے سفید نورانی تھے۔ لباس سفید تھا۔ غالباً پگڑیاں باندھی ہوئی تھیں۔ چہرے کا رنگ دنیا کے سفید رنگ کی طرح نہ تھا۔ گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جنتی چہروں کا رنگ ہے۔ (قائد اہل سنت نمبر ص ۳۲۱)

۹۔ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

آج دن کو ساڑھے تین سے لے کر ساڑھے پانچ بجے تک حرم شریف کی حاضری نصیب ہوئی۔ اور تلاوت قرآن حکیم کے لیے قرآن مجید ہاتھ میں لیا۔ لیکن توجہ الی اللہ کے غلبہ کی وجہ سے ایسا نہ کر سکا۔ اور یہ وقت زیادہ مراقبہ میں گزرا۔ اسی دوران محسوس ہوا کہ رسول کریم ﷺ کے سینہ مبارک سے چار نور جدا جدا بندہ کے سینہ کی طرف آرہے ہیں۔ ان سے مراد چار یارؓ ہیں۔

یعنی ان کے واسطہ سے یہ فیضان ہے۔ (واللہ اعلم)[1]

[1] قائد اہل سنت نمبر ماہنامہ حق چار یار لاہور (۳۲۲)

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

بیعت وارشاد

حضرت قاضی صاحبؒ نے درس وتدریس، وعظ ونصیحت کے ساتھ اپنے شیخ کی ہدایت کے مطابق بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی قائم فرمایا۔ بے شمار افراد نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت قاضی صاحبؒ نے بیعت و ارشاد کے سلسلہ میں عام مشائخ کی روش سے ہٹ کر خالصتاً اپنے شیخ کے منہج اور طریق کو اپنایا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بیعت برائے بیعت کی بجائے بیعت برائے اصلاح وتربیت کو ترجیح دیتے تھے۔

آپ کے یہاں پیری مریدی کے مروجہ لوازمات نظر نہیں آتے اسی طرح آپ کے یہاں مروجہ مجالس ذکر کے حلقے لگتے دکھائی نہیں دیتے۔ آپ کے یہاں اسلاف کے طریقہ کے مطابق بیعت وارشاد کا مقصد سالک کے عقائد و نظریات کی اصلاح سنت کے مطابق اعمال کا اہتمام اور تزکیہ نفس تھا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اجازت وخلافت

حضرت قاضی صاحبؒ کے یہاں اجازت وخلافت کا معیار بہت سخت تھا۔ اس لیے آپ کے خلفاء کی تعداد زیادہ نظر نہیں آتی۔ چند خوش نصیب افراد ہیں جنہیں حضرت نے بیعت توبہ کی اجازت دی اور صرف

ایک بزرگ ہیں جنہیں بیعت سلوک کی اجازت مرحمت فرمائی۔

تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان

جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال کا تبلیغی کام تحریک خدام اہل سنت کے تحت ہو رہا ہے۔ جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کے بانی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب جامعہ کے تحت دیہات اور قصبات میں سالانہ تبلیغی دورے منعقد کرتے تھے اور ان کی تفصیل جامعہ کی سالانہ روئیداد میں شائع کی جاتی۔ اس کام کو ملکی سطح پر وسیع کرتے ہوئے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نے ۲ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ بمطابق 19 مئی ۱۹۶۹ء کو تحریک خدام اہل سنت والجماعت کی بنیاد رکھی۔ اس وقت سے لے کر تاحال ضلع کے قریب وجوار میں مختلف مقامات پر تحریک کے تحت سنی تبلیغی جلسے اور سالانہ سنی کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بستی میں بھی مذہب اہل سنت والجماعت اور دین کی تبلیغ ہوتی رہے۔ تحریک خدام اہل سنت کے جماعتی مبلغین نہ صرف چکوال بلکہ دوسرے اضلاع میں بھی حسب پروگرام تبلیغی فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ الحمدللہ ان تبلیغی جلسوں کی وجہ سے اہل السنت و الجماعت میں بیداری پیدا ہو رہی ہے اور سنی مسلمان منظّم ہو رہے ہیں۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

تحریک خدام اہل سنت نے سنی قوم کو تین اہم نشانات دیے ہیں جن سے عموماً سنی مسلمان غافل تھے۔

۱۔ "یااللہ مدد" ۲۔اصلی کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

۳۔ "خلافت راشدہ حق چار یارؓ"

اہل تشیع نے یا علی مدد کو اپنا مذہبی شعار بنالیا ہے اس کی اصلاح کے لیے "یااللہ مدد" کا توحیدی عنوان قائم کیا گیا ہے۔ مشکل کشا اور حاجت روا حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہے۔ جو علیٰ کل شیءٍ قدیر کی شان رکھتا ہے۔ اور خود حضرت علی المرتضیٰؓ بھی اللہ تعالیٰ سے ہی مدد چاہتے تھے۔ اگر وہ خود ہر چیز پر قادر ہوتے تو دشمن کے ہاتھ سے زخمی اور شہید کیوں کر ہوتے۔

۲۔ اہل تشیع نے اصلی کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل کا من گھڑت اضافہ کر لیا ہے۔ اس لیے اصلی کلمہ اسلام سے اس کی تعیین ہو جاتی ہے۔ جو حضور خاتم النبیین ﷺ نے کفار کو اسلام میں داخل کرتے وقت پڑھایا تھا۔

۳۔ اور قرآن کی آیت استخلاف اور آیت تمکین کی روشنی میں چوں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی بوجہ مہاجرین اولین میں ہونے کے قرآن کی موعودہ خلافت ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے حق چار یارؓ کے مثبت نعرے سے قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین کی نشان دہی کی جاتی

ہے۔

موعودہ چار خلفائے راشدین تمام امت کے محسن ہیں۔ انہوں نے شخصی اور اجتماعی حیثیت سے باذن اللہ ایسا نظام خلافت نافذ کیا ہے جو قیامت تک کے حکمرانوں کے لیے معیار حق ہے۔ اللہ تعالیٰ سنی مسلمانوں کو اپنی بنیادوں پر منظّم ہونے کی توفیق دیں۔ ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھیں اور ہر محاذ پر کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (ماخوذ از روئیداد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب)

حضرت مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب اظہر امیر تحریک خدام اہل سنت و الجماعت پاکستان کے زیر نگرانی علاقہ چکوال و دیگر شہروں میں یکم محرم ۱۴۲۷ھ سے ۳۰ شعبان ۱۴۲۷ھ تک ۱۱۴ سنی تبلیغی جلسے و سنی کانفرنسیں منعقد ہوئیں اور بفضلہٖ تعالیٰ تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان ماہنامہ حق چار یارؓ امیر تحریک کے زیر نگرانی لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی حفظہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کا سفر آخرت

وصیت نامہ: ۱۹ جنوری ۲۰۰۴ء بروز پیر

آپ نے وفات سے اڑھائی ماہ پہلے مشاورت کے لیے احباب کو لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"میں زندگی کے آخری مراحل طے کر رہا ہوں۔

حسبِ ضابطہ کل نفس...... معلوم نہیں کب اجل آجائے۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں اپنے جانشین کا فیصلہ کروں۔

دنیوی مال و جائیداد میں تو شرعاً اولاد وغیرہ وارثوں کے حق مقرر ہیں۔ لیکن دینی اُمور میں تو قرابت داری کی وراثت نہیں۔ وراثت اہلیت کی بناء پر ملتی ہے۔ آپ حضرات مشورہ دیں، میں جامعہ عربیہ اظہار الاسلام مدنی جامع مسجد اور تحریکِ خدام اہل سنت کے لیے کس کو اپنا جانشین مقرر کروں؟ دینی امور میں عقیدہ، عمل اور اخلاص وغیرہ کی صفات ملحوظ رکھی جاتی ہیں۔ اپنی رائے تحریری پیش کریں"۔

آپ نے مشاورت کے بعد وفات سے ایک ہفتہ قبل ۲۵ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ بمطابق ۱۹ جنوری ۲۰۰۴ء کو وصیت نامہ لکھا۔ جس کا متن یہ ہے:

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

الحمد للہ رب العالمین و العاقبة للمتقین و الصلوة و السلام علی رسولہٖ سیدنا محمد خاتم النبیین و علی الہٖ و صحبہٖ و خلفاۂ الراشدین المہدیین اجمعین۔

حسبِ ضابطہ قرآنی آیت **کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ** بعد از وفات میری قبر بھیں میں حضرت والد صاحبؒ کے پاس بنائی جائے۔

۲۔ میری ذاتی جائیداد غیر منقولہ زمین و مکان وغیرہ موضع بھیں کے رقبہ میں ہے۔ اس کے علاوہ چکوال یا کسی اور جگہ میں میری کوئی غیر منقولہ کسی قسم کی جائیداد نہیں ہے۔

۳۔ میں نے کبھی بھی جامعہ اظہار الاسلام مدنی جامع مسجد یا جماعتی فنڈ سے کوئی تنخواہ نہیں لی۔

۴۔ میں نہ کسی کا مقروض ہوں اور نہ کوئی میرا مقروض ہے۔ اور مجھ پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں ہوئی۔ رب العالمین اپنے فضل و کرم سے رزق دیتے رہے ہیں۔

۵۔ میری رہائش گاہ جامعہ اظہار الاسلام کے شعبہ اہل سنت تعلیم النساء کی بلڈنگ میں ہے۔

۶۔ جس میں پانی، بجلی، گیس، فون جامعہ کا استعمال کرتا رہا۔

۷۔ میں نے کبھی اپنی کتابوں کا حق تصنیف نہیں لیا۔

جن حضرات کو میں کوئی کتاب شائع کرنے کی اجازت دیتا رہا تو وہ

اس کے نفع کے بھی مالک ہوتے ہیں۔

اور حقوق تصنیف بہر حال محفوظ ہیں۔ کوئی شخص یا ادارہ میری اجازت کے بغیر میری کوئی کتاب شائع نہیں کر سکتا۔ اپنے بعد میں یہ حق قاری جمیل الرحمٰن صاحب کو دیتا ہوں وہ جس کو چاہیں اجازت دے سکتے ہیں۔

میرے بعد جماعتی کام کی ذمہ داری میرے بیٹے قاضی ظہور حسین کے سپرد ہے۔ مدنی جامع مسجد، امدادیہ مسجد، جامعہ اظہار الاسلام کے مہتمم قاری جمیل الرحمٰن صاحب ہوں گے۔

ناظم دفتر عبدالوحید صاحب حنفی اور ناظم مالیات سلیم اختر صاحب ہی رہیں گے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید

۸۔ شعبہ تعلیم النساء نے چوں کہ میری اہلیہ مرحومہ اور بچیوں کی وجہ سے ترقی پائی ہے اس لیے اس شعبہ کے انتظامات حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب اور ان کی اہلیہ کے سپرد کرتا ہوں۔

۹۔ تصوف وسلوک

مذہبی اور جماعتی زندگی میں میری توجہ زیادہ تر فرقِ باطلہ کی طرف رہی ہے۔ شیعیت، خارجیت اور مودودیت کے رد میں چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں اس وجہ سے اور نا اہلیت کی وجہ سے بیعت سلسلہ کی طرف توجہ کم

رہی ہے۔ تصوف و سلوک کا مقصد مقام احسان کا حاصل کرنا ہے جس کا ذکر حضرت جبرئیلؑ کی حسبِ ذیل حدیث میں ہے:

قَالَ مَا اْلاِحْسَان قَالَ اَنْ تَعْبُدُاللّٰہ کَاَنَّکَ تَرَاہ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

حضرت جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ احسان کیا ہے؟

فرمایا: یہ کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس طرح کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔

احسان کی یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو اصحاب تصوف اس کو نسبت باطنی سے تعبیر کرتے ہیں، اس نسبت کے بھی مدارج ہیں۔ عالمِ اسباب میں یہ نسبت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کثرتِ ذکر اور مجاہدہ و مراقبے سے حاصل ہوتی ہے۔ مشائخ کے نزدیک بیعت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بیعت توبہ، دوسری بیعت سلوک، بیعت توبہ کی اجازت ہر اس شخص کو دی جاتی ہے جو متشرع اور مخلص ہو، خواہ نسبت باطنی اس کو حاصل نہ ہو۔ اور بیعت سلوک کی اجازت صاحب نسبت کو دی جاتی ہے۔ بندہ نے حسبِ ذیل حضرات کو بیعت توبہ کی اجازت دی ہے:

نمبر ا۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب شیخ الحدیث پلندری آزاد کشمیر (اسم ذات کی کثرت سے ان کو بھی ان شاء اللہ نسبت حاصل ہو سکتی ہے)

5555

نمبر ۲۔ جناب مولانا فضل احمد صاحب مدرس جامعہ امدادیہ فیصل آباد، جو حضرت مولانا محمد امین شاہ صاحب مخدوم پور والوں کے داماد ہیں۔

نمبر ۳۔ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب تاجک حضرو حال مقیم چکوال

نمبر ۴۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بمقام جنھان ضلع حیدر آباد، موصوف کی استعداد اچھی ہے احوال عمدہ ہیں، ان کو نسبت حاصل ہے، مگر ابھی رسوخ نہیں۔

اب میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو بیعت سلوک کی اجازت دیتا ہوں۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

بیعت توبہ یا بیعت سلوک، مقصد یہ ہے کہ شیخ العرب و العجم حضرت مدنی قدس سرہٗ کے فیوضات سے لوگ مستفید ہوں۔ مذکورہ حضرات مکتوبات شیخ الاسلام سے راہنمائی حاصل کریں۔ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے ارشادات سے بھی استفادہ کرتے رہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کرامؓ معیارِ حق ہیں۔

تمام صحابہ اور اہل بیت عظامؓ جنتی ہیں۔ اور ان میں سے حسبِ ذیل چار حضرات امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت فاروق اعظم عمر بن خطابؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور شیر خدا حضرت علی المرتضیٰؓ

رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن کے چار موعودہ خلفائے راشدین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرامؓ اور حضرات اکابرین دیوبند، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی، امام العصر شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ اسیر مالٹا، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور شیخ العرب و العجم السید حضرت حسین احمد مدنی قدس اللہ اسرارھم کے مسلک حق کی پیروی نصیب فرمائیں اور مودودیت وغیرہ سے محفوظ فرمائیں۔ اور پاکستان کو نظام خلافتِ راشدہ نصیب ہو۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مظہر حسین ۲۵ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

زندگی کی آخری ملاقات

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی پہلی زیارت ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء کو امدادیہ مسجد چکوال میں آج سے نصف صدی پہلے جمعۃ المبارک کو نصیب ہوئی تھی اور آخری ملاقات وفات سے چند گھنٹے قبل ۲۵ جنوری ۲۰۰۴ء کو مغرب کے قریب نصیب ہوئی۔ سندھ سے دو علماء زیارت کے لیے تشریف لائے۔ راقم الحروف نے ان الفاظ کے ساتھ حضرت کو رقعہ بھیجا۔

”جناب حضرت صاحب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سرگودھا کے مولانا محمد ندیم حیدر صاحب جو خیر پور سندھ میں جامعہ حیدریہ، مولانا علی شیر حیدری صاحب کے مدرسہ میں ”تخصص فی الدعویٰ و التحقیق“ میں دورہ کر رہے ہیں ان کے ساتھ دوسرے نوجوان عالم خالد محمود صاحب مظفر گڑھ کے بھی آئے ہیں۔ پہلے دونوں نے دورہ حدیث شریف دار العلوم کبیر والا میں کیا اور اب سندھ میں تخصص کر رہے ہیں۔ زیارت کرنے کی خواہش لے کر آئے ہیں۔ سلام عرض کرتے ہیں“۔ والسلام

عبد الوحید

۲ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

مطابق ۲۵ جنوری ۲۰۰۴ء بروز اتوار

عصر کے بعد یہ رقعہ حضرتؒ کے پاس پہنچا اور یہ آخری رقعہ تھا جو جامعہ کے دفتر کی طرف سے مہمانوں کی آمد کی اطلاع کا لکھا گیا۔

حضرت صاحبؒ نے مہمانوں کو ملاقات کے لیے بلا لیا۔

راقم الحروف مہمانوں کو اپنے ہمراہ لے کر کمرہ ملاقات میں حاضر ہوئے۔ مصافحہ کیا۔ حضرت صاحب کو علماء کا تعارف کرایا۔

حضرت صاحبؒ نے سب سے خیر خیریت دریافت کی اور علماء سے پوچھا کہ کون کون وہاں پڑھاتے ہیں؟ علماء نے بتایا کہ مولانا علی شیر

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

حیدری صاحب اور علامہ خالد محمود صاحب پڑھا رہے ہیں۔

حضرت نے کہا ”اچھا“ اور الوداعی مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ بندہ نے اور علماء نے مصافحہ کیا، یہ زندگی کی آخری ملاقات تھی۔

جب ہم ملاقات کر کے واپس آئے تو مغرب کی اذان ہو رہی تھی۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے زندگی کی آخری نماز مغرب اور پھر نماز عشاء ادا کی۔ تسبیحات کے بعد ذکر اللہ میں مشغول ہو گئے۔ پھر کسی سے بات نہیں کی۔ اللہ، اللہ کہتے سو گئے اور سحری کے وقت بیدار ہوئے اور کمرے کو ہر طرف غور سے دیکھا جیسا کہ آنے والے ”فرشتوں“ کو دیکھ رہے تھے۔ اللہ جی، اللہ جی کہتے کہتے تقریباً پونے چار بجے زبان مبارک کو حرکت دینے لگے۔ زبان کے اتار چڑھاؤ سے اندازہ ہوتا تھا کہ کلمہ طیبہ کا ورد فرما رہے ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کر پاس بیٹھے ہوئے احباب نے بھی کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا۔ اسی اثنا میں نہایت سکون کے ساتھ آپ نے ایک سانس اوپر کی طرف لیا اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا سانحہ ارتحال ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء شب پیر کو پیش آیا۔ وصیت کے مطابق آپ کے والد ماجد مولانا کرم الدین دبیرؒ کی قبر کے ساتھ آبائی گاؤں بھیں میں آپ کی تدفین ہوئی۔

جنازہ پہلے چکوال میں مولانا قاری خبیب احمد صاحب عمر ابن حضرت عبد اللطیف صاحب جہلمیؒ نے اور پھر بھیں میں آپ کے فرزند حضرت مولانا قاضی ظہور حسین صاحب اظہر نے پڑھایا۔ کم و بیش پچاس ہزار مسلمان جنازہ میں شریک ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ بلند درجات عطا فرمائے۔ آپؒ کے لگائے ہوئے گلشن کو ترقی اور آپؒ کے جاری کردہ مشن کو کامیابی عطا فرمائے۔ اور آپ کے اخلاف کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے: آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

سوانح حیات

آپؒ کی سوانح حیات قائد اہل سنت نمبر کی شکل میں ماہنامہ حق چار یارؓ مارچ اپریل ۲۰۰۶ء کے پرچہ میں ۱۴۰۰ صفحات پر مشتمل شائع ہو چکی ہے۔ تفصیلی حالات اس میں مطالعہ فرمائیں۔

مرنے کے بعد بھی زندہ ہے شان رہبری تیری
ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

عبد الوحید الحنفی

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی زندگی کے تاریخی حالات وواقعات ۱۹۵۰ء

(۱) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے چکوال شہر میں احباب سے ملاقاتیں کر کے ایک دینی مرکز قائم کرنے کی ضرورت کا احساس دلایا۔ اس سلسلہ میں اپنے رفقاء سے مشورے جاری رکھے اور کئی تبلیغی جلسے کیے۔

حضرت مولانا جہلمی سے ملاقات

(۲) حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمیؒ سے آپ کی پہلی ملاقات ۴ دسمبر ۱۹۵۰ء مطابق ۲۳ صفر ۱۳۷۰ھ جامع مسجد گنبد والی جہلم میں ہوئی۔

خادم اہل السنۃ حافظ عبدالوحید الحنفی

(۳) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے اپنے والد گرامی حضرت مولانا کرم الدین صاحبؒ دبیر کی تصنیف آفتابِ ہدایت کا تیسرا ایڈیشن لاہور سے چھپوایا۔

صوفی عبد الرشید صاحب سے ملاقات

راقم الحروف (عبدالوحید الحنفی) کے والد ماجد صوفی عبدالرشید صاحبؒ ساکن اوڈھروالؒ نے بیان کیا کہ ایک روز صبح کی اذان دے کر نمازیوں کے انتظار میں امدادیہ مسجد راولپنڈی روڈ چکوال میں وہ بیٹھے

ہوئے تھے کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ اور حضرت کے بہنوئی جہاں شاہ صاحبؒ (ساکن اوڈھروال) سائیکلوں پر سفر کر کے بھیں سے چکوال پہنچے اور اُن سے کہا کہ نماز کی قرأت مختصر کر کے نماز پڑھائیں کیوں کہ ہم سفر میں ہیں۔

انہوں نے کہا کہ میں نے صبح کی نماز میں آخری دونوں سورتیں پڑھیں۔ نماز کے بعد جہاں شاہ صاحبؒ تو شہر کسی کام کے لیے چلے گئے۔ اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے دینی گفتگو شروع کر دی۔ تبادلہ خیالات سے معلوم ہوا کہ ہم دونوں ہم مسلک ہیں اور اکابر علمائے دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس طرح آپس میں دینی تعلق جڑ گیا اور ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

پھر جب مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے امدادیہ مسجد میں درسِ قرآن شروع کرنے کی خواہش ظاہر کی تو صوفی عبدالرشید صاحبؒ نے جو کہ ۱۹۳۵ء سے امدادیہ مسجد کے متولی تھے، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کو امدادیہ مسجد کا متولی بنا دیا۔

چناں چہ ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء سے ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء وفات تک حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ امدادیہ مسجد کے مہتمم رہے۔ اور آپ کی وفات کے بعد اب اُن کے فیض یافتہ حضرت مولانا قاری جمیل الرحمٰن صاحب متولی ہیں۔ اور جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال کا

شعبہ کتب امدادیہ جامع مسجد میں قائم ہے جہاں سینکڑوں طلبہ علمِ دین حاصل کررہے ہیں۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے ۱۹۵۱ء میں درسِ قرآن دینا شروع کیا۔ پھر جب ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء میں جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کی بنیاد رکھی اور جمعہ پڑھانا شروع کیا تو شروع شروع میں جمعہ پر پچاس ساٹھ افراد ہوتے تھے لیکن جب دنیا سے انتقال ہوا، اِسی امدادیہ مسجد کے عقب میں کالج کے گراؤنڈ میں کم و بیش پچاس ہزار افراد نمازِ جنازہ میں شریک تھے۔

۱۹۵۱ء کے حالات وواقعات

علمی مناظرہ میں خطیبِ شہر کو لاجواب کر دیا

- آپ بڑے سے بڑے عالم کو علمی دلائل میں لاجواب کر دیتے تھے
- آپ کا اندازِ تبلیغ ناصحانہ تھا

ایک مرتبہ چکوال شہر میں ایک جگہ آپ کی تقریر رکھوائی گئی۔ مسجد کے خطیب بریلوی عقائد رکھتے تھے لیکن تقریر کرانے والوں کی خواہش کو ردّ نہ کر سکے، اجازت دے دی۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ جب تقریر کے لیے پہنچے، صرف دو تین آدمی ساتھ تھے، تلوار بھی ہاتھ میں تھی۔ مجمع کی اکثریت خطیب صاحب کے ہم مسلک احباب

کی تھی۔

آپ نے مدلل تقریر فرمائی۔ جب تقریر ختم کر چکے تو ایک شخص نے کہا کہ سب کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھو۔ لوگ کھڑے ہو گئے لیکن حضرت صاحب بیٹھے رہے۔ جب لوگ فارغ ہوئے تو حضرت صاحبؒ نے لوگوں کو کہا کہ سب بیٹھ جاؤ، مسئلہ سمجھو، لوگ بیٹھ گئے۔

آپ نے خطیب مسجد سے پوچھا کہ آپ کس کے مقلد ہیں۔ خطیب مسجد نے کہا کہ میں پیرانِ پیر حضرت غوث الاعظمؒ کا مقلد ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت غوث الاعظمؒ تو خود امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں۔ آپ ان کے کیسے مقلد ہو گئے ہیں۔ اس پر خطیب مسجد نے کہا کہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مقلد ہوں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت قاضیؒ نے فرمایا کہ ہم بھی اہل سنت والجماعت ہیں اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ کھڑے ہو کر جو آپ نے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا طریقہ کیا ہے، امام اعظم ابو حنیفہؒ نے کیا ایسا کرنے کا کسی کتاب میں حکم دیا ہے؟ جواباً خطیب حافظ صاحب لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے۔

اس پر حضرت قاضی صاحبؒ نے تبلیغی انداز میں فرمایا کہ اب مسئلہ سمجھو۔ وہ کون سی عبادت ہے جو کسی حال میں بھی معاف نہیں۔ مجمع نے جواباً کہا کہ نماز۔ آپ نے فرمایا کہ نماز میں جو جو ہم پڑھتے ہیں، اپنی

مرضی سے پڑھتے ہیں یا اللہ کے حکم اور حضور ﷺ کے حکم سے پڑھتے ہیں۔ مجمع نے جواب دیا کہ اللہ و رسول ﷺ کے حکم کے مطابق پڑھتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ کیا نماز میں درود و سلام بھی پڑھتے ہو۔ مجمع نے کہا کہ پڑھتے ہیں۔

آپ نے پوچھا کہ صلوٰۃ و سلام میں کون سے الفاظ پڑھتے ہو۔ مجمع نے نماز والا سلام و درود پڑھا۔ آپ نے فرمایا یہ افضل ہے۔ پھر پوچھا کھڑے ہو کر پڑھتے ہو یا بیٹھ کر۔ مجمع نے جواب دیا بیٹھ کر۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کھڑے ہو کر پڑھنا اللہ کو زیادہ پیارا ہوتا تو نماز جیسی اہم عبادت میں کھڑے ہو کر پڑھنے کا حکم فرما دیتے۔

پھر پوچھا کہ بلند آواز سے نماز میں صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہو یا دل میں۔ مجمع نے جواب دیا کہ دل میں پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر اللہ کو بلند آواز سے پڑھنا زیادہ پیارا ہوتا تو نماز میں بلند آواز سے پڑھنے کا حکم فرما دیتے۔ نماز میں دل میں پڑھنے کا اور انفرادی شکل میں پڑھنے کا حکم یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ شکل اور اَدا رَب کو زیادہ پسند ہے۔

آپ کے دلائل سے پوا مجمع بول اٹھا کہ واقعی آپ کا فرمان درست ہے۔ اور سنت کے مطابق ہمیں عمل کرنا چاہیے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے حالات

مسئلہ ختمِ نبوت پر ہے ایماں کا مدار
سب مسائل سے بلند و بالا ہے اس کا مقام

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی حق گوئی و بے باکی

قیام پاکستان کے بعد کی صعوبتیں قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں تحریکِ ختم نبوت میں آپ عشقِ رسالت مآب ﷺ میں ڈوب کر پھر میدان کارزار میں کود پڑے۔ آپ نے علاقہ چکوال کے قریہ قریہ میں ختم نبوت کی اس تحریک میں حصہ لینے کے لیے تقاریر کیں اور آخری عظیم تقریر جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جامع مسجد گنبد والی جہلم میں کی اور تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں نکلنے والے جلوس کی قیادت کی۔ جس پر آپ ۳ مارچ ۱۹۵۳ء کو گرفتار کر لیے گئے۔ آپ جہلم اور ساہیوال جیل میں ۱۰ ماہ نظر بند رہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے جرأت وہمت، دلیری و بے خوفی کی عظیم دولت عطا فرمائی تھی۔ زندگی بھر نہ کسی سے دبے نہ کسی کے آگے جھکے۔

(۲) ایوبی دور حکومت میں جب قادیانیت کے خلاف لکھنا بولنا جرم عظیم سمجھا جاتا تھا۔ چکوال شہر میں کچھ نوجوانوں نے شہر کی دیواروں پر لکھا کہ ”مرزائی کافر ہیں“۔ قادیانیت کے خلاف اس

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

لکھائی نے شہر کے در و دیوار کو گرما دیا۔

اس واقعہ سے انتظامیہ میں کھلبلی مچ گئی۔ کوشش بسیار کے باوجود جب مطلوبہ اشخاص گرفتار نہ ہو سکے تو انتظامیہ نے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کی میٹنگ بلائی۔ انتظامیہ کے تیور دیکھ کر اکثر علماءِ دنیا نے مذکورہ واقعہ کی مذمت کی اور ذمہ دار کو واقعی سزا دینے کے مطالبہ کی تائید کی۔

مگر جب حضرت والا سے پوچھا گیا کہ اس واقعہ میں آپ اپنے مدعا سے مطلع کریں تو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے شیر کی طرح گرج کر کہا کہ افسوس ہے اُن علماء پر جو منبر پر تو عشقِ رسول ﷺ کے نعرے بلند کرتے ہیں اور اگر کوئی عاشقِ رسول ﷺ اپنے جذبات کا اظہار کر دے تو اُس کو سزا دلوانے کی باتیں کرتے ہیں۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ کن لوگوں نے لکھا ہے، لیکن انہوں نے جو لکھا ہے صحیح لکھا ہے کہ "مرزائی کافر ہیں" اُن کو جو سزا دینی ہے وہ مجھے دو۔

اس پر سکتہ طاری ہو گیا اور انتظامیہ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور علماء حیران رہ گئے کہ اتنی دلیری و بے باکی۔ اور اتنا عشقِ رسالت کہ عشقِ رسالت میں "مرزائی کافر ہیں" کا جملہ لکھنے والوں کی تائید میں اپنی جان حاضر کی کہ جو سزا دینا چاہتے ہو مجھے دو۔ لیکن انتظامیہ کو جرأت نہ ہوئی کہ آپ کے خلاف کاروائی کرتی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۳) ۳۰ اگست ۱۹۶۶ء میں چکوال میں مرزائیوں نے حکومتی اجازت سے ایوبی دورِ حکومت میں لاؤڈ اسپیکر پر جلسے کی کاروائی شروع کرنے کا اعلان کیا۔ جوں ہی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کو خبر ملی تو اکیلے گھر سے تلوار لے کر نکلے اور جلسہ گاہ کی طرف تیزی سے روانہ ہو گئے اور کہا سرور کائنات ﷺ کی ختم نبوت کے منکر لاؤڈ اسپیکر پر تبلیغ کریں اور ہم خاموش گھر میں بیٹھے رہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔

یہی آواز بازاروں سے لگاتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ آپ کی اس گرج دار آواز پر دیکھتے ہی دیکھتے بازار بند ہو گئے اور ختم نبوت کے پروانے آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ کے ساتھ ہو لیے اور آپ ایک بڑے جلوس کے ساتھ مرزائیوں کی جلسہ گاہ کے دروازہ تک پہنچ گئے۔

دوسری طرف انتظامیہ کے افسران بالا مع پولیس نفری پہلے سے مرزائیوں کے تحفظ کے لیے موجود تھے۔ انتظامیہ نے ایک لمبی لکیر کھینچ کر آگے آنے والوں پر گولی چلانے کی دھمکی دی۔ لیکن حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ پر یہ دھمکی کیسے اثر کر سکتی تھی۔ آپ نے انتظامیہ کو مخاطب کر کے کہا کہ جلسہ بند کرا سکتے ہو تو کراؤ ورنہ ہم خود بند کرا لیں گے۔ اگر نہیں بند کرا سکتے

توسامنے سے ہٹ جاؤ۔ چناں چہ انتظامیہ نے سپیکر بند کرادیا۔ اللہ تعالیٰ نے نصرت کی اور جلسہ بند ہو گیا اور سپیکر اتر گیا۔ وہ دن اور آج کا دن پھر چکوال میں مرزائیوں کا جلسہ نہیں ہوا۔

آپ ایک حق پرست مردِ درویش اور قلندر زماں تھے۔ جو نہ کسی سے دبے اور نہ اللہ کے سوا کسی کے آگے جھکے۔ آپ کی قلندرانہ زندگی کے بے شمار واقعات ہیں۔ لیکن یہاں صفحات کی گنجائش نہیں۔ بطور نمونہ تین واقعات لکھ دیے ہیں۔ ورنہ اس قسم کے بیسیوں واقعات ہیں۔ کلمۂ حق کہنے پر آپ کم و بیش سات (۷) دفعہ جیل گئے۔ لیکن ہر دفعہ باعزت باہر آئے۔

خادم اہلسنت عبدالحمید الحنفی

قلندرانہ زندگی کی چند جھلکیاں

راقم الحروف نے حضرتؒ کو پہلی بار ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء کو دیکھا جب انہوں نے چکوال میں جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کی بنیاد رکھی اور پہلا جمعہ پڑھایا۔ جمعہ پڑھانے کے بعد اعلان فرمایا کہ میں تا حیات مدرسہ اور مسجد کی خدمت پر تنخواہ نہیں لوں گا۔

چناں چہ آپ نے ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء سے ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء وفات تک ۴۹ سال تک امدادیہ جامع مسجد و مدنی جامع مسجد چکوال کی خطابت اور جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کے اہتمام کی کوئی تنخواہ نہیں لی۔

گویا چاند کے حساب سے نصف صدی سے اوپر بلا معاوضہ یہ خدمت انجام دی۔ بلکہ مدرسہ کے لنگر سے تاحیات ایک لقمہ تک نہیں کھایا، تقویٰ کا یہ حال تھا۔

(۲) آپ کو ساری زندگی توکل پر گزارتے دیکھا گیا۔ نہ آپ نے زندگی میں ملازمت کی اور نہ تجارت کی اور نہ ذاتی زمین خریدی اور نہ ذاتی مکان بنایا اور نہ ہی کسی قسم کا اثاثہ بنایا۔ لیکن توکل کی برکت سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح نوازا تھا کہ کسی سے ذاتی طور پر ایک روپیہ بھی مانگنے کی ضرورت پیش نہیں آئی، اور نہ ہی کسی قسم کا احسان اٹھایا۔

جب ضرورت ہوتی اللہ تعالیٰ غیبی طور پر کسی نہ کسی کے دل میں ڈال دیتا جو ہدیہ کی صورت میں آجاتا۔ آپ ضرورت کے مطابق خرچ کر کے باقی خاموشی سے خیرات کر دیتے۔ چناں چہ انتقال سے قبل آپ نے چھ (۶) حج اور دس (۱۰) عمرے کیے۔ لیکن کسی حج اور عمرہ میں کسی شخص کو نہیں کہا کہ میں عمرہ پر یا حج پر جانا چاہتا ہوں۔ ہر مرتبہ خود بخود احباب نے درخواستیں اپنی طرف سے دیں اور سب احباب نے یہ سعادت سمجھی کہ حضرت نے منظوری دی۔

زندگی بھر توکل کا نمونہ پیش کیا۔ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ خود

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی حفظہ

بخود ہدیہ کی صورت میں اُس کے رزق کا انتظام کر دیتے ہیں۔ یہی حال زندگی بھر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کسی کا محتاج نہیں بنایا۔

حالات وواقعات ۱۹۵۷ء

۳ مئی ۱۹۵۷ء کو اراکین مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کا جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دفتر جمیعت علمائے اسلام مین بازار چکوال میں منعقد ہوا۔

مین بازار چکوال میں ایک دکان کرایہ پر لی گئی، جہاں صوفی عبدالحکیم صاحب ساکن دلیل پور تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم نے بلا تنخواہ بچوں کو درسِ قرآن پڑھانے کی خدمت انجام دیتے اور صبح نمازِ فجر کے بعد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ قرب وجوار کے دکانداروں اور شہر سے آنے والے احباب کو درسِ قرآن دیتے اور اس دکان میں جمیعت علمائے اسلام کا دفتر اور لائبریری بنائی گئی۔

(۲) ۱۹۵۷ء میں حسبِ ذیل مقامات پر تبلیغی جلسے منعقد ہوئے جن میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ اور دوسرے علمائے کرام نے خطاب کیا۔

(۱) چکوال (۲) بھیں (۳) بھگوال (۴) سرکال (۵) جبیر پور (۶) چتال (۷) ڈھوک کمال (۸) چک ملوک (۹) کالا گوجراں ضلع جہلم (۱۰) سانگ کلاں

ان جلسوں میں مختلف اوقات میں حسب ذیل علماء نے شرکت کی:

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ جالندھری۔ حضرت مولانا عبدالحنان صاحبؒ خطیب جامع مسجد بھوسہ منڈی صدر راولپنڈی۔ مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ خطیب جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ۔ مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ سابق مدرس دارالعلوم دیوبند، خطیب گوجرانوالہ۔ مولانا حکیم سید علی شاہ صاحبؒ ڈومیلی۔ مولانا عبداللطیف صاحبؒ جہلمی۔ مولانا نذیر اللہ خان صاحبؒ گجراتی۔ مولانا حافظ اللہ داد صاحبؒ گجراتی۔

(۳) دوسرا سالانہ جلسہ ۷، ۸ جون ۱۹۵۷ء مطابق ۸، ۹ ذی قعدہ ۱۳۷۶ھ ہوا۔

(۴) ۳ مئی ۱۹۵۷ء کو مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کی منتظمہ کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں اتفاقِ رائے سے مندرجہ ذیل حضرات کو آئندہ سال کے لیے مدرسہ اظہار الاسلام کی منتظمہ کمیٹی کا ممبر مقرر کیا گیا۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(۱) مہتمم: مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ

(۲) سیکریٹری: حکیم عبدالصمد صاحب

(۳) خزانچی: حاجی احمد حسین صاحب

دیگر ممبران مجلس منتظمہ:

(۱) صوفی عبدالرشید صاحبؒ (والد راقم الحروف) (۲) چوہدری غلام شاہ صاحبؒ (۳) صوبیدار محمد یوسف صاحبؒ (۴) بابو فضل حسین صاحبؒ گرداور (۵) حاجی غلام حسین صاحبؒ ڈھوک مومن چکوال (۶) صوفی ملک نور محمد صاحبؒ ڈھوک مومن چکوال (۷) میاں کرم الٰہی صاحبؒ مجاہد

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

۱۹۵۷ء چکوال میں فوجی میلہ

۸ دسمبر ۱۹۵۷ء کو گورنمنٹ کالج چکوال کے گراؤنڈ میں فوجی میلہ لگایا گیا جس میں مرزائی جماعت نے ایک دوورقہ ٹریکٹ بعنوان ”آیت خاتم النبیین کے صحیح معانی“ شائع کر کے فوجی میلہ کے موقع پر تقسیم کیا۔

جب یہ ٹریکٹ مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کے پاس پہنچا تو آپ نے فوراً اس کا جواب بعنوان ”قادیانی دجل کا جواب اور آیت خاتم النبیین کا صحیح مفہوم“ رسالہ لکھا جو کہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۷ء کو شائع

ہوا۔ اس میں آپ نے آخر میں اپنے مسلمان غافل بھائیوں سے بھی دردمندانہ گزارش کی کہ خدارا اپنی گہری میٹھی نیند سے بیدار ہوں۔ حق کو سمجھیں اور اغیار کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ دشمنانِ دین ہر قسم کے حربوں سے لیس ہو کر اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لیے سرگرمِ عمل ہیں۔ اہلِ حق کو بھی اپنی زندگی حق کی اشاعت و حفاظت کے لیے وقف کر دینی چاہیے۔

ڈنکے بجا رہے ہیں شجاعت کے گوسفند
کوئی بتائے شیر نیستاں کو کیا ہوا

خادم اہلسنّت عبدالحمید الحنفی

حالات وواقعات ۱۹۶۰ء

(۱) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے مدرسہ اظہار الاسلام کے تحت اس سال علاقہ چکوال میں تبلیغی دورہ کر کے اوڈھروال، فم کسر، سانگ کلاں، چکوڑہ، بھیں، پنوال، ، چک نورنگ، چتال، جنڈیال فیض اللہ، ربال، ڈوہمن، پنڈی نچندی، سوہاوہ نزد دیوالیاں، بھلّہ، گھکل، چک باقر شاہ، دھروگی، کرڑ، پڑیال، موہڑہ نزد مہوٹہ ضلع راولپنڈی میں جلسے کیے۔

(۲) ۱۹۶۰ء کے واقعات میں اور تبلیغی دوروں کی روئیداد میں پڑیال ضلع راولپنڈی کا ایک تاریخی سبق آموز جلسہ ہوا۔ اس کی

روئیداد بیان کرتے ہوئے سید شمشاد حسین شاہ اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں۔

تحصیل فتح جھنگ کا دورہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے ایک مرتبہ چار پانچ جلسوں کا اکٹھا پروگرام مرتب فرمایا جس میں حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ جہلمی اور مولانا محمد شریف صاحبؒ بہاولپوری خاص طور پر مدعو تھے۔ جلسوں کے مقام اور اوقات کا اشتہار شائع ہوا۔ دونوں حضرات پہنچ گئے۔ چند احباب چکوال سے بھی ہمراہ تھے۔ اس مرتبہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے سید شمشاد حسین شاہ صاحب کو بھی ساتھ چلنے کے لیے فرمایا اور جلسہ کے پنڈال میں دینی اور اصلاحی کتابوں کا سٹال لگانے کی ڈیوٹی تجویز فرمائی۔ چناں چہ ہر جلسہ میں سید شمشاد حسین شاہ نے یہ ڈیوٹی انجام دی۔

تاریخی واقعہ ۱۹۶۰ء

ماسٹر شمشاد حسین صاحبؒ لکھتے ہیں:

ایک گاؤں پڑیال ضلع راولپنڈی میں ہے وہاں بریلویوں کا زور تھا اور قدرتی طور پر ان کے پیر صاحب بھی اس گاؤں میں آئے ہوئے تھے۔ جب ان کو دیوبندیوں کے جلسے کا علم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوئے اور اپنے

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

حواریوں کو تاکید کی کہ یہ جلسہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ گستاخ لوگ ہیں، معراج کے منکر ہیں اور اولیاء اللہ کو نہیں مانتے وغیرہ وغیرہ۔ پیر صاحب کے ماننے والے زمیندار اور زور آور قسم کے لوگ تھے جبکہ جلسہ کے منتظمین کا تعلق غریب لوگوں سے تھا۔ چناں چہ انہوں نے منتظمینِ جلسہ پر دباؤ ڈالا کہ وہ جلسہ منسوخ کر دیں۔ چناں چہ اُن میں سے ایک ذمہ دار منتظم جلسہ سے ایک روز قبل اُس گاؤں میں پہنچا جہاں ایک روز قبل ہمارا جلسہ تھا۔ اُس نے حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں پوری صورتِ حال رکھی کہ جلسہ منسوخ کر دیا جاوے ورنہ ہو سکتا ہے وہاں جدال کی صورت پیدا ہو جاوے۔ حضرت نے فرمایا تم فکر مت کرو ان شاء اللہ کچھ نہیں ہو گا۔ اب جلسے کا اعلان ہو چکا ہے، اشتہار شائع ہو چکے ہیں ان حالات میں جلسہ منسوخ کرنا بڑی بزدلی کی بات ہے۔ چناں چہ پروگرام کے مطابق ہم وہاں پہنچے، چوں کہ پہاڑی راستہ تھا اس لیے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جانے کے لیے علماء کے واسطے گھوڑوں کا انتظام کیا جاتا تھا۔ مگر چوں کہ وہ لوگ جلسہ منسوخ کرنے کے چکر میں تھے اس لیے گھوڑوں کا انتظام بھی نہ ہو سکا۔ فاصلہ بھی کافی دور کا تھا صرف مولانا شریف صاحب بہاولپوریؒ کے لیے ایک گھوڑی کا انتظام تھا۔ جبکہ دونوں قاضی صاحبان دوسرے قافلہ والوں کے ساتھ پیدل چلے، یوں رات گئے ہم لوگ وہاں پہنچے۔ صبح کو یعنی اگلے روز جلسہ تھا۔

چناں چہ تلاوت و نعت کے بعد سب سے پہلی تقریر حضرت مرشدی قاضی مظہر حسین صاحبؒ مد ظلہم کی ہوئی اور حضرت نے معراج النبی ﷺ پر مفصل تقریر فرمائی جس کا لوگوں پر بہت اثر ہوا۔ علاقہ بھر میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ آج بریلوی پیر اور دیوبندیوں کا مقابلہ ہو گا اس لیے لوگوں کا جمِ غفیر تھا جو پوری مسجد اور گلی میں موجود تھا۔ حضرت کی تقریر کے بعد حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مد ظلہٗ جہلمیؒ کا خطاب تھا۔ آپ نے کراماتِ اولیاء پر ایمان افروز بیان فرمایا اور حضرت سلطان باہوؒ کے اشعار پڑھ کر توحید بیان فرمائی۔ اس سے لوگوں کو اور بھی تسلّی ہوئی کہ پیر صاحب جو پروپیگنڈہ کر رہے تھے کہ یہ معراج کو نہیں مانتے اور اولیاء اللہ کو نہیں مانتے، وہ سب غلط باتیں تھیں۔ حالاں کہ یہ حضرات تو سب کو مانتے ہیں چوں کہ تقاریر سپیکر پر ہو رہی تھیں اور آواز پورے علاقے میں پہنچ رہی تھی۔ پیر صاحب بھی وہیں کہیں کسی مکان میں سب کچھ سن رہے تھے اور پریشان تھے کہ میرا سارا جال بُنا ہوا میرے ہی سامنے ٹوٹ رہا ہے۔ وہ تصادم کرانے کے چکر میں تھے مگر اس طرف سے کوئی موقع اُن کو مل نہیں رہا تھا۔ مسجد میں انہوں نے اپنے چند ماننے والوں کو بھیجا ہوا تھا کہ جب یہ لوگ نعرۂ تکبیر بلند کریں تو تم مقابلہ میں اٹھ کر جوش سے نعرۂ رسالت بلند کرو۔ چناں چہ دونوں تقاریر کے دوران یہ نعرہ بازی ہوتی رہی مگر دونوں اکابرین نے

خادمِ اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ ظہر کی نماز کے بعد دوسری نشست شروع ہوئی تو تلاوت کے بعد ملتان کے نعت خوان حفیظ جالندھری نے نعت پڑھنا شروع کی تو نعرہ بازی کچھ زیادہ ہی شروع ہو گئی جس سے محبت نہیں شرارت ٹپکتی تھی۔ یہ پیر صاحب کی آخری کوشش تھی جو نعت خواں کی کم فہمی اور جلد بازی کی وجہ سے کامیاب ہو گئی۔ نعت خواں نے ان نعرہ لگانے والوں کو ڈانٹ دیا کہ آرام سے نعت سنو اور یہ نعرہ بازی بند کرو۔ نعت خواں کے اس رویہ سے اُن کو شرارت کا موقع مل گیا اور پیر صاحب نے اپنے حواریوں کو مسلّح کر کے بھیج دیا جو آناً فاناً مسجد کے سامنے والے مکان کی چھت پر چڑھ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں بندوقیں، کلہاڑیاں اور برچھے تھے۔ ادھر مسجد کے نوجوان بھی مقابلہ کے لیے کھڑے ہو گئے۔ شہر کا نمبر دار جو جلسہ میں موجود تھا وہ ان حضرات کی تقاریر سے کافی متاثر ہو چکا تھا اس لیے صورتِ حال کو سنبھالنے کے لیے وہ سپیکر پر آیا اور اُس نے سب کو مخاطب ہو کر کہا کہ ہمارے گاؤں میں علاقہ بھر کے لوگ اس وقت جمع ہیں اور یہ ہماری عزت ہے۔ اب تک دو علماء کی تقاریر ہو چکی ہیں، اب تیسرے عالم کی تقریر ہونی ہے تم لوگ اپنا اسلحہ لے کر وہیں چھت پر بیٹھے رہو تقریر شروع ہو گی اگر مولوی صاحب ٹھیک بات کہیں تو سنو اور اگر غلط بات کہیں تو بے شک فائر کھول دو۔ اُن لوگوں میں سے ایک نے کہا یہ ٹھیک ہے ہم لوگ یہیں

بیٹھتے ہیں، تقریر شروع کراؤ۔ چناں چہ مولانا شریف صاحب تشریف لائے اور اپنے مخصوص انداز میں خطبہ پڑھا اور تقریر شروع کی۔ تقریر کے پہلے جملے یہ تھے "دعا کرو کہ اللہ ہر کسی کے دماغ کو جگہ پر رکھے، دماغ جگہ پر نہ ہو تو انسان بڑی سے بڑی حماقت کر گزرتا ہے۔ چناں چہ اسی (۸۰) کروڑ ہندو گائے کے پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں، دماغ کا قصور ہے نا!" اس کے بعد حضور ﷺ کی سیرت کے چند ایسے واقعات پیش کیے جو پنجابی زبان میں تھے کہ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو پُرنم نہ ہوئی ہو، پورے مجمع پر سناٹا چھایا ہوا تھا، سب لوگ مبہوت تھے۔ اس ماحول میں مولانا نے حضرت آدمؑ کی تخلیق اور فرشتوں سے مکالمہ یوں پیش کیا کہ اللہ میاں نے فرشتوں سے پوچھا کہ میں آدمؑ کو پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا ہم ہر وقت تیری تسبیح و تقدیس بیان کرنے میں لگے ہوئے ہیں، پھر آدمؑ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو بڑے ظالم لوگ ہوں گے ایک دوسرے کو قتل کریں گے، جھوٹ بولیں گے، زنا کریں گے، چوریاں اور ڈاکے ڈالیں گے، تیرے گھر اور تیری مسجد پر بھی تیر اور تلواریں لے دوڑیں گے۔ اللہ میاں نے فرمایا اے فرشتو! تم نہیں جانتے بے شک ان میں سے کچھ لوگ ظالم بھی ہوں گے، گنہگار بھی ہوں گے مگر انہی لوگوں میں سے ایسے بھی ہوں گے جو صرف میرے نام کی خاطر اپنی جانیں قربان کریں گے، زخموں سے چُور ہوں گے، پیاس لگی ہوگی،

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مگر ایک بھائی سے پہلے دوسرا بھائی پانی پینا گوارانہ کرے گا۔ بے شک وہ بھی ہوں گے جو میری مسجد پر حملہ کریں گے، مگر وہ بھی تو انہی میں سے ہوں گے جو جان کی پرواکیے بغیر تلواروں کی چھاؤں میں میری توحید بیان کریں گے۔

تقریر اپنے جوبن پر تھی کہ مجمع میں ایک آدمی آیا اور اس نے گلی میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ پیر صاحب کا فرمان ہے کہ میرا کوئی مرید جلسہ میں نہ رہے، سب واپس لوٹ آؤ۔ مگر ایک آدمی بھی جلسہ سے نہ اٹھا اور وہ آدمی اعلان کر کے واپس چلا گیا۔ پھر کافی دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ چھت پر سے مسلّح افراد ایک ایک کر کے واپس جانے لگے اور اُن کی جگہ دوسرے سامعین اور بچے آنے لگے۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ پیر صاحب کا ایک خاص مرید دل کا دورہ پڑنے سے فوت ہو گیا، اس کی اطلاع ملنے پر وہ لوگ چھت سے غائب ہوئے تھے۔ ہمارے کسی ساتھی نے یہ کہا کہ یہ حضرت قاضی صاحب کی کرامت ہے کہ شرارت کرنے والا اپنے ہی غصّے میں مر گیا، تو حضرت نے اس بات کا بُرا منایا اور فرمایا کہ وہ بے چارہ دل کا دورہ پڑنے سے فوت ہوا اور اِنہوں نے کرامت بنا ڈالی۔

یہ ہیں ہمارے حضرات جو موقع پر ہی اپنے احباب کی اصلاح فرما دیتے ہیں، لیکن اگر خدانخواستہ ہمارے کسی ساتھی کے ساتھ ایسا حادثہ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

پیش آ جاتا تو وہ لوگ ہمیں جینے نہ دیتے اور ہمیشہ یہی طعنہ دیتے کہ ہمارے پیر سے وہابیوں نے مقابلہ کیا تھا، اس لیے اُن کو سزا ملی۔ وغیرہ وغیرہ

بہر حال جلسہ اختتام پذیر ہوا اور ہمارا قافلہ آگے کی جانب روانہ ہوا، پہاڑی کی گھاٹیوں سے گزرتے ہوئے حضرت مرشدی اور حضرت جہلمی آگے آگے تھے۔ مولانا بہاولپوری، نعت خواں حفیظ اور احقر ذرا فاصلے پر پیچھے پیچھے تھے۔ باقی احباب بھی ٹولیوں کی صورت میں رواں دواں تھے کہ مولانا بہاولپوری نے نعت خواں کو کچھ سنانے کی پیشکش کی اور نعت خواں نے مولانا جامی کی وہ مشہور نعت سنائی جس کا آخری بند تھا۔

تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

نعت ختم ہونے پر مولانا بہاولپوری نے فی البدیہہ کہا

بسیار دورے کردہ ام لیکن ایں دورہ دیگری

اس طرح دورہ ختم کر کے ہم لوگ چکوال پہنچے۔ مولانا بہاولپوریؒ پر اس دورے کا بہت اثر تھا چناں چہ میں نے دیکھا کہ الوداع ہوتے وقت انہوں نے حضرت مرشدی کے ہاتھوں کو بڑی عقیدت سے بوسہ دیا۔ ہمارے حضرات میں چوں کہ ان چیزوں کا زیادہ رواج نہیں اس لیے یہ سب کچھ غیر متوقع طور پر ہوا۔ حضرت نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا مگر مولانا شریف اپنا کام کر چکے تھے۔ مجھے ان کی یہ ادا بڑی اچھی لگی۔ اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بقول ابنِ انشاء

اس شام وہ رخصت کا سماں یاد رہے گا
وہ شہر وہ کوچہ وہ مکاں یاد رہے گا
ہم بھول سکے ہیں، نہ بھول سکیں گے
تو یاد رہے گا ہمیں، ہاں یاد رہے گا

قرآن پاک کا ادب ایک مرتبہ حضرت نے منی آرڈر فارم کا ایک کوپن شمشاد حسین شاہ کو دیا اور فرمایا اسے الماری میں رکھ دو، الماری میں ایک جانب قرآن پاک رکھے ہوئے تھے، جبکہ دوسری جانب اور کتابیں رکھی تھیں۔ احقر نے سہواً وہ کوپن قرآنِ پاک پر رکھ دیا۔ حضرت کی نگاہ پڑ گئی تو فرمایا "شاہ جی تُسی بڑے بُھولے ہو" جب یہ جملہ حضرت کسی کو فرماتے تھے تو یہ آپ کی ناراضگی کا جملہ ہوتا تھا۔ یہ جملہ سنتے ہی میری جان نکل گئی اور میں نے خوف اور خفت کی نظروں سے حضرت کو دیکھا۔ حضرت نے فرمایا کوپن کو قرآنِ پاک پر رکھ دیا۔ میں نے فوراً وہ کوپن وہاں سے اٹھایا اور دوسری کتابوں میں رکھ کر عرض کیا حضرت یہ مجھ سے سہواً ہوا، مجھے ہرگز خیال نہ تھا کہ قرآن پاک ہے۔ حضرت نے فرمایا ان چیزوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

اس ماحول میں میری تربیت ہو رہی تھی، ابھی بہت کچھ حاصل کرنا تھا کہ ایک روز حضرت ابا جیؒ چکوال تشریف لے آئے۔ اس روز

حضرت مرشدی دورہ پر کہیں دور گئے ہوئے تھے۔ ابا جی نے فرمایا کہ جے وی کا داخلہ قریب ہے، اور میری دلی خواہش ہے کہ تم یہ کورس کرو۔ اس کے بعد اگر تم چاہو گے تو بے شک مولوی بن جانا۔ میں نے ابا جی کی بہت منت کی کہ آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں (یہ تفصیلات بھی قصہ ٔ شمشاد میں لکھ دی ہیں، طوالت کے خوف سے اس مضمون میں اُس کا ذکر نہیں کیا) چناں چہ ابا جی کے فرمان اور خواہش کے آگے ہتھیار ڈالنے پڑے اور اپنی اس داستان کو نامکمل چھوڑ کے ابا جی کے ساتھ گھر واپس آگئے۔ جے وی کیا، ایس وی کیا، ایف اے کیا، سی ٹی کیا، بی اے کیا، بی ایڈ کیا، اور ایم اے کیا مگر قسمت میں علمِ دین نہ تھا۔

اول تو متمول گھرانوں کے بچے اس طرف راغب نہیں ہوتے اور اگر کسی بچے میں یہ شوق پیدا ہو جاوے تو اسے اس راستہ پر گھر والے چلنے نہیں دیتے۔ اب اس شعر پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

(اقتباس از آپ بیتی سید شمشاد حسین ایم اے۔ حال مقیم دمام سعودی عرب)

حالات وواقعات ۱۹۶۱ء

ابتدائی تین سالوں میں مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال کے سالانہ جلسے ۱۹۵۶ء تا ۱۹۵۸ء منعقد ہوئے لیکن بعد میں بوجہ ایوبی مارشل لاء دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ اور پابندی کی وجہ سے مدرسہ کا سالانہ جلسہ دو سال منعقد نہ ہو سکا۔ اس سال ۱۹۶۱ء کو پھر مورخہ ۳۰ نومبر، یکم، ۲ دسمبر ۱۹۶۱ء کو سہ روزہ سالانہ جلسہ مدنی جامع مسجد میں کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا جس میں بیرونی مقتدر علمائے کرام نے اپنے مواعظ وارشادات سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔

عبدالوحید الحنفی
خادم اہلسنت حافظ

۱۹۶۴ء کے حالات وواقعات

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب سے معاہدہ کی داستان

جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کے شعبہ طالبات کی بلڈنگ اور گورنمنٹ محمد علی ہائی سکول چکوال جس کے ایک حصہ پر امام باڑہ مہاجرین قائم ہے۔ اب بالکل ملحق ہیں، درمیان میں صرف ایک دیوار حائل ہے۔ مدنی جامع مسجد چکوال کی تنگ گلی سے سال میں دو مرتبہ ۷ محرم اور ۱۷ صفر کو ماتمی جلوس فوج اور پولیس کے پہرہ میں گزارا جاتا ہے۔ چوں کہ مسلمانوں کے عقیدہ میں مروجہ ماتم منہ پیٹنا، سینہ کوٹنا،

زنجیر زنی وغیرہ قرآن وسنت اور ائمہ اہل بیت کے صریح ارشادات میں حرام ہے اس لیے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کا حکومت سے یہ مطالبہ ہوتا تھا کہ کم از کم مدنی جامع مسجد کے پاس سے گزرتے وقت دوسرے طبقہ کے افراد خاموشی سے گزرا کریں تاکہ ہماری دل آزاری نہ ہو۔

اس سلسلہ میں ۱۶ مئی ۱۹۶۴ء کو ۷ محرم کے جلوس کے متعلق اِن کی طرف سے میاں کرم الٰہی مرحوم اور دوسرے طبقہ کی طرف سے ریٹائرڈ میجر سلطان سکندر (جو ان دنوں ماتمی جلوس کی قیادت کرتے تھے) کے مابین معاہدہ ہوا تھا کہ مدنی جامع مسجد کی گلی سے ماتمی جلوس خاموشی سے گزرے گا اور پہلے اسی روز مدنی جامع مسجد میں اس موقع پر جلسہ بھی ہوتا تھا۔ اس معاہدہ کی بنا پر مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے اپنا جلسہ ملتوی کر دیا۔ لیکن دوسرے طبقہ کے لوگوں نے ۷ محرم کو تو معاہدہ کی پابندی کی لیکن ۱۷ صفر کو باوجود اِس کے کہ اہل سنت نے جلسہ ملتوی رکھا، دوسرے طبقہ نے اس معاہدہ کی پابندی نہ کی۔

حالاں کہ مسلمانوں کو قرآن میں حکم ہے کہ جب معاہدہ کرو، پورا کرو۔ کیوں کہ وعدے کے بارے میں آخرت میں پوچھ ہو گی۔

خادم اہلسنت عبدالوحید

نقل معاہدہ ۱۶ مئی ۱۹۶۴ء

ہم اہل سنت چکوال میں فضا پر امن رکھنے کے لیے اور خیر سگالی کی پیش قدمی کرنے کے لیے اپنا تبلیغی جلسہ جو کہ ۷ محرم کو مسجد مدنی میں رکھا ہوا تھا، ملتوی کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اہل شیعہ حضرات بھی مسجد کے سامنے سے بغیر ماتم کیے گزر جائیں گے۔

مجھے یہ ذمہ داری لینے کا پورا اختیار قاضی مظہر حسین خطیب مسجد مدنی نے دیا ہے۔

میاں کرم الٰہی

۱۶ مئی ۱۹۶۴ء

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

میں اہل تشیع حضرات چکوال کی طرف سے وعدہ کرتا ہوں کہ جلوس ۷ محرم جب مدنی مسجد کے سامنے سے گزرے گا تو خیر سگالی کے طور پر اور امن عامہ قائم رکھنے کے لیے خاموش، جلدی اور بغیر ماتم کیے گزر جائے گا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اہل السنت حضرات بھی مدنی مسجد میں جلسہ، جلوس کے دن منعقد نہیں کریں گے۔

میجر سلطان سکندر

۱۶ مئی ۱۹۶۴ء

۱۹۶۶ء کے واقعات

مرزائیت کے تعاقب میں والد کے نقشِ قدم پر

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ چکوال کے والد گرامی حضرت مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ نے فتنہ قادیانیت کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے اور براہ راست مرزا قادیانی کے خلاف تحریک چلاتے ہوئے اس پر جہلم کی عدالت میں ۲۶ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک کیس زیر دفعہ ۵۰۱۔۵۰۰۔۵۰۲ تعزیرات ہند دائر کیا۔

مرزا قادیانی نے وہ کیس جہلم سے گورداسپور اپنے ضلع میں منتقل کرالیا۔ وہاں ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو کیس کا فیصلہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف ہو گیا اور مرزا قادیانی کو ۵۰۰ روپے جرمانہ یا پانچ ماہ قید کی سزا سنائی گئی۔ اس طرح مولانا کرم الدین صاحب دبیرؒ کو تاریخی فتح نصیب ہوئی۔

۱۹۵۸ء میں چکوال کے قادیانیوں نے ایک پمفلٹ مرزا قادیانی کے عقائد کی اشاعت کے سلسلہ میں "فوجی میلہ" چکوال کے موقع پر لکھا اور تقسیم کیا۔ جب یہ پمفلٹ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ تک پہنچا تو آپ نے مرزائیت کا تعاقب کرتے ہوئے "قادیانی دجل کا جواب" رسالہ لکھا اور اس طرح آپ نے فوری طور پر اس فتنہ کی

سرکوبی کرتے ہوئے ایک تاریخی قدم اٹھایا۔ جس سے الحمدللہ چکوال میں مرزائیت کا فتنہ دب گیا۔

مرزائیوں کا لاؤڈ سپیکر بند

۳۰ اگست ۱۹۶۶ء بروز منگل حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کو خبر ملی کہ جہلم روڈ میں مرزائیوں نے جلسہ رکھا ہوا ہے جس میں لاؤڈ سپیکر پر تقریر شروع کر دی ہے۔ نماز ظہر کا وقت تھا، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ یہ بات سنتے ہی لاؤڈ سپیکر بند کرانے کے لیے اکیلے ہی مرزائیوں کی عبادت گاہ کی طرف چل پڑے۔ اور کہا کہ مرزائی جلسہ کر رہے ہیں اور ہم لاؤڈ سپیکر پر یہ جلسہ نہیں ہونے دیں گے۔ یہ سنتے ہی مسلمان آپ کے پیچھے چل پڑے اور چھپڑ بازار سے گزرتے ہوئے یہ جوں جوں آگے بڑھ رہے تھے بازار بند ہوتا گیا اور مسلمان آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ جب قائد اہل سنت قادیانی عبادت گاہ کے پاس پہنچے تو ایس ایچ او اُن کی حفاظت کے لیے ڈیوٹی دے رہے تھے۔ حضرتؒ نے جاتے ہی واشگاف الفاظ میں مسلمانوں کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ لاؤڈ سپیکر کو بند کر دیا جائے۔ کوئی مسلمان اس اشتعال انگیز تقریر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی دوران مسلمانانِ چکوال کی آمد بڑھنے لگی اور ڈی ایس پی بھی موقع پر پہنچ

خادم اہلسنت عبدالوحید

گئے۔ حضرت نے للکار کر کہا کہ لاؤڈ سپیکر بند کراؤ ورنہ ہم خود بند کرائیں گے۔ افسران نے کہا کہ یہ اجازت لے کر آئے ہوئے ہیں اگر زبردستی بند کرائیں گے تو ہم گولی چلائیں گے۔ حضرت قائد اہل سنت نے کہا کہ ہم گولی کھالیں گے لیکن لاؤڈ سپیکر بند کرائے بغیر ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

ڈی ایس پی اور موقع پر موجودہ ڈیوٹی مجسٹریٹ نے صورت حال بھانپتے ہوئے آپ سے مہلت مانگتے ہوئے نہایت دانش مندی کا ثبوت دیا اور خود اندر عبادت گاہ میں جاکر لاؤڈ سپیکر بند کرا دیا۔ اس طرح حضرت قائد اہل سنت کی اس جرأت ایمانی سے قادیانی فتنہ کو چکوال میں دوسری مرتبہ شکست ہوئی اور ۱۹۶۶ء سے لے کر آج تک مرزائیوں کو چکوال میں جلسہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ کی اس قربانی سے بعد میں کئی گھرانے جو کہ مرزائی تھے، مسلمان ہوگئے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

اک آواز میں سوتی بستی جگادی

ایس ڈی او چکوال کے لاؤڈ اسپیکر پر صرف ایک مسجد میں باری باری اذان دینے کا حکم نافذ کرنے کے خلاف آپ نے احتجاج کرتے ہوئے حکم توڑنے کا اعلان کر دیا اور کہا: پاکستان سے پہلے جب میں قید تھا۔ مجھے سپرینڈنٹ جیل نے طلب کیا اور کہا کہ تم قیدی ہو اور قیدی اذان نہیں

دے سکتا اور یہ جیل ہے۔ میں نے کہا کہ میرا وجود قیدی ہے، زبان قیدی نہیں اور اسلام ہم جیل کی ڈیوڑھی یا جیل کے باہر نہیں رکھ آئے۔ اذان دینے کی پاداش میں مجھے بیڑیاں لگیں، اڑھائی سال تک راولپنڈی، لاہور، ملتان کی جیلوں میں بند رہا۔ لیکن میں نے اذان بند نہیں کی، جہاں گیا اذان دیتا رہا۔ آج میں پاکستان کا آزاد شہری ہوں۔ کیا تمہارے کان میں کسی نے اذان نہیں دی؟ میں کل تمہاری رہائش گاہ پر اذان دوں گا۔ مجمع کا جوش قابل دید تھا۔ جب بھی وہ منظر یاد آتا ہے، حضرتِ اقدس کی حق گوئی و بے باقی کو یاد کیا جاتا ہے کہ کس طرح آپ نے خلافِ شریعت حکم کو توڑا کہ پھر کسی کو ایسے آرڈر جاری کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اس کے ساتھ ساتھ پورے شہر چکوال نے ایس ڈی او کے رویہ کے خلاف تاجروں اور دکانداروں نے ہڑتال کر دی، چکوال کا مشہور چھپڑ بازار مکمل بند رہا کہ سبزی تک کسی نے نہ بیچی۔

گورنر پنجاب کے حکم پر کمشنر راولپنڈی ڈویژن انکوائری کے لیے آئے۔ ریسٹ ہاؤس چکوال میں تمام مساجد کے امام و خطیب بلائے گئے۔ حضرت اقدس نے میٹنگ میں اذان کے بارے میں ایسی مؤثر گفتگو کی کہ کمشنر لاجواب ہوئے اور انتظامیہ مرعوب ہوئی۔ ادھر اہلِ شہر کا ایک عظیم ہجوم ہو گیا اور لوگوں نے نعرہ تکبیر لگایا، تو کمشنر نے اے سی کا آرڈر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

منسوخ کرتے ہوئے کہا کہ اذان کی اجازت ہے، اجازت ہے۔ اور اے سی نے بھی اپنے غلط آرڈر کو واپس لیتے ہوئے حضرت اقدس سے معذرت چاہی۔ اس طرح یہ ہڑتال ختم ہوئی اور اہل حق کو سرخروئی ہوئی۔ اور انتظامیہ نے اپنی شکست تسلیم کر لی۔ اس کے ساتھ ہی مدنی مسجد میں نیا لاؤڈ سپیکر فٹ کر کے دوبارہ ظہر کے وقت اذان دے دی گئی۔ اور اعلان کر دیا گیا کہ رات کو مدنی جامع مسجد میں حضرت قاضی مظہر حسین صاحب اذان کے موضوع پر خطاب کریں گے۔

اعلان سنتے ہی مدنی جامع مسجد چکوال میں اہلِ شہر کثیر تعداد میں پہنچ گئے کہ مدنی جامع مسجد بھر گئی اور جگہ تنگ ہو گئی اور یہ ایک تاریخی اجتماع تھا۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اہل چکوال آپ کو معلوم ہے کہ ایس ڈی او چکوال نے حکماً لاؤڈ سپیکر پر اذان کی پاری باندھی ہے۔ مجھے سخت حیرانی ہے اور افسوس ہے ان خطیبوں پر جنہوں نے اس حکم کو مانتے ہوئے دستخط کر دیے ہیں۔ پھر گرج کر کہا کہ: کیپٹن سعید کان کھول کر سُن لے میں فخراً نہیں واقعتاً بتلاتا ہوں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے زمانہ میں ۳۰۲ کا قیدی تھا۔ حکومتِ انگریز کا حکم تھا کہ جیل میں کوئی اذان نہیں دے سکتا۔ اس عاجز نے وہاں بھی یہ حکم نہ مانا اور اذان دی"۔

۱۹۶۸ء کے واقعات

(۶) اُجلی تاریخ کا روشن باب

حضرت قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی جرأت و حق گوئی کا یہ عالم تھا کہ پاکستان کی سرزمین پر جو بھی فتنہ اٹھا اس کے خلاف آواز اٹھائی اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے میدان عمل میں اترے۔

اور چکوال کی سرزمین پر جب بھی کوئی خلاف شرعی کام ہوتے دیکھا اس کے خلاف خطبہ جمعہ میں آواز اٹھائی اور اگر مقامی انتظامیہ نے غفلت کی تو آپ خود میدان عمل میں خلافِ شریعت کام کو بند کرانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ مدنی جامع مسجد کے ساتھ والی گلی میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چکوال میں سالانہ کھیلوں کی ایک تقریب میں حوا کی بیٹیوں سے ڈرامہ کے دوران ڈانس کرایا جانا تھا۔ کسی طرح اس کی خبر حضرت قائد اہل سنتؒ کے کانوں تک پہنچی۔

آپ نے فوراً مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر جمعہ کے موقع پر احتجاج کیا کہ اس قسم کے ڈرامے اور کھیلوں میں ناچ گانے کے پروگرام بند کیے جائیں یہ ہم ہرگز برداشت نہیں کرسکتے۔

اور ایک خط کے ذریعہ ہیڈ مسٹریس کو آگاہ کیا کہ یہ فعل اسلام کے

خلاف ہے اس کو ختم کرو۔

ہیڈ مسٹریس نے تحریری جواب لکھا کہ یہ سکول کا معاملہ ہے آپ کو اس میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں۔ حضرت قائد اہل سنت نے جمعہ کے موقع پر بھرپور احتجاج کیا اور فرمایا کہ یہ فعل ہم ہر گز سکول میں نہیں ہونے دیں گے اور جمعہ کے بعد حضرت نے چھوٹے بچوں کا ایک جلوس گرلز سکول کے پاس بینر اٹھائے ہوئے بھیجا کہ "سکول میں ڈرامے بند کرو"۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مقامی انتظامیہ نے سکول میں ڈرامہ بند کرادیا اس طرح حوا کی بیٹیوں سے ڈانس کرانے کا منصوبہ ناکام ہوا اور ہیڈ مسٹریس نے معافی مانگی اور یقین دہانی کرائی کہ آئندہ وہ یہ ڈرامے نہیں کرائے گی۔

بلکہ حکام کے سامنے جب انکوائری کے دوران حضرت اقدس نے جرأت اور حق گوئی سے دلائل دیے تو ہیڈ مسٹریس مس نقوی نے کہا کہ میں زندگی میں پہلی مرتبہ ایک عالم دین کے سامنے لاجواب ہوئی ہوں۔ ورنہ آج تک میں نے کسی سے شکست نہیں کھائی۔

یہ حضرت قائد اہل سنت کی حق گوئی اور جرأت تھی کہ دشمن بھی اپنی شکست تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ اسی مس نقوی نے ایک مرتبہ خود مجھے بتایا کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی حق گوئی سے میں اس قدر متاثر ہوں، باوجود اس کے کہ میرا عقیدہ شیعہ ہے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لیکن اپنے مکان پر بیٹھ کر حضرت کی جمعہ کی ہر تقریر سنتی ہوں اور ایک ہمسایہ کی حیثیت سے مجھے حضرت کی جانب سے کبھی بھی کوئی دکھ نہیں پہنچا جب کہ دوسری طرف میرے ہمسایہ اہل تشیع ہیں۔ انہوں نے مجھے اتنے دکھ پہنچائے کہ میں اب چکوال چھوڑ کر لاہور منتقل ہونے کا فیصلہ کر رہی ہوں۔ اگر آپ یہ میرا اسکول والا مکان خریدنا چاہیں تو میں آپ کو فروخت کر دوں گی۔ چناں چہ یہ پیغام حضرتِ اقدس کو پہنچایا گیا تو آپ نے ۱۸ لاکھ میں یہ ۳۲ مرلے پر مشتمل سکول و مکان خرید کر جامعہ اہل سنت میں شامل کر دیا۔ پھر یہی وہ مکان ہے جس میں جامعہ اہل سنت تعلیم النساء کی وسیع چار منزلہ بلڈنگ تعمیر کی گئی ہے جہاں سینکڑوں طالبات قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور یہ حضرتؒ کی جانب سے اور جن مخیرّ حضرات نے اس کی خریداری اور تعمیر میں مالی تعاون کیا اُن کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ ان شاء اللہ قیامت تک اُن کو ثواب ملتا رہے گا۔ (تکبیر مسلسل سلسلہ اشاعت نمبر ۱۲، اکتوبر ۲۰۱۳ء)

۱۹۶۸ء کے واقعات

جامعہ عربیہ اظہار الاسلام مدنی جامع مسجد چکوال کا آٹھواں سالانہ جلسہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۸ء کو ہوا جس میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور دوسرے جید علماء تشریف لائے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

۱۹۶۹ء کے واقعات

جمعیت علمائے اسلام میں خدمات

حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کراچی کی قیادت میں جمعیت علمائے اسلام پاکستان کا ۱۹۵۶ء تک کام جاری رہا، جمعیت کے کام کو ترقی دینے کے لیے ۱۸۔۱۹ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو دو روزہ اجلاس شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری کی دعوت پر مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں رکھا گیا۔ قریباً ۵۰۰ سے زیادہ علماء کا اجتماع ہوا اور تمام علماء نے متفقہ طور پر حضرت لاہوریؒ کو جمعیت علمائے اسلام پاکستان کا امیر چن لیا اور حضرت لاہوریؒ نے حضرت مولانا غوث ہزارویؒ کو ناظم اعلیٰ نامزد کر دیا۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کو مرکزی مجلس شوریٰ کا ممبر اور امیر ضلع جہلم نامزد کر دیا۔ مولانا قاضی عبداللطیفؒ جہلمی ضلع جہلم کے ناظم اعلیٰ بنا دیے گئے اس طرح حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب نے ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۹ء تک ۱۳ سال جمعیت علمائے اسلام کے تحت ملک بھر میں تبلیغی جلسوں اور تبلیغی دوروں کے ذریعہ جمعیت علمائے اسلام کی شاخوں کا جال بچھا دیا۔

اور جمیعت کے رضا کاروں کی تنظیمیں قائم کیں۔ رضا کاروں کی وردی خاکی رنگ کی پاکٹ والی قمیض اور شلوار اور سرخ ٹوپی تھی اور رضا کاروں کے باقاعدہ سالار مقرر تھے جو کہ انہیں پریڈ کراتے، جس کے کاشن عربی میں تھے۔

جنگ آزادی کی یاد میں تاریخی جلسہ

جمیعت علمائے اسلام ضلع جہلم کے زیر اہتمام جنگ آزادی کی یاد میں ۱۱ مئی ۱۹۵۷ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء، چھپڑ بازار چکوال میں رات کو جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ ۱۹۵۷ء کا سال جنگ آزادی ہند ۱۸۵۷ء کا صد سالہ تھا جو جمیعت علمائے اسلام بڑے زور شور سے منا رہی تھی۔ اسی سلسلہ میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کی قیادت میں یہ جلسہ عام رکھا گیا تھا۔ یہ وہ تاریخی دن تھا کہ جس روز ہندوستان کی افواج نے میرٹھ کی چھاؤنی میں انگریز کے خلاف علم جہاد (بغاوت) بلند کیا۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ اور حضرت مولانا عبدالحنانؒ امیر جمیعت علمائے اسلام راولپنڈی ڈویژن نے خطاب فرمایا اور حضرت مولانا عبدالحنانؒ نے جنگ آزادی میں علمائے حق کے اعلیٰ و ارفع کردار پر ایک ولولہ انگیز خطاب کیا۔

اس دوران حضرت قائد اہل سنت نے اپنے آپ کو جمیعت علمائے

اسلام کی ترویج وترقی کے لیے وقف کیے رکھا۔ اپنے جمعۃ المبارک کے خطبات اور تبلیغی جلسوں کی تقاریر میں اکابر علمائے دیوبند کے کارناموں کے تذکرے، انگریزی استبداد کے خلاف ان کی نبرد آزمائی کے واقعات اور صبر و استقلال کی سچی تاریخی قربانیوں کا تذکرہ کر کے سنی قوم کو بیدار کیا۔ ۱۹۶۹ء میں جمعیت کی بعض پالیسیوں سے اختلاف کے پیش نظر استعفیٰ دے دیا۔ ۲۱ رجب ۱۳۸۹ھ بمطابق ۴/اکتوبر ۱۹۶۹ء میں مسلکی حالات کے پیش نظر آپ نے "تحریک خدام اہل سنت پاکستان" کا آغاز کیا۔ الحمد للہ آج تک تحریک جاری ہے اور ان شاء اللہ جاری رہے گی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

انتخابی معاہدہ الیکشن ۱۹۷۰ء

قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کے گذشتہ ملکی انتخابات میں قومی اسمبلی کے لیے حلقہ چکوال میں خدام اہل سنت و الجماعت کونسل مسلم لیگ، کنونشن مسلم لیگ، جمہوری پارٹی، (مودودی) جماعت اسلامی اور ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی نے اپنے اپنے امیدوار نامزد کیے تھے۔ جس میں پیپلز پارٹی کے امیدوار کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد حلقہ چکوال پی پی ۱۸ جہلم ۵ کو صوبائی سیٹ پر مذکورہ پارٹیوں کے امیدواروں کے علاوہ ایک آزاد امیدوار نے بھی حصّہ لیا تھا۔ جس میں خدام اہل سنت کی طرف سے چوہدری احمد خان صاحب نائب صوبیدار (ساکن چک عمراء) امیدوار تھے۔ جو ایک مذہبی، دیانتدار جماعتی کارکن ہیں۔ قومی اسمبلی کے الیکشن میں ہمیں دوسری پارٹیوں میں سے کوئی ایسا امیدوار نہیں مل سکا تھا، جس کی کامیابی کی غالب توقع بھی ہوتی۔ اور جس پر ہمیں یہ اعتماد ہوتا کہ وہ دستور ساز اسمبلی میں اس صحیح اسلامی آئین کے لیے جدوجہد کرے گا، جس کی بنیاد سرکار دو عالم رحمۃ للعلمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر ہے۔ اور جس کا کامل اور جامع نمونہ دورِ رسالت کے بعد خلفائے راشدین حضرت صدیق اکبر، حضرت

فاروقِ اعظم، حضرت عثمان ذوالنورین، شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک دور میں موجود رہا ہے۔ اس لیے ہم نے خدام اہل سنت کے امیدوار محترم صوبیدار غلام حسن صاحب ایم۔اے ایڈوکیٹ (ساکن چک ملوک) کو بحال رکھا جو ماشاء اللہ ایک متشرع اور دیانتدار شخص ہیں۔ اور اس طرح ہم اصولاً کامیابی کے راستہ پر گامزن رہے۔ لیکن سوشلزم اور مرزائیت کے گٹھ جوڑنے یہ شدید احساس دلایا تھا کہ ۱۷ دسمبر کے صوبائی الیکشن میں کوئی ایسا راستہ اختیار کیا جائے جس میں شرعی مؤقف بھی مجروح نہ ہو اور بھٹو پارٹی کے امیدوار کے مقابلہ میں کامیابی بھی متوقع ہو۔ اس کے لیے جماعتی احباب سے بھی مشاورت جاری رہی۔ حتیٰ کہ ۹ دسمبر ۱۹۷۰ء کو محترم مرزا فضل حق صاحب امیدوار کونسل مسلم لیگ فرزند اکبر جناب مرزا مظہر حسین صاحب مرحوم آف ملہال مع اپنے چند احباب کے مدنی جامع مسجد میں تشریف لائے۔ اور انہوں نے خدام اہل سنت کا تعاون حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے ان کے سامنے اپنا شرعی مؤقف پیش کیا اور اپنی جماعت کے تعاون کے لیے یہ شرط پیش کی کہ وہ ہمارا شرعی مؤقف تسلیم کرلیں۔ اور اس کے لیے ایک واضح تحریر دے دیں۔ مرزا فضل حق صاحب موصوف نے ہماری اس شرط کو بلا توقف قبول کرلیا اور میری تجویز کردہ عبارت کو بلا کسی ادنیٰ تامّل اور تردّد کے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

خود لکھا اور اس پر اپنے دستخط ثبت کر دیے۔ اور میں نے بھی بلا ان کے مطالبہ کے خدام اہل سنت کی طرف سے حمایت کرنے کی انہیں تحریر دے دی اور پھر دونوں جماعتوں کے نمائندوں کو بلا کر یہ تحریری شرعی معاہدہ سُنا دیا۔ جس کو سب نے بخوشی قبول کر لیا۔

مرزا فضل حق صاحب ماشاء اللہ ایک شریف الطبع آدمی ہیں اور ان کا اس خالص شرعی معاہدہ کو قبول کر لینا ان کے خلوص، مذہبیت اور مسئلہ ختم نبوت سے قلبی وفاداری پر دلالت کرتا ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ وہ ملک و ملّت کی مخلصانہ خدمت کرتے رہیں گے۔

اس معاہدہ کے بعد خدّام اہل سنت نے ان کی کامیابی کے لیے پوری جدوجہد کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے رحمت للعالمین، خاتم النّبیین ﷺ کے طفیل اپنی خصوصی نصرت نازل فرمائی اور مرزا فضل حق صاحب نے بھٹو پارٹی کے مقابلے میں پانچ ہزار آٹھ سو اُنہتر (۵۸۶۹) ووٹ زائد لے کر نمایاں کامیابی حاصل کی۔

چوں کہ یہ انتخابی شرعی معاہدہ چکوال کی سیاست میں ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے اس کو ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ وہ نظم بھی شائع کی جا رہی ہے جو مرزا فضل حق صاحب کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے میں نے لکھی تھی۔

علاوہ ازیں وہ اشعار بھی درج کر دیے ہیں جو چکوال میں مرزائی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کیمپ اور ان کی اتحادی پارٹی کے شعروں اور مظاہر کے جواب میں لکھے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عموماً اور قومی اسمبلی کے منتخب مسلم ممبران کو خصوصاً یہ توفیق عطا فرمائیں کہ وہ محبوبِ خدا، سرور کائنات ﷺ کے بلند ترین خصوصی مقام ختم نبوت کے آئینی تحفظ کے لیے پوری کوشش کریں، تاکہ دستور ساز اسمبلی میں مرزائی پارٹی (منکرین ختم نبوت) کو غیر مُسلم اقلیت قرار دینے کا شرعی مطالبہ تسلیم کرلیا جائے۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز

خادم اہل السنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال، ضلع جہلم [1]

۱۴ جنوری ۱۹۷۱ء

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

[1] ۱۹۷۰ء میں چکوال ضلع جہلم کی تحصیل تھی۔

"انتخابی شرعی معاہدہ"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھے خدام اہل سنت والجماعت کے شرعی منشور سے پورا پورا اتفاق ہے اور میں ان شاء اللہ خدام اہل سنّت کے اسلامی مقاصد کے تحت ملک و ملّت کی خدمت سرانجام دوں گا، اور رحمت للعٰلمین، خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مقام ختم نبوت کے تحفظ کے لیے فتنۂ منکرین ختم نبوّت، سوشلزم، بھٹو کے اسلامی سوشلزم اور اشتراکیت وغیرہ خلافِ اسلام فتنوں کے انسداد کے لیے کوشش کرتا رہوں گا۔

دستخط مرزا فضل حق

بمقام مدنی جامع مسجد چکوال

۹ شوال ۱۳۹۰ھ

۹ دسمبر ۱۹۷۰ء

عبدالواحد الحنفی
خادم اہلسنّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں خدّام اہل سنت والجماعت کی طرف سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ چوں کہ مرزا فضل حق صاحب نے خدّام اہل سنت کے "شرعی منشور" سے پورا پورا اِتفاق کر لیا ہے۔ اور سرکارِ دوعالم ﷺ کے مقام ختم نبوت کی حفاظت اور دوسرے الحادی اور اشترا کی فتنوں کے خلاف جدوجہد کرنے کا مکمل تحریری یقین دلا دیا ہے۔ اس لیے ہم ان شاء اللہ صوبائی اسمبلی کے لیے ان کی مکمل حمایت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین۔

(دستخط) خادمِ اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال

۹ شوال ۱۳۹۰ھ

۹ دسمبر ۱۹۷۰ء

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

آ گئے میدان میں حق کے مجاہد آ گئے

آ گئے ختمِ نبوّت کے مجاہد آ گئے
آ گئے میدان میں حق کے مجاہد آ گئے

تیغِ باطل کند ہو جائے گی اک للکار سے
آ گئے شیر خدا کے اب مجاہد آ گئے

جھوٹ اور بُہتان کے بُت ہوں گے سارے پاش پاش
بُت گرو ہٹ جاؤ راہ سے بُت شکن اب آ گئے

دین کی بتی[1] کو روشن کر مسلماں ہر جگہ
ظلمتِ باطل کے چھٹ جانے کے دن اب آ گئے

آ گئے شیر خدا کے اب مجاہد آ گئے
آ گئے ختمِ نبوّت کے مجاہد آ گئے

مظہر حسین

۱۳ شوال ۱۳۹۰ھ[2]

۱۲ دسمبر ۱۹۷۰ء

عبد الوحید الحنفی

---

[1] مرزا فضل حق صاحب کا انتخابی نشان

[2] کلام حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ

حیدری تلوار کو تُو کرتا ہے بدنام کیوں

منکرِ ختمِ نبوت اور تلوارِ علیؓ!
یہ تعلق ہو نہیں سکتا کبھی ربّ کی قسم
تھی وہ تلوارِ علیؓ در سایۂ ختم الرسل (ﷺ)
اور یہ جھوٹی نبوّت کے صنم خانوں میں ہے
ذوالفقار حیدری تھی ہاتھ میں شبیرؓ کے
منکرِ ختمِ نبوّت کو یہ کیسے مِل گئی؟
حیدریؓ تلوّار کو کرتا ہے تو بدنام کیوں
کیا یہی اسلام ہے اور یہ وفا داری تری
اک طرف ختم الرسل اور اک طرف جھوٹا نبی
اے مسلمان دیکھ لے، ہے کس طرف ابنِ علیؓ

مظہر حسین

۱۳ دسمبر ۱۹۷۰ء

۱۳ شوال ۱۳۹۰ھ[1]

---

[1] کلام حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ

ہدیۂ تبریک

بخدمت مِرزا فضل حق صاحب، ممبر صُوبائی اسمبلی پنجاب

از حضرت مولانا قاضِی مظہر حسین صاحب مدّ ظلہ

امیر خدام اہل سنت والجماعت پاکستان

ہے اسی کے نام سے میرے سخن کی ابتداء
قادرِ مطلق ہے جو، دی جس نے توفیقِ کلام

بعد اس کے سرورِ کون و مکان کی ذات پر
گنبدِ خضرا میں پہنچے صد درود و صد سلام

کامیابی ہو مبارک مرزا فضل حق تجھے
فضلِ حق سے ہو گئی حاصل تجھے فتح عوام

تیرے گھر والوں ، بزرگوں اور سب احباب کو
ہو مبارک، صد مبارک تو ہوا ہے نیک نام

سیٹ صوبائی پہ تھا اک معرکہ ہنگامہ خیز
حق تعالٰی کی مدد سے ہو گیا تو شاد کام

سوشلزِم، دہریت، الحاد کا گٹھ جوڑ تھا
اور تھی مرزائیت بھی ساتھ ان کے بے لگام

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سایۂ ختم الرسل ﷺ میں تو نے جب لی ہے پناہ
نصرتِ حق آسماں سے ہو گئی نازل تمام

مسئلہ ختمِ نبوّت کا ہے ایماں کا مدار
سب مسائل سے بلند و بالا ہے اس کا مقام

اور صحابہ کی جماعت بھی ہے سب معیارِ حق
مِل چکی قرآن میں ہے ان کو رضوانِ دوام

اور ہیں آلِ نبی ﷺ، ازواج بھی سب جنتی
ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ برحق امام

دین کی بنیاد پہ تھا یہ ہمارا اتحاد
رب تعالیٰ کی مدد سے جو ہوا مقبولِ عام

پاسداری دین کی کر لی، خوشا تیرا نصیب
دین کی بتّی[1] جلا لی، پا لیا اونچا مقام

آ گئے خدامِ اہلِ سنت آخر جوش میں
بُت شکن جب آ گئے تو بُت گرے اوندھے تمام

جُھوٹ اور بُہتان کے بھی ہو گئے بُت پاش پاش
سامنے حق کے نہیں باطل کو رہ سکتا قیام

[1] مرزا فضل حق صاحب کا انتخابی نشان لالٹین مراد ہے۔

انتخابی فتح لیکن آخری منزل نہیں
منتہٰی اپنی جماعت کا ہے اسلامی نظام

فضلؔ حق! میری نصیحت ہے یہی از دردِ دل
راہِ حق پر گامزن رہنا بہ ہمّت صبح و شام

دنیوی اَسباب پر نازاں نہ ہو جانا کبھی
قبضۂ قدرت میں ہیں جن و ملک سارے انام

دولت و عزّت ہے دُنیا کی یہ فانی، بے وفا
اقتدارِ دنیوی کو ہے نہیں حاصِل دوام

ہیں فرائض دین کے جو روزہؔ، حج و زکوٰۃؔ
کر نمازِ پنجگانہ کی بھی پابندی مدام

سرورِ کونین ﷺ کی سنّت پہ رہ ثابت قدم
کر رضائے حق کی خاطر خدمتِ ملک و عوام

مظہرؔ نا کارہ اب آخر میں کرتا ہے دُعا!
ملکِ پاکستان میں نافذ ہو بس شرعیؔ نظام

مظہرؔ حسین[1]

۲۴ شوال ۱۳۹۰ھ

۲۴ دسمبر ۱۹۷۰ء

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

[1] کلام حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب۔

خدام اہل سنت والجماعت کا دوروزہ صُوبائی اجلاس

بتاریخ ۱۵، ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۴، ۲۵ ستمبر ۱۹۷۶ء اتوار، سوموار بمقام جامع مسجد متّصل مدنی موٹرز، شادمان کالونی، اچھرہ لاہور۔

اس موقع پر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے جو پیغام دیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت بزرگان واحباب اہل سنت والجماعت نصرکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ پاکستان میں مسلمانانِ اہل سنت و الجماعت غالب اکثریت رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود اپنے مذہبی نام و عنوان کی بنیاد پر ان کی کوئی مؤثر اور مضبوط جماعتی تنظیم ہے اور نہ ہی بحیثیت سُنی مسلمان ان کی ملک میں کوئی حیثیت ہے جس کی وجہ سے مرزائی اور شیعہ باوجود اقلیت میں ہونے کے اپنی تنظیمی سرگرمیوں اور سازشوں کی بنیاد پر دن بدن اہل سنت والجماعت پر غلبہ حاصل کر رہے ہیں اور اہل سنت کا حال یہ ہے کہ

کچھ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنے کی انہیں قسم ہے

ان تشویش ناک حالات کے پیشِ نظر "خدام اہل سُنت و الجماعت" کے نام سے ایک تحریک شروع کی گئی ہے جس کے ذریعہ مذہب اہل سنت کی تبلیغ و اشاعت کے علاوہ سنی مسلمانوں کو متحد و منظم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ تاکہ ملک میں مسلمانانِ اہل سنت و الجماعت کے مذہبی و ملکی حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے حقیقی اسلام کو غالب کیا جاسکے۔ اور حال میں فرقہ شیعہ کا حکومتِ پاکستان سے اپنے بعض مذہبی مطالبات منوالینا (یعنی شیعہ طلبہ کے لیے سکولوں میں دینیات کا جداگانہ نصاب وغیرہ) تو پاکستان میں سُنی مسلمانوں کے لیے ایک زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے خدام اہل سنت والجماعت کی جماعتی تنظیم کی ضرورت اور اہمیت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ الحمدللہ شہر لاہور اور بعض دوسرے اضلاع میں بھی خدام اہل سنت کا کام ترقی پذیر ہو رہا ہے اس لیے صوبائی اور ملکی سطح پر جماعتی کام کو ترقی دینے کے لیے مندرجہ تاریخوں میں شہر لاہور میں خدام اہل سنت والجماعت کے دو (۲) روزہ صوبائی اجلاس کا پروگرام مقرر کیا گیا ہے۔ جس میں دوسرے اضلاع سے بھی خدام اہل سنت والجماعت کے نمائندے شریک ہوں گے اور آپ بھی اس اہم اجلاس میں تشریف لائیں اور سنی مسلمانوں تک یہ دعوت پہنچائیں کہ وہ سیاسی اور دنیوی پارٹی

بازی سے بالاتر ہو کر اپنے مذہب حق کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اپنے مذہبی وجود کا ثبوت دیں۔ اگر ان بحرانی حالات میں بھی سنی مسلمانوں نے اپنی مذہبی غیرت اور ایمانی حرارت سے کام نہ لیا اور نبی کریم رحمۃ للعٰلمین خاتم النبیین شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت طیبہ اور خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بنیاد پر اسلام اور پاکستان کا تحفظ نہ کیا تو خدانخواستہ دنیا میں تاریخی ذلّت گلے کا طوق بنے گی اور آخرت میں نعوذ باللہ عذاب الٰہی سے بچنا مشکل ہو جائے گا۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے سُنّی مسلمانو!
تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

الداعی

خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

پروگرام

پہلا اجلاس	بروز اتوار	ساڑھے بارہ بجے دن
دوسرا اجلاس	بروز اتوار	۲ بجے بعد نمازِ ظہر
تیسرا اجلاس	بروز اتوار	بعد نماز عشاء
چوتھا اجلاس	بروز پیر	صبح نو بجے تا بارہ بجے
آخری اجلاس	بروز پیر	بعد نماز ظہر تا عصر

صوبائی اجلاس مقررہ تاریخوں پر منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا پیر خورشید احمد شاہ صاحب قصبہ عبدالحکیم ملتان سے تحریکِ خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کے سرپرست تشریف لائے اور آپ کا تاریخی بیان اجلاس میں ہوا۔ اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے مفصل تحریکِ خدام اہل سنت و الجماعت کے اغراض و مقاصد بیان کیے۔ صوبہ بھر سے کثیر تعداد میں احباب قافلوں کی صورت میں اجلاس میں تشریف لائے۔

صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یا اللہ مدد — حق چار یار

نقوشِ زندگی

۱۹۷۳ء

مکتوب مرغوب

بنام

مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری

خادم اہلسنّت
عبدالمجید

سلسلۂ اشاعت نمبر 60

اپریل ۱۹۷۳ء کے واقعات

اور ملکی صورت حال پر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کا مکتوب مرغوب

بخدمت جناب مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری زید مجدہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ خلافت راشدہ کانفرنس ملتان منعقدہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ مطابق ۲۷، ۲۸، ۲۹ اپریل ۱۹۷۳ء میں آپ کا مطبوعہ خطبہ صدارت پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ آپ نے اہل السنت و الجماعت کی زبوں حالی کے متعلق تمہیداً جو کچھ فرمایا ہے وہ صحیح ہے کہ:

> "یہ اہل سنت سواد اعظم کا اجتماع ہے جو وطن عزیز کی کم و بیش نوے فیصد غالب اکثریت ہیں۔ مگر یہ غالب اکثریت نہ صرف مذہبی بلکہ سیاسی طور پر بھی زبوں حال پامال بلکہ مجروح و مذبوح ہے اور اس سے بدرجہا زیادہ افسوس ناک والم انگیز ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اہل سنت کو اپنی اس زبوں حالی و خواری اور پستی و بدحالی کا احساس تک نہیں۔"[1]

اسی طرح آپ نے مرزائیت اور شیعیت کی ترقی کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ بھی مطابق واقعہ ہے کہ:

---

[1] خطبہ صدارت ص ۳۔

عبدالوحید الحنفی

> اس دردناک الم انگیز صورت حالات کے نتیجے میں سیاسی طور پر سُنی مسلمان انتہائی زخم خوردہ ہے۔ جہاں کسی کلیدی منصب پر کوئی مرزائی یا شیعہ بیٹھا ہے وہ اپنے فرقے کی ناجائز رعایت و اعانت اپنا ایمان اور فرض سمجھتا ہے اور کھلم کھلا اپنے فرقہ کے آدمیوں کو اوپر لانے کی تاک میں رہتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر آج فوج میں اونچے عہدوں پر ایک فرقہ کے افراد متمکن ہیں تو سول میں عموماً اعلیٰ عہدوں پر دوسرے فرقہ کے لوگ نظر آتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنروں کی سطح تک بھی عظیم اکثریت کے افراد اہل سنت عظیم اقلیت میں ہیں۔ البتہ یہ ماشاء اللہ چوکیداروں، سپاہیوں چپڑاسیوں وغیرہ ادنیٰ ملازموں کی اکثر اسامیوں پر چھائے ہوئے ہیں۔[1]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لیکن تعجب ہے کہ ستمبر ۱۹۷۲ء کے اجلاس کراچی میں حکومت کی مجوزہ "سنی شیعہ نصاب کمیٹی" کے جس فیصلہ پر آپ نے بحیثیت رکن دستخط کیے ہیں۔ وہ تو مذہبی لحاظ سے اور زیادہ اہل سنت کو زبوں حال کرنے والا ہے۔ لیکن آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں بھی اس کی تصویب و تائید فرمائی ہے اور حکومت سے شکایت کی ہے کہ تقریباً نصف سال گزرنے کے بعد بھی کمیٹی کے فیصلہ پر عمل نہیں کیا گیا۔ اور اس

---

[1] خطبہ صدارت ص ۷۔

تاخیر کو آپ نے شیعوں کی سازش کا نتیجہ بھی قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ ملتان کی اس خلافت راشدہ کانفرنس میں آپ نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ:

> ”حکومت پاکستان سے ہمارا مطالبہ ہے کہ مرکزی وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی صاحب کی صدارت میں شیعہ سُنی علماء پر مشتمل نصاب دینیات کمیٹی نے جو متفقہ فیصلہ کیا ہے بعض شیعی حلقوں کی بے دلیل مخالفت اور ہنگامہ آرائی کی وجہ سے اس موزوں و معتدل فیصلہ کو بروئے کار لایا جائے۔“ (خطبہ صدارت ص ۲۸)

خدا جانے کن دلائل و وجوہات کی بنا پر آپ اس فیصلہ کو اہل سنت کے حق میں سمجھتے ہیں۔ آپ کے خطبہ صدارت میں تو ہمیں کوئی بھی ایسی دلیل نہیں مل سکی جس کی وجہ سے ہم مطمئن ہو سکیں۔ ہمارے نزدیک تو یہ فیصلہ اہل سنت کی تقویت کی بجائے ان کو اور زیادہ پست حال کرنے والا ہے اور شیعوں کے لیے سرکاری تعلیمی اداروں میں مزید عروج حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

نصاب کمیٹی کا فیصلہ آپ نے نصاب دینیات کمیٹی کا متفقہ فیصلہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:

> ”محترم نیازی صاحب نے راولپنڈی پھر کراچی میں اس نصاب کمیٹی کے متعدد اجلاس بلائے۔ بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ دینیات کی

کتاب ایک ہو گی۔ اس میں پہلے قرآن اور سیرت النبی ﷺ پر مشتمل مشترک حصہ ہو گا۔ پھر سنیوں اور پھر شیعوں کے عقائد و عبادات کے جدا جدا ابواب ہوں گے۔ کتاب ایک ہو گی۔ استاذ ایک ہو گا۔ امتحان ایک ہو گا۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ چار چار شیعی سُنی علماء پر مشتمل ایک بورڈ ہو گا جو یہ دیکھے گا کہ کوئی بات دل آزار تو نہیں۔ چناں چہ اس بورڈ میں بھی دوسرے تین حضرات کے ساتھ تنظیم کے اس خادم راقم کو شامل کر لیا گیا۔" (خطبہ صدارت ص ۱۶)

مشترکہ نصاب کے اس فیصلہ کو آپ نے غالباً اس لیے موزوں و معتدل سمجھا ہے کہ اس سے شیعوں کے "مستقل جداگانہ نصاب دینیات" کا دیرینہ مطالبہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن آپ نے اس پر غور نہیں فرمایا کہ آپ نے ان کا اصل مطالبہ تو مان لیا ہے یعنی دینی نصاب تعلیم میں ان کا مذہب شامل کر لیا گیا اور وہ بھی اہل سنت سے جداگانہ ہی ہے۔ صرف مشترکہ اور غیر مشترکہ کا معمولی فرق رہ گیا ہے۔ اور درحقیقت آپ کے منظور کردہ مشترکہ نصاب کی یہ صورت اہل سنت کے لیے ان کے سابقہ مطلوبہ جداگانہ نصاب سے زیادہ خطرناک ہے۔ بہرحال سُنی شیعہ دینیات کمیٹی کی تشکیل اور اس کے متفقہ فیصلہ میں میرے نزدیک جو خرابیاں ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

ا۔ کمیٹی میں سات سُنی اور سات شیعی ارکان کی تعداد تسلیم کر کے آپ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نے اپنی تقریباً نوے فیصد سُنی مسلمانوں کی غالب اکثریت کے ساتھ شیعہ اقلیتی فرقہ کی مساوی نمائندگی تسلیم کرلی ہے۔

حالاں کہ سُنی ارکان کی تعداد زیادہ ہونی چاہیے تھی اور اس کے باوجود تعجب یہ ہے کہ آپ ملتان کی اس خلافت راشدہ کانفرنس میں یہ بھی مطالبہ کر رہے ہیں کہ:

"سواد اعظم کا پرزور مطالبہ ہے کہ حکومت اس علیٰحدگی پسند فرقہ کو ملازمتوں وغیرہ میں بھی علیٰحدہ کر دے۔ اور کلیدی اسامیوں اور اعلیٰ ملازمتوں میں اس کی تعداد کے تناسب سے حصہ دے۔"[1]

لیکن سوال یہ ہے کہ:

(ا) جب آپ ملازمتوں میں ان کی تعداد کے تناسب سے حصہ دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں تو نصاب کمیٹی کے ارکان کی تعداد میں آپ نے ان کی کیوں مساوی نمائندگی قبول کی ہے؟ وہاں بھی آپ آبادی کے تناسب سے ارکان کی تعداد مقرر کراتے؟

(ب) مشترکہ نصاب میں اکثریت واقلیت کے فرق کو کیوں نظر انداز کر دیا گیا اور سُنی اساتذہ اور سُنی طلبہ کی اکثریت پر اقلیتی فرقہ شیعہ کے عقائد وعبادات کی تعلیم کا لازم ہونا منظور فرمالیا۔ کیا

---

[1] خطبہ صدارت ص ۸۲۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

ایسے فیصلے کو موزوں و معتدل کہہ سکتے ہیں؟ شیعی ارکان کے نام تو شیعوں نے خود منتخب کیے ہیں لیکن سُنی ارکان کو حکومت نے نامزد کیا ہے۔

چناں چہ آپ نے یہ تسلیم کیا کہ:

"آخر صدر بھٹو نے یہ معاملہ مولانا کوثر نیازی وزیر اطلاعات کے حوالہ کر دیا۔ انہوں نے سات سُنی شیعہ علماء پر مشتمل ایک نصاب دینیات کمیٹی قائم کر دی، سُنیوں میں دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، ہر مکتب فکر کو نمائندگی دی گئی۔ جمیعت علمائے پاکستان جماعت اسلامی کے ساتھ اس سلسلہ میں پہلی بار تنظیم اہل سنت کو بھی نمائندگی ملی اور تنظیم کے خادم راقم کو اس کمیٹی کا ایک رُکن نامزد کیا گیا۔" (خطبہ صدارت ص ۱۶)

علاوہ ازیں حکومت کی طرف سے سُنی ارکان کو نامزد کرنے کا ذکر شیعہ مطالبات کمیٹی کے صدر سید جمیل حسین صاحب رضوی نے بھی ایک پریس کانفرنس میں نصاب دینیات کمیٹی کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا ہے کہ:

"مگر پیرزادہ نے فرمایا: رضوی صاحب! آپ کیا کہتے ہیں، ہم نے ایک ہفتہ میں جدید پالیسی مرتب کر دی۔ کیا ہم معمولی دینیات کا نصاب نہیں مرتب کر سکتے؟

آپ پانچ شیعہ علماء نامزد کر دیں۔ سُنی علماء ہم خود نامزد کریں گے۔ اور یہ کمیٹی فوراً نصاب مرتب کرنے کا کام شروع کر دے گی۔ الخ"[1]

شاہ صاحب اب آپ اپنی ہی فرمائیں کہ جب آپ اپنی اپنی جماعتوں کے بھی منتخب کردہ نہیں ہیں بلکہ حکومت نے آپ کو نامزد کیا ہے تو پھر ان سُنی نمائندگان کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ آپ سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ جن جماعتوں کو حکومت نے دعوت دی تھی وہ اپنا اپنا جماعتی اجلاس بُلا کر جماعت کی طرف سے اپنا نمائندہ منتخب کر لیتے اور پھر اس کا نام حکومت کو پیش کر دیتے۔ تو جب یہ سُنی حضرات حکومت کے نامزد رُکن ہوتے تو ان کی رائے اور تدبیر کا کیا انجام ہو گا۔

خشت اول چوں نہد معمارِ کج تا ثریا می رود دیوارِ کج

۳۔ آپ نے شیعہ اقلیتی فرقہ کے لیے مذہبی نصاب کا حق تسلیم کر کے اہل سنت کی عظیم اکثریت کے حقوق کو پامال کر دیا ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج کل دوسرے ممالک میں بھی عموماً اکثریت کے نظریات کے مطابق نصاب تعلیم رائج ہے۔ اور اقلیتی پارٹیاں اپنے نظریات کی تعلیم کے لیے پرائیویٹ انتظام کرتی

---

[1] ہفت روزہ شیعہ لاہور۔ ۸ر مئی ۱۹۳۷ء۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

ہیں۔ اور آپ نے اپنے مطالبات میں اکثریت کا یہ حق تسلیم بھی کرلیا ہے کہ:

”اگر شیعہ اقلیت اصحابِ رسول ﷺ کی حیات طیبہ پر مشتمل نصاب تعلیم کی روادار نہیں تو اس کا واحد حل یہ ہے کہ نصاب تعلیم میں دینیات کے مضمون کو شیعہ طلبہ کے لیے لازمی قرار نہ دیا جائے۔ نہ کہ نصابی کتابوں سے حضرات خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کی سیرتوں بلکہ ناموں تک کو کھرچ کھرچ کر نکال دیا جائے۔ اور اس طرح شیعہ اقلیت کے ناروا تحفظ کے نام سے سوادا عظم سُنی اکثریت کے حقوق و مفاد کا جھٹکا کیا جائے۔“ (خطبہ صدارت ص ۲۹)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جب آپ نے یہاں یہ صریح مطالبہ کر دیا ہے کہ ”نصاب تعلیم میں دینیات کے مضمون کو شیعہ طلبہ کے لیے لازم قرار نہ دیا جائے۔“ اور یہی آپ کے نزدیک اس کا واحد حل ہے اور یقینا یہی واحد حل ہے۔ اور یہ مطالبہ سنی غالب اکثریت کے حق پر ہی مبنی ہے۔ تو آپ نے نصاب دینیات کمیٹی میں مشترکہ نصاب کی تجویز کیوں منظور فرمائی تھی اور پھر اپنے خطبہ صدارت میں کس بنا پر آپ موزوں و معتدل فیصلہ فرمارہے ہیں؟

صحیح اور صاف بات یہ تھی کہ آپ ”نصاب دینیات کمیٹی“ کے اجلاس میں سنی اکثریت کے اس حق کے تحفظ کے لیے ڈٹ جاتے

اور کسی بھی اقلیتی فرقہ کے عقائد و عبادات کا نصابِ تعلیم میں شامل ہونا قبول نہ کرتے اور شیعوں کی اس تاریخی کامیابی کا آپ خود سبب نہ بنتے۔ اور اس موقعہ پر ایران کا معاملہ بھی آپ کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے تھا کہ وہاں شیعوں نے نصاب تعلیم میں سُنی مسلمانوں کے عقائد و عبادات کو شامل کرنے کا حق نہیں دیا۔ تو پاکستان میں ان کو بحیثیت اقلیتی فرقہ کے یہ حق کیسے دیا جا سکتا ہے؟

۴۔ آپ نے اس پر بھی غور نہیں فرمایا کہ شیعوں کے بالکل جداگانہ نصاب دینیات کے مطالبہ کو مسترد کر کے آپ نے خود جو مشترکہ نصاب منظور کیا ہے اس میں اہلِ سنت کا زیادہ نقصان ہے۔ کیوں کہ جداگانہ نصاب میں شیعہ مذہب کی تعلیم صرف شیعہ اساتذہ اور طلبہ کے لیے لازم ہوتی۔ علاوہ ازیں ان کی دینیات کی کلاس بھی جُدا ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی۔ لیکن آپ کے منظور کردہ مشترکہ نصاب میں سنی شیعہ کا کوئی امتیاز باقی نہ رہا۔ کیوں کہ سب نے ایک ہی کتاب دینیات کی پڑھنی ہے اور اس کا امتحان دینا ہے۔

اسی طرح آپ نے سُنی اساتذ اور طلبہ پر بھی ان کے ایمان و عقیدہ کے خلاف شیعہ مذہب کی تعلیم لازم کر دی ہے۔ آخر آپ کو یہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

احساس بھی نہ ہوا کہ سُنی اساتذہ اور طلبہ، معلّمات اور طالبات اپنے مذہب کے خلاف کیوں شیعہ مذہب پڑھیں اور پڑھائیں۔ جہاں اہل سنت کے باب میں سنی اساتذہ یہ پڑھائیں گے کہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں، پھر حضرت عمر فاروقؓ، پھر حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علی المرتضیٰؓ بالترتیب خلفائے برحق ہیں۔ اور سنی طلبہ بھی یہی پڑھیں گے تو وہاں شیعہ باب میں وہی سُنی اساتذہ اپنے ایمان کے خلاف یہی پڑھائیں گے اور سُنی طلبہ بھی یہ پڑھیں گے کہ حضرت علیؓ خلیفہ بلافصل ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد متصلاً حضرت علیؓ ہی خلیفہ برحق ہیں اور اس سے نعوذ باللہ خلفائے ثلاثہ کے برحق ہونے کی بالکل نفی ہو جاتی ہے۔ لیکن سُنی عقیدہ کے تحت بہر حال وہ خلیفہ برحق ہی رہتے ہیں۔ البتہ ان کی خلافت کی نوبت حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے بعد تھی۔ اسی طرح وضو، اذان، نماز اور جنازہ وغیرہ عبادات کا حال ہے تو سُنی بچّے اور بچیاں یہ متضاد عبادات کس طرح سیکھیں گے۔ یہ دینی نصاب کا پڑھنا کیا ہوا۔ نعوذ باللہ ایک عذاب مسلط ہو گیا۔

پھر سنی و شیعہ طلبہ میں ہر وقت عقائد و عبادات میں بحث کا سلسلہ جاری رہے گا۔ تو اس طرح یہ تعلیم گاہیں مناظرہ گاہوں کی شکل

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اختیار کر کے باہمی فساد کا باعث بن جائیں گی اور اساتذہ بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکیں گے۔ اور اگر آپ یہ فرمائیں کہ شیعہ اساتذہ اور طلبہ کے لیے بھی تو سُنی عقائد و عبادات کا پڑھنا پڑھانا لازم ہو گا، ان کو بھی اس کا امتحان دینا پڑے گا۔

تو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ شیعوں کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ وہ اپنے بنیادی عقیدہ تقیہ کے تحت سُنی مذہب کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اس میں ان کو تقیہ جیسی عبادت کا ثواب بھی مل جائے گا۔ جب ان کے نزدیک خود حضرت علی المرتضیٰؓ نے باوجود خلیفہ بلا فصل ہونے کے خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو از روئے تقیہ خلیفہ مان لیا اور ۲۴ سال مسلسل بالترتیب ان کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتے رہے تو پھر آج کل کے شیعوں کے لیے یہ کیا مشکل ہے کہ وہ مشترکہ نصاب میں اپنے عقائد کے ساتھ ساتھ سُنی عقائد بھی پڑھ لیں۔

لیکن اہل سنت کے ہاں تو اس قسم کا کوئی تقیہ نہیں وہ کس بنا پر اپنے ایمان کے خلاف شیعہ مذہب پڑھیں گے اور اس کا امتحان بھی دیں گے؟

۵۔ جب آپ خود شیعہ مذہب کے حقوق اس حد تک تسلیم کر چکے ہیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کہ:

”جہاں شیعیت نے ملک کے اندر اس حد تک قریباً ہر شخص کو اپنے پلیٹ فارم کی گرفت میں جکڑ رکھا ہے کہ اگر پاکستان کا بدترین و بدنام صدر سکندر مرزا شیعہ علماء وذاکرین سے مجالس منعقد کراتا تھا تو نواب قزلباش مغربی پاکستان کا وزیر اعلیٰ ہو کر لاہور میں عشرۂ محرم کے موقعہ پر گھوڑے کی لگام خود پکڑتا ہے اور ماتمی جلوس کی قیادت اپنے لیے باعثِ فخر ومباہات سمجھتا ہے۔“ (خطبہ صدارت ص۵)

تو شیعوں نے اس تفوق و اقتدار کے پیشِ نظر آپ پر لازم تھا کہ سرکاری تعلیمی اداروں میں ان کے اثرات کو روکنے کی کوشش کرتے۔ لیکن آپ نے شیعہ اقلیت کو مساوی حق دلوا کر ان کے لیے تعلیمی اداروں میں بھی مذہبی ترقی کا وسیع میدان میسر فرما دیا۔ اور جو سُنی اساتذہ اور طلبہ شیعہ مذہب سے متنفر تھے اور اس کے اثرات سے محفوظ تھے ان پر بھی آپ نے شیعہ مذہب کی تعلیم مسلط کر دی اور سُنی مسلمانوں کے مذبوح ہونے میں اگر کوئی کمی رہ گئی تھی تو اس مشترکہ نصاب کے ذریعہ وہ بھی پوری کر دی گئی۔ اگر آپ کو اس کے مہلک نتائج کا احساس ہوتا تو آپ نصاب کمیٹی کی رکنیت سے استعفیٰ تو دے دیتے لیکن اس فیصلہ پر دستخط نہ کرتے۔ لیکن

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

۶۔ایک طرف تو آپ شیعوں کے ماتمی جلوس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ:

"یہ ایک حقیقت ہے اور سولہ آنے حقیقت کہ یہ جلوس کُھلی شاہراہیں چھوڑ کر شہروں کی چوڑی چکلی سڑکیں چھوڑ کر تنگ و تاریک گلیوں، کوچوں میں لے جا کر سُنی آبادیوں سے نکالے جاتے ہیں۔ عموماً وہی راستے اختیار کیے جاتے ہیں جن پر اہل سنت کے گھر ہوں، دینی ادارے ہوں، مدارس ہوں، تبلیغی مراکز ہوں، مسجدیں ہوں۔ خصوصاً جامع مسجد پھر اہل سنت کے ان معابد، مساجد اور مدارس کے سامنے بڑی دیر تک کھڑے ہو کر ماتم کیا جاتا ہے۔ خصوصاً مساجد کے آگے اور عین اذان و نماز کے وقت بھی۔ پھر ماتم صرف ہائے ہائے اور سینہ کوبی نہیں بلکہ اس میں لازماً نوحے، مرثیے اور تقریریں ہوتی ہیں۔" (خطبہ صدارت ص ۳۵)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سُنیوں کے گلی کوچوں اور مساجد و مدارس کے سامنے بھی شیعوں کے مذہبی مراسم و مظاہر برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن دوسری طرف آپ نے مشترکہ نصاب دینیات میں اتنی رواداری اور فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے کہ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

بلا ضرورت تعلیمی اداروں میں سُنی بچے اور بچیاں شیعہ مذہب کی تعلیم حاصل کریں۔ آپ شیعہ ماتمی جلوسوں کے خلاف اسی بنا پر تو احتجاج کر رہے ہیں کہ وہ سنی مذہب کے خلاف ہیں۔ ورنہ شیعوں کے نزدیک تو یہ ان کی عبادت میں شامل ہیں اور جب آپ نے شیعہ عقائد و عبادات کی تعلیم کو سُنی اساتذہ اور طلبہ کے لیے منظور فرمالیا تو اب اگر وہ اپنی مذہبی عبادات کا گلی کوچوں میں عملی مظاہرہ کریں تو اس کے خلاف آپ کا احتجاج کیوں کر متاثر ہو سکتا ہے۔ اگر سُنی بچّے اور بچیاں یہ کہیں کہ شاہ صاحب! ہم نے کتاب دینیات میں شیعہ مذہب کی عبادات کو عِلمی طور پر پڑھا ہے اب ہم اس کی عملی صورت بھی دیکھنا چاہتے ہیں تا کہ امتحان میں آسانی ہو جائے۔

"شنیدہ کے بود مانند دیدہ"

تو آپ کس طرح جواب سے مطمئن کریں گے۔

جب اوکھلی میں سر دیا تو دھمک سے کیا ڈر

درمیان قہر دریا تختہ بندم کردہ ای
بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہوشیار باش

۷۔ آپ نے شیعہ اقلیت کو یہ حق دے کر پاکستان کی دیگر اقلیتوں مرزائیوں اور عیسائیوں کے لیے بھی سرکاری تعلیمی اداروں میں

ان کی مذہبی تعلیم نافذ کرنے کا جواز پیدا کر دیا ہے۔ چناں چہ عیسائیوں نے یہ مطالبہ پیش بھی کر دیا ہے:

کرسچن سٹوڈنٹس یونین (راولپنڈی) کا اجلاس زیر صدارت مسٹر جاوید کھوکھر چیئرمین سٹوڈنٹس منعقد ہوا جس سے سیکرٹری جنرل مسٹر جاوید مائیکل نے خطاب کرتے ہوئے مستقل آئین کا خیر مقدم کیا اور وزیر تعلیم ڈاکٹر عبدالخالق سے اپیل کی ہے کہ ہر اس تعلیمی ادارے میں جس میں مسیحی طلبہ کی تعداد بیس ہے ایک بائیبل ٹیچر رکھا جائے۔ انہوں نے حکومت سے پُرزور اپیل کی ہے کہ اب جب کہ نیا تعلیمی سال شروع ہو چکا ہے مسیحی طلبہ کے لیے بائیبل کورس کا انتظام کیا جائے۔ (نوائے وقت ۷/ مئی ۱۹۷۳ء)

فرمایئے آپ ان کے اس مطالبہ کو کس بنا پر مسترد کر سکیں گے؟ اور اگر اقلیتوں کے لیے یہ حق ہی تسلیم نہ کرتے کہ نصاب میں ان کا مذہب شامل کیا جائے تو اس قسم کے فتنوں کا دروازہ ہی بند ہو جاتا اور سُنی غالب اکثریت کا حق محفوظ رہتا۔

۸۔ اگر آپ کے منظور کردہ مشترکہ نصاب کا یہ فیصلہ اہل سنت کے حق میں ہوتا تو آپ کو اس تاریخی کارنامے پر مبارک باد پیش کی جاتی لیکن جہاں تک مجھے علم ہے کسی سنی عالم و بزرگ نے آپ کی تائید میں کوئی بیان شائع نہیں کیا اور نہ ہی کسی حساس سنی مسلمان نے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

اس فیصلہ کو مفید اور مستحسن قرار دیا اور نہ ہی خود آپ نے اور نصاب کمیٹی کے دوسرے سنی ارکان نے اس فیصلے کے حق میں دلائل دے کر سنی مسلمانوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی بلکہ اس فیصلہ کے خلاف اخبارات میں بیانات شائع ہوئے۔

خدام اہل سنت و الجماعت کی طرف سے ''قرارداد مذمت'' ہزاروں کی تعداد میں کراچی تک تقسیم کی گئی جو ماہنامہ انوار مدینہ لاہور، ماہنامہ الارشاد کیمبل پور اور ہفت روزہ نسیم جہلم میں مکمل شائع ہوئی (جو ضلع جہلم کے سرکاری مڈل سکولوں میں منظور شدہ ہے) اور متعدد اضلاع میں سُنی مسلمانوں نے ہزاروں کی تعداد میں اپنے دستخطوں سے صدر پاکستان اور وزیر تعلیم کو ارسال کی۔ قومی اور صوبائی اسمبلی کے ارکان کو بھی اس کی کاپیاں ارسال کی گئیں۔ سکولوں کے اساتذہ و طلبہ، کالجوں کے طلبہ و پروفیسر صاحبان بلکہ وکلاء تک نے بھی اس قرارداد مذمت پر دستخط کیے۔ روزنامہ جنگ اور روزنامہ نوائے وقت اور روزنامہ تعمیر راولپنڈی میں بھی اس ''قرارداد مذمت'' کے اقتباسات شائع ہوئے۔

ماہنامہ بینات کراچی اور ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک میں بھی شیعہ مذہب کے داخل نصاب ہونے کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا۔ چناں چہ جداگانہ نصاب کے سلسلہ میں شیعہ مطالبات پر تبصرہ کرتے ہوئے

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری زید مجدہم نے "بصائر و عبر" میں یہ لکھا کہ:

"ان دنوں سرکاری مدارس میں شیعہ حضرات کے لیے نصاب کی علیٰحدگی کی جو تجویز زیر غور ہے وہ سراسر سیاسی مصالح کے خلاف ہے اس تجویز کا تو لازمی تاثر یہ ہے کہ شیعہ ایک مستقل اقلیت ہے جس کی دینیات عام مسلمانوں سے الگ ہے اور حکومت جس طرح دوسری اقلیتوں کو راضی کرنا ضروری سمجھتی ہے اسی طرح ان کو بھی ایک اقلیت سمجھتی ہے۔ ایک طرف مسلمان سمجھنا دوسری طرف علیٰحدہ نصاب تجویز کرنا یہ کہاں کا فلسفہ ہے؟ اس تجویز سے منافرت اور بڑھ جائے گی۔ اختلافات زیادہ ہو جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اختلافات ایسی صورت اختیار کر لیں کہ حکومت کے لیے ہمیشہ کا دردِ سر ثابت ہو گا۔" الخ[1]

علاوہ ازیں ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک میں بھی جناب مولانا سمیع الحق صاحب سلمہٗ نے اس فیصلہ کے خلاف پُرزور احتجاج کرتے ہوئے لکھا:

"ہم نے پچھلے شمارہ میں شیعہ نصاب کی علیٰحدگی اور شیعہ مطالبات کے خطرناک عواقب پر کچھ روشنی ڈالی تھی۔ اب حکومت کی تشکیل کردہ دینیات کمیٹی کے کچھ رہنما اصول سامنے آئے ہیں اور

[1] بینات کراچی۔ نومبر ۱۹۷۲ء۔

خادم اہل السنت حافظ عبد الوحید الحنفی

کافی حد تک وہی ہو کر رہا جس کا ہمیں ڈر تھا۔ ہم تو اصولاً اس قسم کے مطالبات کو درخود اعتناء سمجھنا۔ اس کے لیے کمیٹی تشکیل کرنا اور اسے زیر غور لانا ہی ملک و ملت کے افتراق کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ پھر طرفہ تماشہ یہ کہ کمیٹی اور اس کے ضمنی ورکنگ گروپ میں شیعہ سُنی ارکان کو بالکل اس طرح مساوی نمائندگی مل گئی گویا شیعہ اس ملک کی نصف آبادی ہوں۔ اس وقت کمیٹی کی تفصیلات ہمارے سامنے نہیں ہیں مگر ہم اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ان مطالبات کو اتنی اہمیت دے کر ملت کا شیرازہ منتشر کرنے کی سعی کر دی گئی ہے۔ اب ردِ عمل میں اہل سنت کے جائز حقوق اور مطالبات اور شیعہ حضرات کو اس ملک میں ان کے الگ مقام پر رکھنے کی جدوجہد کو بھی اسی تحمّل اور رواداری سے برداشت کرنا چاہیے، نہ کہ علیحدگی، افتراق اور انتشار برپا کرنے کی ساری تہمتیں اکثریت پر لگا دی جائیں۔ شیعہ کی اس قسم کی سرگرمیاں یا تو اس ملک کو شیعہ سٹیٹ بنانے کا پیش خیمہ ہیں یا شیعہ اپنے وقت کے ابن علقمی یحییٰ خان کے ادھورے منصوبے کو تکمیل تک پہنچا کر ہی دم لیں گے۔"[1]

[1] الحق۔ اکتوبر ۱۹۷۲ء۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

آپ کی ایک اور غلط فہمی آپ نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ مشترکہ دینی نصاب کا یہ فیصلہ شیعہ فریق کے حق میں نہ تھا۔ اس کے بعد میں انہوں نے اس کے عملی نفاذ کا مطالبہ ترک کر دیا۔ چناں چہ آپ نے فرمایا کہ:

"محترم نیازی صاحب نے یہ فیصلہ پریس کے حوالے کر دیا۔ پریس میں فیصلہ شائع ہوتے ہی ملک بھر میں شیعوں نے اس کے خلاف ہنگامہ کھڑا کر دیا۔" (خطبہ صدارت ص۱۶)

نیز آپ لکھتے ہیں کہ:

"ہم نے جو منوایا بحمداللہ دلائل اور سنجیدہ بحث سے منوایا۔ لیکن شیعہ قوم کی لعن طعن اور ہنگامہ خیزی کا جو نتیجہ نکلا وہ حیران کن بلکہ عبرت انگیز ہے کہ اس فیصلے کو آج پورے پانچ مہینے ہو رہے ہیں۔ پوری شیعہ قوم خاموش ہے، شیعی پریس چُپ ہے، پلیٹ فارم چپ ہے، خود مطالبات کمیٹی چپ ہے، دینیات کے معزز شیعہ اراکین چپ ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی بات ہوئی ہی نہیں۔ طرّہ یہ کہ حکومت بھی خاموش ہے۔ یا تو کنوینر کا یہ ارشاد کہ شیعہ سُنی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس جلد تر بلایا جائے گا یا نصف سال گزرنے والا ہے اور کامل سکوت ہے۔" (خطبہ صدارت ص۱۸)

آپ کا یہ قیاس بھی خلاف واقعہ ہے کیوں کہ شیعوں کی اکثریت نے اس فیصلہ کو اپنی کامیابی قرار دیا تھا۔ چناں چہ اخبارات میں ان کے

تائیدی بیانات اس پر شاہد ہیں۔ صدر پاکستان اور متعلقہ وزراء کو انہوں نے خراج تحسین پیش کیا۔ اور شیعہ فرقہ اس فیصلے کو کیوں کر اپنے خلاف سمجھتا جب کہ باوجود اقلیت کے ان کو سُنی اکثریت کے مساوی حقوق مل گئے۔ اور اس میں ان کی تاریخی فتح تھی۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ بعض شیعہ جماعتوں نے اس فیصلہ سے اختلاف کیا۔ لیکن اختلاف کرنے والوں کی تعداد تھوڑی ہے۔ چناں چہ محکمہ تعلیم نے بھی یہی رپورٹ لکھی ہے۔ چناں چہ شیعہ مطالبات کمیٹی کے صدر سیّد جمیل حسین صاحب رضوی نے پریس کانفرنس میں یہ بیان دیا ہے کہ:

"بد قسمتی سے اس فیصلہ سے کچھ شیعہ جماعتوں کو اختلاف تھا اور محکمہ تعلیم نے اپنی رپورٹ میں یہ لکھا ہے کہ اگرچہ علماء کا متفقہ فارمولا ہے۔ مگر کچھ شیعہ جماعتیں مخالفت کر رہی ہیں۔ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔" (ہفت روزہ شیعہ لاہور۔ ۸؍ مئی ۱۹۷۳ء)

اور مشترکہ نصاب کے نفاذ کے لیے اپنی کوششوں کے متعلق سیّد جمیل حسین رضوی نے یہ بھی اسی پریس کانفرنس میں ذکر کیا ہے کہ:

"کس قدر قابل افسوس ہے کہ ورکنگ گروپ کی میٹنگ آج تک نہیں بلائی گئی۔ ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۷۲ء کی بجائے ۱۹۷۳ء کے بعد بھی چار ماہ گزر گئے ہیں۔ ہم نے مولانا کوثر نیازی صاحب سے تقاضا کیا تو ان کا جوابی خط ملا کہ جو کام ان کو سُپرد کیا گیا تھا وہ ختم کر چکے ہیں۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

آئندہ ہم اس سلسلے میں پیرزادہ صاحب سے رجوع کریں۔ میں نے ان کو خطوط لکھے۔ پنڈی جاکر قدرت اللہ شہاب صاحب، ڈاکٹر زمان صاحب سے ملا۔ افسران محکمہ تعلیم نے کہا کہ مولانا کوثر نیازی صاحب کی رپورٹ ہمارے نوٹ کے ساتھ کیبنٹ کو بھیج دی گئی ہے، وہاں سے حکم ملنے پر آئندہ کاروائی ہو گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صدر صاحب کے حکم سے مولانا کوثر نیازی صاحب کی سرکردگی میں کمیٹی جس میں ملک بھر کے چند شیعہ و سنی علماء ممبر ہوں پھر وہ متفقہ فیصلہ کریں۔ اب اس میں کیبنٹ کو کیا کرنا ہے۔ الخ" (ہفت روزہ شیعہ لاہور ۸/ مئی ۱۹۷۳ء)

شیعہ مطالبات کمیٹی کے اس بیان سے تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ مشترکہ نصاب کے نفاذ کے سلسلہ میں غافل نہیں رہے بلکہ اس کے لیے کوششیں کرتے رہے ہیں۔ یہاں یہ بھی پیشِ نظر رکھیں کہ شیعہ مطالبات کمیٹی کے صدر کی یہ پریس کانفرنس پہلے ہوئی تھی اور آپ کی ملتان خلافتِ راشدہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ اپریل کو کچھ دن بعد میں منعقد ہوئی ہے۔ اور یہ بھی ملحوظ خاطر رکھیں کہ جن شیعہ جماعتوں نے اس فیصلہ سے اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی یہ وجہ بتائی ہے کہ اس طرح ائمہ اثنا عشریہ (بارہ اماموں) کے ذکر کو شیعہ مذہب کے ساتھ مختص کر دیا گیا ہے۔ حالاں کہ اہل سنت بھی ان ائمہ کو مانتے ہیں وغیرہ۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ورنہ ان شیعہ جماعتوں کو بھی اپنی اس اصل سے اختلاف نہیں ہے کہ شیعہ مذہب سرکاری تعلیمی اداروں کے دینی نصاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔

شیعہ جماعتوں میں بھی اتحاد ہو گیا نصاب دینیات کے بارے میں شیعوں میں جو اختلاف تھا وہ بھی انہوں نے ختم کر دیا ہے۔ چناں چہ "بشارت عظمیٰ" کے عنوان کے تحت اخبار شیعہ لاہور میں لکھا ہے کہ:

"مجلس عمل علمائے شیعہ پاکستان کی جانب سے ایک ہینڈ بل موصول ہوا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان کی مرکزی شیعہ جماعتوں میں اتفاق و اتحاد ہو گیا ہے اور تمام جماعتوں کی یقین دہانی کے بعد بتاریخ ۱۰/اپریل ۱۹۷۳ء کو مجلس عمل علمائے شیعہ پاکستان کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حسبِ ذیل تجویز پاس ہوئی۔

تجویز: ہر گاہ کہ قیام پاکستان سے اب تک شیعہ طلبہ کے لیے کئی مرتبہ ان کی دینیات کا حق تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن آج تک اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ موجودہ عوامی حکومت نے بھی جناب مولانا کوثر نیازی صاحب وزیر اطلاعات کی سربراہی میں علماء کی مجلس مشاورت قائم کی۔ اور اس میں ہر مکتبِ فکر کے علماء نے خوشگوار ماحول میں اس بنیادی حق کی توثیق و تصدیق کر دی۔ اس لیے پاکستان مجلس عمل شیعہ کا یہ ہنگامی اجلاس حکومت پاکستان سے

مطالبہ کرتا ہے کہ ستمبر ۱۹۷۲ء کے فیصلہ کے مطابق جلد از جلد نصاب تیار کرنے اور اس کے نفاذ کا حکم دیا جائے۔ اب چوں کہ تعلیمی سالِ نو کا آغاز ہو چکا ہے اس لیے نصاب جدید شیعہ طلبہ کے لیے جناب صدر پاکستان کے ارشاد کے مطابق ۱۹۷۰ء میں بارہ رکنی بورڈ کی منظور کردہ شیعہ دینیات کی کتابیں پڑھانے کا حکم دیا جائے۔" (ہفت روزہ شیعہ لاہور۔ ۸ر مئی ۱۹۷۳ء)

محترم شاہ صاحب! اب تو آپ پر یہ حقیقت حال واضح ہو گئی ہو گی کہ شیعہ فرقہ آپ کے منظور کردہ مشترکہ دینی نصاب کا نفاذ چاہتا ہے یا نہیں؟ کاش کہ آپ شیعہ عزائم و مساعی پر نظر رکھتے اور اپنے خطبہ صدارت میں سُنی مسلمانوں کے حقوق کے خلاف "مشترکہ دینی نصاب" نافذ کرنے کا مطالبہ نہ کرتے۔

آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان آپ نے غالباً اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نئے آئین کا مطالعہ نہیں فرمایا جس میں لکھا ہے کہ:

"کسی شخص کو جو کسی تعلیمی ادارے میں زیر تعلیم ہو ایسی مذہبی تعلیم حاصل کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکے گا۔ اور نہ کسی مذہبی رسم میں شرکت کے لیے کہا جائے گا۔ نہ مذہبی عبادت کرنا ہو گی۔ اگر یہ ہدایات اس کے اپنے مذہب کی بجائے کسی اور مذہب کے متعلق ہوں۔" (آئین پاکستان ص ۲۷)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس سے معلوم ہوا کہ جدید آئین کے تحت اب شیعہ مذہب کی تعلیم سنی طلبہ کے لیے اور سنی مذہب کی تعلیم شیعہ طلبہ کے لیے لازم نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا آپ کا موزوں و معتدل "مشترکہ دینی نصاب" کالعدم ہو جاتا ہے اور شاید اسی بنا پر شیعوں نے متفقہ طور پر یہ مطالبہ پیش کر دیا ہے کہ:

"جناب صدر پاکستان کے ارشاد کے مطابق ۱۹۷۰ء میں بارہ رکنی بورڈ کی منظور کردہ شیعہ دینیات کی کتابیں پڑھانے کا حکم دیا جائے۔" واللہ اعلم

آخری گذارش

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

راقم الحروف نے سُنی مسلمانوں کے مذہبی حقوق کے تحفظ کے تحت آپ کی خدمت میں ان خرابیوں کی نشاندہی کر دی ہے جو سنی شیعہ نصاب کمیٹی کے فیصلہ میں پائی جاتی ہیں۔ یہ مسئلہ نہ صرف تنظیم اہلِ سنت کا ہے، اور نہ خدام اہل سنت کا، نہ جمیعت علمائے اسلام کا ہے اور نہ جمیۃ علمائے پاکستان کا، نہ اہلحدیث کا اور نہ مودودی جماعت کا بلکہ یہ مسئلہ ان تمام سُنی مسلمانوں سے تعلق رکھتا ہے جو رحمۃ للعلمین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت مقدسہ کو اور حضور ﷺ کی جماعت مرضیہ کو دین اسلام میں شرعی حجت اور معیار حق مانتے ہیں۔ لہٰذا آپ شخصی اور جماعتی حدود سے بالاتر ہو کر اس مسئلہ کے مالہ وما

علیہ پر غور و فکر فرمائیں اور چوں کہ شیعوں نے متحدہ طور پر اپنا یہ مطالبہ فوری طور پر منوانے کی کوشش شروع کر دی ہے کہ:

"جناب صدر پاکستان کے ارشاد کے مطابق ۱۹۷۰ء میں بارہ رکنی بورڈ کی منظور کردہ شیعہ دینیات کی کتابیں پڑھانے کا حکم دیا جائے۔"

اور اہل سنت عموماً غفلت شعار ہیں اس لیے آپ کے جواب کا انتظار کیے بغیر اس مکتوب کو شائع کیا جا رہا ہے۔ تاکہ آپ کے مطبوعہ خطبہ صدارت اور میرے مطبوعہ مکتوب کے مندرجات کی روشنی میں عوام اہل سنت اس اہم ملکی و ملّی مسئلہ کے متعلق صحیح فیصلہ کر سکیں۔ و ما علینا الا البلاغ

خادم اہل سنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب سُنی مسلمانوں کو مذہب اہل السنت و الجماعت کی خدمت و حفاظت کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور اہل سنت کو کامیابی نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

خادم اہل سُنّت
الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد چکوال (جہلم)
۱۸؍ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ
۲۲؍ مئی ۱۹۷۳ء

انتخابی معاہدہ ۱۹۷۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں قومی اسمبلی کے حلقہ NA 33 چکوال کے ضمنی الیکشن میں بحیثیت آزاد امیدوار حصہ لے رہا ہوں۔ میں سنی حنفی مسلمان ہوں اور رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام کائنات کا سردار اور خاتم النبیین مانتا ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو بوجہ اس کے دعویٰ نبوت کے قطعی کافر تسلیم کرتا ہوں اور ان لوگوں کو بھی قطعی کافر مانتا ہوں جو مرزا قادیانی کو نبی یا مسیح موعود و مجدد تسلیم کرتے ہیں۔

(۲) انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد حضور رحمت للعالمین ﷺ کے صحابہ کرام کا درجہ ہے۔ میں اہل بیت عظام سمیت تمام اصحاب رسول ﷺ کو مومن کامل، معیار حق اور قطعی جنتی تسلیم کرتا ہوں۔ چاروں خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کو برحق مانتا ہوں۔

(۳) بانیٔ جماعت اسلامی ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کے عقائد سے میں متفق نہیں ہوں۔ "خلافت و ملوکیت" اور بعض دوسری

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

تصانیف میں مودودی صاحب نے خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ ذوالنورین، فاتح مصر حضرت عمروؓ بن العاص اور کاتبِ وحی امیر معاویہؓ وغیرہ جلیل القدر صحابہ کرام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس میں ان جنتی صحابہ کی تنقیص و توہین پائی جاتی ہے۔ جس سے مجھے قطعاً اختلاف ہے۔ میں ان شاء اللہ اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ ان عقائد کے مقابلہ میں اہل السنت و الجماعت کے عقیدہ کی ترویج و اشاعت کرتا رہوں گا۔

دستخط مشتاق احمد قاضی ایڈوکیٹ

۱۶ اکتوبر ۱۹۷۴ء

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

واقعات ۱۹۷۵ء

(۱) ۱۷ صفر ۱۳۹۵ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور دوسرے ۵۸ افراد گرفتار کیے گئے۔ ان میں سے ۲۱ مارچ ۱۹۷۵ء کو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی لاہور ہائی کورٹ سے ضمانت پر رہائی ہو گئی۔ اور دوسرے چار ساتھیوں جن پر زیر دفعہ ۳۰۷ کیس بنا کر گرفتار کیا گیا۔ لیکن الحمدللہ کہ سب حقائق جب عدلیہ کے علم میں آئے تو سب کو بری کر دیا گیا اور سب رہا ہو گئے۔

(۱) مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال (۲) مولانا قاضی ظہور حسین صاحب بھیں (۳) حافظ غلام اکبر صاحب بھلہ (۴) حاجی فضل حسین صاحبؒ بھیں (۵) چوہدری نذر حسین دیوالیاںؒ (۶) ملک اتفاق حسین (ضمانت قبل از گرفتاری کرالی) (۷) حافظ اللہ یار ولد محمد خان ساکن جھاٹلہ تلہ گنگ (۸) ظفر وکیل ابن فضل حسینؒ چکوال (۹) قاضی ضیاء الحق گاہ بگال چکوال (۱۰) صبح صادق ولد سلطان محمدؒ موہڑہ الہو (۱۱) غلام محمدؒ ڈھلال ولد حیات محمد چکوالؒ (۱۲) صوفی غلام حسن صاحب سانگ کلاں (۱۳) حاجی احمد حسین صاحبؒ ولد محمد اسحٰق چکوال (۱۴) سلیم اخترؒ صاحب ولد کرم الٰہی موہڑہ کور چشم (۱۵) صوفی فضل دادؒ ولد

خداداد سانگ کلاں (۱۶) محمد نواز ولد مولیٰ داد سر کال کسر (۱۷) غلام علی ولد نادر علی بھیں (۱۸) کرم بخش ولد محمد علی ساکن بھیں (۱۹) سید عاشق علیؒ ولد نیاز علی ساکن دینہ سادات (۲۰) حافظ محمد علی صاحب تھوہا محرم خان (۲۱) شاہ نوازؒ ولد فتح خان ساکن گھکل (۲۲) ماسٹر محمد یوسف ولد محمد دین بھیں (۲۳) قاری جمیل الرحمٰنؒ ولد وزیر علی موتی بازار چکوال (۲۴) راجہ غلام حسن سانگ کلاں (۲۵) مولوی نور محمد صاحبؒ ولد خان محمد تھنیل فتوحی (۲۶) شیر علی ولد دھمن خان ساکن چتال (۲۷) حافظ محمد حنیفؒ ولد خان بہادر بھیں (۲۸) صوفی محمد نذیرؒ ولد غزن خان ڈھوک کمال بھیں (۲۹) حافظ محمد اکرم فاروقی تھنیل فتوحی (۳۰) صوفی محمد عنایت صاحب دھیدوال۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یہ سب احباب گرفتار ہوئے تھے لیکن کیس میں سب بری ہو گئے۔

ان میں سے ۱۵ احباب اب وفات پا چکے ہیں۔

۱۷ صفر ۱۳۹۵ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ۔ ۲۵ آدمی علی الصبح مدنی جامع مسجد چکوال پر چھاپہ مار کر گرفتار کر لیے گئے۔ (ضمانت کے لیے تاریخ ۱۵ مئی ۱۹۷۵ء مقرر ہوئی۔ مطابق ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ) جب عدلیہ کے علم میں حقائق آئے تو سب کو بری کر دیا گیا۔

(۱) صوفی منظور حسین سانگ کلاں (۲) محمد تاج چک نورنگ (۳) ساجد حسین سہگل آباد (۴) حاجی محمد صادقؒ سہگل آباد (۵) محمد حنیف

جمالوال (۶) محمد فاروق ولد شیر زمان چکوال (۷) محمد اشرف بھیں (۸) حافظ محمد اعجازؒ بھیں (۹) پیندہ خانؒ ولد غلام محمد سانگ کلاں (۱۰) لال خانؒ سانگ کلاں (۱۱) ملک فتح مہدی چکوال (۱۲) قاضی محمد اشرف موہڑہ الہو (۱۳) مقبول حسین سرکال مائر (۱۴) محمد نواز نمبر دار دیوالیاں (۱۵) محمد اکرم ولد محمد صادق ڈھوک کمال (۱۶) محمد حنیف ولد اللہ یار ڈھوک کمال (۱۷) جاوید اقبال ولد شان علی (۱۸) ماسٹر غلام حسین ولد گلاب خان سانگ کلاں (۱۹) غلام حسین ولد کرم داد سانگ کلاں (۲۶) غلام مصطفیٰ صاحب موہڑہ الہو

ان میں سے اب ۱۵ احباب وفات پا گئے ہیں۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

۱۹۷۵ء کے حالات وواقعات

۱۷ صفر ۱۳۹۵ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۷۵ء کو ماتمی جلوس جب مدنی جامع مسجد کی گلی سے گزر رہا تھا تو مسجد کے دروازہ کے سامنے کھڑے ہو کر سخت ماتم کرنے کی بنا پر اشتعال پیدا ہو گیا۔ اور مدنی مسجد کے باہر ایک مکان سے مدنی جامع مسجد پر پتھراؤ شروع ہو گیا۔

اور ساتھ ہی مدنی جامع مسجد سے فائرنگ کا الزام لگا کر دفعہ ۳۰۷ کے تحت کیس بنوایا گیا۔ جس میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، مولانا قاضی ظہور حسین صاحب اور مسجد کے مدرس حافظ غلام

اکبر صاحب پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے مدنی جامع مسجد سے ماتمی جلوس پر فائرنگ کی، جس سے ماتمی زخمی ہو گئے۔ اور اس کیس کی بنا پر ۲۶ دیگر احباب کو گرفتار کر لیا گیا۔ جن میں حضرتؒ کے علاوہ مولانا قاضی ظہور حسین صاحب، حافظ غلام اکبر صاحب، چوہدری نذر حسینؒ صاحب دیوالیاں، سلیم اختر صاحبؒ موہڑہ کور چشم، چوہدری غلام محمد صاحبؒ ڈھلال، صوفی محمد عنایت دھیدوال، قاضی محمد ضیاء الحق گاہ، صوفی شیر علی چتال، حافظ اللہ یار جھاٹلہ، حافظ محمد اکرم تھنیل فتوحی، مولوی نور محمد صاحبؒ تھنیل فتوحی، محمد نواز صاحب سرکال کسر، نمبر دار صبح صادق صاحبؒ موہڑہ الہو، سید عاشق حسین شاہ صاحبؒ ساکن رہنہ سادات، حافظ محمد حنیف صاحبؒ بھیں، مولوی محمد نذیرؒ صاحب ڈھوک کمال، ماسٹر محمد حسین صاحب ڈھوک کمال، غلام علی صاحب بھیں، کریم بخش صاحب بھیں، صوفی شاہ نواز صاحبؒ گھگل، ماسٹر محمد یوسف صاحب بھیں بھی گرفتار ہوئے تھے۔

آخر ہائی کورٹ سے سب بری قرار دے دیے گئے۔

۱۹۷۶ء کے حالات وواقعات

۷ محرم ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۷۶ء کو ماتمی جلوس گزارنے سے قبل رات کو حضرت مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب اور حضرت

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ ڈسٹرکٹ سنٹرل جیل جہلم میں نظر بند کیا گیا۔ دوسرے فریق کی طرف سے بھی دو افراد سید کاظم رضا جعفری اور ذوالفقار شاہ گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ جیل جہلم میں نظر بند کیا گیا۔

(۲) ۱۷ صفر ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۷۶ء بروز اتوار حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان کو ڈپٹی کمشنر جہلم نے ریسٹ ہاؤس چکوال میٹنگ میں آنے کی دعوت دی۔ وہاں 12½ بجے گرفتار کر لیا گیا۔ اور پولیس سپیشل جیپ میں ڈسٹرکٹ جیل جہلم لے گئی جہاں نظر بند کر دیا گیا۔

اس کے بعد ۱۷ صفر ۱۳۹۶ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۷۶ء 12½ بجے دن پولیس نے مدنی جامع مسجد چکوال کی ناکہ بندی کر کے جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہو کر لاؤڈ سپیکر کی تاریں کاٹ دیں۔ اور تمام مسجد کا اہم سامان اٹھا کر لے گئے اور مسجد کے اندر موجود سب طلبہ کو گرفتار کر لیا گیا۔

اور ماتمی جلوس گزارنے کے لیے مسجد کا تقدس پامال کرتے ہوئے مدنی مسجد کی چھت اور گیلریوں پر جوتوں سمیت پولیس کا پہرہ لگا کر ماتمی جلوس گزارا گیا اور مدنی مسجد میں آنسو گیس کے گولے پھینکے گئے۔ اس تصادم میں ساڑھے تین سو سنی مسلمان گرفتار

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کیے گئے۔ اور ۴۳ افراد پر کیس بنایا گیا۔ اور باقی احباب کو چکوال سے دور چک بیلی کی طرف لے کر جنگل میں رات کے اندھیرے میں چھوڑ دیا گیا۔ اور سخت سردی میں وہ احباب پیدل چلتے ہوئے اپنی اپنی منزل مقصود پر پہنچے۔

۱۹۷۶ء کے واقعات

۱۷ صفر ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۸ فروری ۱۹۷۶ء بروز بدھ واقعہ ہوا جس میں بے شمار آدمی گرفتار کیے گئے۔ ڈسٹرکٹ جیل جہلم میں بند کر دیا گیا۔ الحمدللہ کہ سب کے سب بری ہو گئے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱)	ملک باز خان ولد غلام محمد	تلہ گنگ
(۲)	حوالدار احمد خان مجاہد گُریؒ	راولپنڈی
(۳)	حافظ عبدالحمید ولد غلام حسینؒ	ملک وال
(۴)	محمد اکبر ولد عبدالکریم	چکوال
(۵)	محمد منیر ولد محمد عظیم	موتی بازار چکوال
(۶)	ولی داد ولد غلام عباسؒ	شاہ پور
(۷)	عبدالخالق ولد محمد امینؒ	چھپڑ بازار چکوال
(۸)	حافظ غلام اکبر ولد غلام حیدر	موہڑہ لسو
(۹)	میجر محمد حیات ولد فتح خانؒ	چتال

(۱۰)	سلطان محمود ولد مہدی خان	پادشہان
(۱۱)	اتفاق حسین ولد غلام حیدر	چکوال
(۱۲)	حافظ اللہ یار ولد محمد خان	ساکن جھاملہ
(۱۳)	مظہر حسین ولد گلستان	چکوال
(۱۴)	ماسٹر مہر حاکم ولد نور خانؒ	ڈھاب کلاں
(۱۵)	حافظ عبد الغفور ولد نور حسین	جنڈیال فیض اللہ
(۱۶)	عبد اللطیف ولد محمد حسین	موہڑہ لسو
(۱۷)	محمد رفیق ولد محمد امین	چکوال
(۱۸)	محمد سلیم ولد عبد الصمد شیخ	چکوال

سُنّی مساجد کی بے حرمتی اسلامی قانون کا مذاق تو نہیں؟

- چہلم کا ماتمی جلوس گزارنے کے لیے چکوال ضلع جہلم کی انتظامیہ کا غیر اسلامی اور غیر قانونی رویہ
- پندرھویں صدی ہجری کا المناک حادثہ
- حضرت مولانا قاضی مظہر حسین بانی و امیر تحریک خدام اہل سُنّت پاکستان اور سینکڑوں سُنّی مسلمانوں کی گرفتاری
- اے۔ سی اور آر۔ ایم چکوال جوتوں سمیت مدنی جامع مسجد میں دندناتے پھرتے رہے
- مدنی جامع مسجد چکوال کے راستوں کی ۹ گھنٹے مسلسل ناکہ بندی اور

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

پولیس کا قبضہ

- مدنی جامع مسجد چکوال میں نماز جمعہ اور نماز عصر کی اذان و جماعت بھی نہ ہو سکی
- چکوال میں اہل سُنّت والجماعت کی مکمل ہڑتال اور احتجاج
- چکوال کے اور ملک کے طول و عرض میں غم و غصہ کی لہر

چکوال ضلع جہلم میں ۱۷ صفر ۱۴۰۱ھ کو شیعہ ماتمی جلوس گزارنے کے لیے انتظامیہ نے ۱۵ صفر کو میٹنگ بلائی۔ بانی تحریک خدام اہل سُنّت پاکستان حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے انتظامیہ پر واضح کیا کہ ماتم اور سینہ کوبی وغیرہ سنی مذہب میں حرام اور ناجائز ہے۔ اور ماتمی افعال سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ اس لیے شیعہ لیڈروں سے تحریر لی جائے اور انہیں پابند کیا جائے کہ وہ مدنی جامع مسجد کی گلی سے خاموشی کے ساتھ جلدی جلدی گزر جائیں۔ لیکن بجائے اس کے کہ مقامی انتظامیہ شیعہ لیڈروں کو خاموشی کے ساتھ مدنی مسجد کی گلی سے گزرنے پر پابند کرتی اور سُنّی مدنی جامع مسجد کا احترام کراتی۔ شب ۱۷ صفر بمطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۸۰ء بروز جمعرات ۸ بجے رات حضرت قاضی مظہر حسین صاحب بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان اور ان کے رفقاء ریٹائرڈ کیپٹن محمد خان صاحب کونسلر اور حاجی احمد حسین صاحب ناظم اعلیٰ مدرسہ اظہار الاسلام مدنی مسجد کو گرفتار کر کے سنٹرل

جیل جہلم میں ایک ماہ کے لیے نظر بند کر دیا گیا۔ اور ۱۷ صفر بروز جمعہ ۸ بجے صبح مدنی مسجد کا گھیراؤ کر کے اور مسجد میں آنے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر کے اے۔ سی اور آر۔ ایم چکوال نے جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہو کر مسجد میں موجود مدرسہ کے طلباء اساتذہ و دیگر عملہ اور نمازیوں کو مسجد کے مؤذن اور امام سمیت سب افراد کو گرفتار کر لیا اور پولیس کی گاڑیوں میں بٹھا کر تھانہ کلر کہار و بوچھال چوکی میں لے جا کر پابند کر دیا۔ انتظامیہ نے مدرسہ کے معصوم بچوں کو بھی گرفتار کر لیا اور پولیس مسجد میں متعین کر دی اور پولیس کو سختی سے آرڈر دیا کہ کسی نمازی کو مسجد میں داخل نہ ہونے دیں۔ اس طرح صبح ۸ بجے سے شام ۵ بجے تک مسلسل ۹ گھنٹے انتظامیہ نے خوف خدا سے بے نیاز ہو کر مدنی مسجد پر قبضہ رکھا اور اس دوران مدنی مسجد میں نماز جمعہ بھی ادا نہ ہو سکی۔ اور نہ ہی ظہر کی اذان اور جماعت ہوئی۔ جوں ہی یہ خبر گردونواح میں پہنچی کہ انتظامیہ نے مسجد میں قبضہ کیا ہوا ہے اور سنی مسلمانوں کو مسجد میں داخلہ اور نماز جمعہ کی ادائیگی سے روکا جا رہا ہے تو سنی مسلمان مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے مدنی مسجد کے شرقی گیٹ پر جمع ہو گئے اور مسجد میں داخل ہونے کے لیے ۲ گھنٹے تک شدید احتجاج کرتے رہے۔ لیکن انتظامیہ نے اجازت نہ دی بلکہ انہیں گرفتار کر کے تھانہ لے جانے کا حکم دیا۔ انتظامیہ کے اس غیر اسلامی اور غیر قانونی اشتعال انگیز حکم

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

کے تحت سنی مسلمانوں کو "خلافتِ راشدہ حق چار یارؓ" کی گونج میں مقامی تھانہ تک زیر حراست لے جایا گیا۔ اور پھر 4¼ بجے سے ۵ بجے تک پون گھنٹہ شیعہ ماتمی جلوس کو سینہ کوبی، ماتم زنجیر زنی، شور و غوغا، تبرا بازی، اشتعال انگیز نعروں اور ماتمی بھنگڑوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے گزار کر مدنی مسجد کی حرمت کو انتہائی مجروح کیا گیا۔ ڈی۔ سی۔ اے، ڈی۔ سی۔ جی، اے۔ سی اور آر۔ ایم وغیرہ کا یہ یک طرفہ رویہ ان کی نا اہلی، اسلام دشمنی اور بے جا شیعہ نوازی پر دلالت کرتا ہے۔

مسلمانانِ اہل سنّت و الجماعت صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسی ناعاقبت اندیش انتظامیہ کو مُعطل کر کے ان کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے اور شیعوں کے اس ماتمی جلوس کا روٹ تبدیل کر کے سُنی مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے اور فوری طور پر مساجد کی شرعی حرمت کے تحفظ کے لیے ماتمی جلوسوں پر پابندی عائد کر دی جائے کہ وہ سنی مساجد کے سامنے سے بِلا ماتم و مرثیہ خوانی کے خاموشی کے ساتھ جلدی جلدی گزر جائیں گے۔

اے سی اور آر ایم چکوال نے جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہو کر اور مسجد کے پر امن نمازیوں کو گرفتار کر کے اور مسجد کے دروازہ پر افعالِ ماتم جو سُنّی مذہب میں حرام اور ناجائز ہیں، انتظامیہ نے اپنی نگرانی میں کرا کر مدنی مسجد کی جو بے حرمتی کرائی ہے اس کا فوری نوٹس لے

کر سنی مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے۔

حضرت قاضی مظہر حسین صاحب اور ان کے رفقاء کو جلد رہا کیا جائے۔ صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب اور ملک کے غیور مسلمانوں کے لیے یہ واقعہ دعوت فکر پیش کرتا ہے

انتظامیہ کے اس رویہ کی سے چکوال شہر کے کم و بیش پچاس ہزار، تحصیل چکوال کے لاکھوں اور پاکستان کے کروڑوں سُنی مسلمانوں کے عقائد و جذبات سخت مجروح ہوئے ہیں اور تحصیل چکوال میں مدنی مسجد کے تقدس و احترام کو ناقابل تلافی عظیم نقصان پہنچا ہے۔ جس پر پورے علاقے میں غم و غصہ کی لہر پائی جاتی ہے۔ انتظامیہ کی اس مذموم کاروائی کا ایک مقصد صدر مملکت کو خواہ مخواہ بدنام کرنے کی ایک ایسی سازش ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ ۲۷ دسمبر کو چکوال کے سُنّی شہریوں نے ایک آگاہی اجلاس بلایا جس میں سُنّی (دیوبندی، بریلوی) علماء اور وکلاء، ڈاکٹر، طلباء، تاجر اور سیاسی حضرات شامل ہیں۔

سُنّی نمائندے کمشنر صاحب کا انتظار کرتے رہے لیکن کمشنر صاحب نے چکوال کا پروگرام تبدیل کر دیا۔ اس پر سُنی نمائندوں نے ۳۱ دسمبر کو پورے شہر چکوال میں مکمل ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ اس طرح سُنّی ہڑتال سے شیعہ کی آبادی کا اندازہ بھی ہو گیا کہ کتنی تعداد میں ہیں، اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کون کون ہیں۔ کیوں کہ اس روز کم و بیش پچاس ہزار کی آبادی سے شہر میں (سوائے چند شیعوں کی دکانوں کے) ایک سُنی کی بھی دکان کھلی ہوئی نہیں تھی۔ حتیٰ کہ چکوال کے ہوٹل اور سینما تک بند رہے۔ ۳ جنوری کو کمشنر صاحب راولپنڈی ڈویژن اور ڈی آئی جی صاحب پولیس نے چکوال آکر سنی نمائندوں سے ملاقات کی ہے۔ اور سُنی مطالبات سنے ہیں۔ اب انتظار ہے کہ کمشنر صاحب کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے ملک کے غیور سُنّی مسلمانوں کی درخواست ہے کہ اس افسوس ناک واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کا اہتمام کیا جائے اور اس تحقیقات سے پہلے چکوال کی انتظامیہ کو معطل کیا جائے اور سنی مطالبات مانے جائیں۔

۱۹۷۶ء کے واقعات

مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب دوبارہ گرفتار کرلیے گئے

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ' امیر تحریک خدام اہل السنّت والجماعت کو ۱۴ صفر ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۷۶ء بروز اتوار بارہ بجے دوپہر ڈپٹی کمشنر جہلم نے چکوال میں آکر ریسٹ ہاؤس میں بلایا اور پھر وہاں سے 12½ بجے گرفتار کرلیا گیا اور فوراً پولیس جیپ میں جہلم لے جاکر ڈسٹرکٹ جیل جہلم میں نظر بند کر دیا گیا۔ پاکستان میں

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اہل السنّت و الجماعت متعدد ناانصافیوں کا شکار ہیں۔ خلفائے راشدینؓ کے ناموں کو سرکاری نصابِ تعلیم سے خارج کیا جا رہا ہے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور عرب و عجم کے تمام مسلمانوں کے متفقہ کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے خلاف سرکاری اسکولوں کے نصاب دینیات برائے جماعت نہم و دہم کی کتاب "رہنمائے اساتذہ" میں شیعوں کا بے بنیاد اور خود ساختہ کلمہ، کلمۂ اسلام کے نام سے شامل کر دیا گیا ہے اور یہ خود ساختہ کلمہ بھی سنّی اساتذہ کو پڑھانے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ شیعہ اپنے لٹریچر میں خلفائے ثلاثہ کو مومن نہ ماننے کا اعلان کھلے بندوں کر رہے ہیں۔ چکوال کے شیعوں نے ایک کتاب "تجلیاتِ صداقت" کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند حوالے اہل السنّت کی عبرت کے لیے درجِ ذیل ہیں۔

شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو نے لکھا ہے کہ:

۱۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے برادرانِ اسلامی میں اس سلسلہ میں جو کچھ نزاع ہے وہ صرف اصحابِ ثلاثہ کے بارے میں ہے۔ اہلِ سنت ان کو بعد از نبی ﷺ تمام اصحاب و امت سے افضل جانتے ہیں اور ہم ان کو دولتِ ایمان و ایقان اور اخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں۔ (شیعہ کتاب "تجلیاتِ صداقت" ص ۲۰۱)

۲۔ مذہب شیعہ نہ جناب ابو بکر و عمر و عثمان کو کافر سمجھتا ہے اور نہ ہی ان

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کے پیروکاروں کو، ہاں یہ درست ہے کہ وہ ان کو مومن بھی نہیں سمجھتا۔ (تجلیات صداقت ص ۳۴۶)

۳۔ اس میں شک وشبہ نہیں کہ شیعانِ حیدر کرّار ابو بکر کو سچا مسلمان اور مخلص باایمان نہیں جانتے بلکہ.......... جانتے ہیں۔ (تجلیات ص ۴۳۰)

۴۔ اصحابِ ثلاثہ کا جناب امیر خیبر گیر سے بجائے شیر و شکر و مشیر ہونے کے ان کا دشمن ازلی ہونا بجائے تابعدار اور قرابت دار رسول ﷺ ہونے کے ان کا دنیادار اور عصیان دار ہونا، بجائے مقبول بارگاہ ہونے ان کا مردودِ بارگاہِ خدا اور رسولِ ہدیٰ ہونا۔

کتب فریقین سے کچھ ایسے ناقابلِ انکار دلائل جاندار سے واضح و آشکار کریں گے کہ نہ صرف پرستارانِ ثلاثہ بلکہ ثلاثہ کی روحیں بھی یوم القرار تک بے قرار ہو جائیں گی

جاؤ گے تم کہاں شیعوں کو چھیڑ کے
رکھ دیں گے تیرے مذہب کا بخیہ اُدھیڑ کے

۵۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے متعلق لکھا ہے کہ "باقی رہا مؤلف کا یہ کہنا کہ عائشہ مومنوں کی ماں ہیں، ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کب کیا ہے، مگر اس سے ان کا مومنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا۔ ماں ہونا اور ہے اور مومنہ ہونا اور ہے۔[1]

[1] شیعہ کتاب "تجلیاتِ صداقت" ص ۴۷۸۔

جب شیعوں کے نزدیک خلفائے ثلاثہ اور ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سرے سے مومن ہی نہیں ہیں تو پھر ان حضرات کو مومنِ کامل اور قطعی جنتی ماننے والے سنّی مسلمانوں کو وہ کیوں کر مومن مان سکتے ہیں۔

عبرت۔ عبرت۔ عبرت۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر تحریک خدام اہل السنت و الجماعت اس بڑھاپے کی عمر میں دن رات اہل السنت و الجماعت پر ڈھائے جانے والے ان مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں اور تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے لیے جدوجہد فرما رہے ہیں اور تحفظِ کلمۂ اسلام کی تحریک چلا رہے ہیں۔ ۱۳ فروری ۱۹۷۶ء کو جمعہ کی تقریر میں انہی مطالبات کو حضرت صاحب نے دہرایا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ ۱۷ صفر کے ماتمی جلوس کو مدنی مسجد کی گلی سے گزرنے پر پابندی لگائی جائے۔ لیکن بجائے اہل السنّت کے مطالبات کو منظور کرنے کے حضرت قاضی صاحط مدظلہ کو پھر گرفتار کر لیا گیا۔ اہل السنّت و الجماعت نے اس گرفتاری پر شدید غصّہ کا اظہار کیا اور اس پر حضرت قاضی صاحب کو الحمدللہ کہ ۱۷ صفر کے جلوس کے بعد نظر بندی ختم کر کے رہا کر دیا گیا۔

یا اللہ ﷻ صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ حق چار یار

نقوشِ زندگی

۱۹۷۶ء
چار④ اہم
سُنّی قراردادیں

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

سلسلہ اشاعت نمبر 60

چار اہم سُنّی قراردادیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی صاحب بھٹو!

۲۶ ستمبر ۱۹۷۶ء، کمیٹی باغ چکوال میں نماز عید الفطر کے موقعہ پر مسلمانانِ اہلسنت و الجماعت کا یہ عظیم اجلاس حسبِ ذیل قراردادیں پیش کرتا ہے:

قرارداد نمبر ۱ "تنظیم فکر چمن" (پاکستان) کے خلاف یہ اجتماع شدید ترین احتجاج کرتا ہے جس کے ترجمان رسالہ "عکس چمن کراچی" کے محرم ایڈیشن میں پارہ ۲۰ سورۃ القصص رکوع ۴ کی آیت ۴۱ میں لفظی اور معنوی تحریف کی گئی ہے۔ چناں چہ قرآن مجید کی اصل آیت یہ ہے:

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ۝

ترجمہ (از شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ): "اور کیا ہم نے ان کو سردار، بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن ان کو مدد نہیں۔"

اس آیت میں ائمہ سے مراد فرعون اور اس کی قوم کے سردار ہیں

جن کا پہلے ذکر ہے لیکن اس کے برعکس رسالہ "عکس چمن" کے سرورق پر آیت مذکورہ مع ترجمہ یوں لکھی ہے: مِنْهُمْ اَئِمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْجَنَّةِ وَمِنْهُمْ اَئِمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۝ (سورۃ القصص ۲۸/۴۱)

"دنیا میں امام دو طرح کے ہوتے ہیں کچھ وہ جو خود جنّت میں جاتے ہیں اور اپنے پیروی کرنے والوں کو بھی جنت میں لے جاتے ہیں اور کچھ وہ امام جو خود دوزخ میں جاتے ہیں اور اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی دوزخ کا راستہ دکھاتے ہیں۔"

اور رسالہ کے سرورق پر ایڈیٹر کا نام سیّد ریاض حیدر نقوی لکھا ہے۔ یہاں سورۃ القصص کی آیت نمبر ۴۱ میں واضح طور پر لفظی بھی تحریف و تبدیلی کی گئی ہے اور معنوی بھی۔ حالاں کہ قرآن مجید میں لفظی تحریف و تبدیلی کرنا بالاجماع کفر ہے۔ اور اس کا مرتکب قطعی کافر ہے۔ یہ اسلام اور قرآن کے خلاف دشمنانِ اسلام کی خطرناک سازش ہے۔ اس لیے عیدالفطر کے موقع پر سُنّی مسلمانوں کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اس سازش کا پورے طور پر سراغ لگایا جائے اور قرآن مجید میں لفظی و معنوی کھلی تحریف کرنے والوں کو کفر و ارتداد کی عبرت ناک سنگین سزا دے کر مسلمانان پاکستان کو مطمئن کیا جائے اور فوراً خصوصی آرڈیننس کے ذریعہ اور مستقل طور پر آئین ساز اسمبلی میں یہ قانون پاس کیا جائے کہ

قرآن مجید میں لفظی اور معنوی تحریف کرنے والے کافر اور مرتد[1] ہیں۔ اور ایسے مجرمین کے لیے عبرت ناک سزائے ارتداد مقرر کر کے تحفظِ قرآن عظیم کا اسلامی فریضہ ادا کیا جائے۔

قرارداد نمبر ۲ پاکستان کے سرکاری اسکولوں کی نویں اور دسویں جماعت کے لیے "اسلامیات لازمی" کے نام سے سُنّی اور شیعہ طلبہ کے لیے جو کتاب دینیات علیٰحدہ علیٰحدہ شائع ہوئی ہے اس میں شیعہ طلبہ کے لیے حصہ دوم باب اول ص ۴۲ پر اصول دین کے عنوان کے تحت یہ

---

[1] مولٰینا ولی حسن صاحب ٹونکی مفتی مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی نمبر ۵ نے رسالہ "عکس چمن" کی اس تحریف پر یہ فتویٰ دیا ہے:

"رسالہ "عکس چمن" میں سورۃ القصص کی آیت نمبر ۴۱ جن الفاظ میں لکھی ہے وہ بلاشبہ تحریف لفظی ہے۔ اسلامی آئین کی رو سے تحریف کرنے والا کافر و مرتد ہے جس کی سزا قتل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔"

اس فتویٰ پر شیخ الحدیث حضرت مولٰینا محمد یوسف صاحب بنوری کے دستخط بھی ثبت ہیں۔

(۲) مولٰینا احتشام الحق صاحب تھانوی کا فتویٰ حسبِ ذیل ہے:

"قرآن کریم میں کوئی تبدیلی اور تحریف نہیں ہو سکتی بایں معنٰی کہ اصل قرآن ہمیشہ محفوظ و موجود رہے گا اور کوئی بدیانتی و بے ایمانی سے دانستہ الفاظ قرآن میں ردّ و بدل اور تحریف کرے گا تو وہ مسلمانوں میں کبھی مقبول اور رائج نہیں ہو سکے گی۔

(ا) دانستہ الفاظ قرآن کو جن کا قرآن ہونا ثابت ہے ان میں کوئی تحریف کرے تو وہ شخص کافر ہے۔

(ب) منسلکہ فوٹو اسٹیٹ کاپی میں سورۃ القصص کے حوالہ سے جو عبارت قرآن کریم کی ظاہر کر کے لکھی گئی ہے یعنی " مِنۡهُمۡ اَئِمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡجَنَّةِ وَمِنۡهُمۡ اَئِمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى النَّارِ ۝ " یہ عبارت نہ قرآن کریم کی ہے اور نہ ایسی جاہلانہ عبارت قرآن پاک کی ہو سکتی ہے۔ جان بوجھ کر اس کو قرآن کی آیت و عبارت کہنا کفر ہے۔" ۸ ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

لکھا ہے کہ: ”دین کی جڑیں پانچ ہیں۔ “توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت۔ قیامت۔“

جس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو شخص عقیدۂ امامت[1] کو نہیں مانتا وہ اسی طرح غیر مسلم اور کافر ہے جو توحید اور نبوت کو نہیں مانتا کیوں کہ مذکورہ عبارت میں امامت کو توحید و نبوت کی طرح اصول دین میں شامل کیا گیا ہے۔ حالاں کہ سوائے ایک قلیل فرقہ امامیہ شیعہ کے امت مسلمہ میں سے کوئی بھی اس طرح عقیدہ امامت کا قائل نہیں ہے اور چوں کہ اسلامیات لازمی میں یہ شیعہ عقیدۂ امامت اسلام کے نام پر اصولِ دین میں شمار کیا گیا ہے۔ اس لیے اس بنا پر دور رسالت اور دور

---

[1] چناں چہ مذہب اثنا عشری دینیات کی پہلی کتاب مصنفہ ۱۹۲۷ء ص ۱۶ پر ”اصول دین“ کے تحت لکھا ہے کہ: ”جو خدا کو وحدہٗ لاشریک اور عادل نہ جانے، محمد ﷺ کو اپنا نبی نہ سمجھے، بارہ اماموں کی امامت کا قائل نہ ہو اور قیامت کا اعتقاد نہ رکھتا ہو کافر ہے، مسلمان نہیں۔“ (مطبوعہ کتب خانہ اثنا عشری موچی دروازہ لاہور۔)

(نوٹ) اس کتاب پر مشہور شیعہ مجتہد علامہ حائری لاہوری اور مرزا احمد علی امرتسری کی بھی تقریظ درج ہے۔

(ا) شیعہ مذہب کے رئیس المحدثین ابن بابویہ قمی المعروف بہ شیخ صدوق مصنّف من لا یحضرہ الفقیہ نے اپنے رسالہ اعتقادیہ میں لکھا ہے: و اعتقادنا فیمن جحد امامة امیر المؤمنین علی بن ابی طالب و الائمة من بعدہ انه کمن جحد نبوة جمیع الانبیاء۔

ترجمہ: ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ جو شخص حضرت امیر المؤمنین اور دیگر ائمہ طاہرین کی امامت و خلافت کا منکر ہے وہ ایسے شخص کی مانند ہے جس نے تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کیا ہو۔ (بحوالہ احسن الفوائد فی شرح العقائد مؤلفہ مولوی محمد حسین ڈھکو)

خلافت راشدہ سے لے کر آج تک ملّت اسلامیہ کے تمام افراد (سوائے شیعہ امامیہ کے) غیر مسلم اور کافر قرار پائے ہیں اور گو "جدید رہنمائے اساتذہ" میں کلمہ اسلام کی سابقہ تشریح کے خلاف یہ لکھ دیا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے کافر مسلمان ہوتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مانتے اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی ور سول نہیں آئے گا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بعد علیؑ ولی اللہ وصِیِ رسول اللہ و خلیفتہ بلافصل سے شیعہ توحید و رسالت کے علاوہ امامت کا اقرار اور شیعیت کا اظہار کرتے ہیں۔ (ص ۳۶)

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شیعہ کلمہ حضرت علیؓ کے عقیدۂ امامت کے اقرار کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اور یہ اضافہ وہ اسی بنا پر ضروری سمجھتے ہیں کہ عقیدہ امامت ان کے نزدیک توحید و رسالت کی طرح اصول دین اسلام میں سے ہے۔ لہٰذا مومن ہونے کے لیے ان کے نزدیک عقیدۂ امامت کا تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔ اور شیعوں کے نزدیک مومن و مسلم ہونے کے لیے توحید و رسالت کا اقرار کرنے والوں کو وہ مسلم تو کہہ دیتے ہیں لیکن[1] مومن نہیں تسلیم کرتے۔ کیوں

[1] شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو نے لکھا ہے کہ مذہب شیعہ نہ جناب ابو بکر و عمر و عثمان کو کافر سمجھتا ہے نہ ہی ان کے پیروکاروں کو۔ ہاں یہ درست ہے کہ وہ ان کو مومن بھی نہیں سمجھتا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کہ مومن ہونے کے لیے شیعہ مذہب میں عقیدۂ امامت کا اقرار ضروری ہے۔ لہٰذا سُنی مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع حکومتِ پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ حسب ذیل وجوہ کی بناپر سرکاری اسکولوں سے شیعہ نصاب دینیات کو فوراً منسوخ کیا جائے۔

(ا) ”شیعہ عقیدہ امامت کی بناپر سوائے شیعہ امامیہ کے امّت مسلمہ کے تمام افراد غیر مومن اور کافر قرار پاتے ہیں جو شیعوں کا بیان کردہ عقیدہ امامت تسلیم نہیں کرتے۔“

(ب) سرکاری اسکولوں میں صرف سواد اعظم اہل سنت و الجماعت کا نصابِ دینیات نافذ کیا جائے جیسا کہ ایران میں سرکاری طور پر صرف شیعہ نصاب نافذ ہے اور مسلمانان اہل السنت و الجماعت کی اپنے بچوں کی مذہبی تعلیم کے لیے پرائیویٹ انتظام کرتے ہیں۔

(تجلیات صداقت ص۳۴۶۔ ناشر انجمن حیدری چکوال)
یہ بھی عجیب مسئلہ ہے کہ نہ کافر کہتے ہیں اور نہ مومن۔ اور جب خلفائے ثلاثہ مذہب کی رُو سے مومن نہیں العیاذ باللہ تو سنی مسلمان ان کے نزدیک کیوں کر مومن ہو سکتے ہیں جو حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین کو خلیفہ برحق اور قطعی جنتی مانتے ہیں۔
(ب) یہی مولوی محمد حسین ڈھکو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق لکھتے ہیں کہ: باقی رہا مؤلف کا یہ کہنا کہ عائشہؓ مومنوں کی ماں ہیں۔ ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کب کیا ہے۔ مگر اس سے ان کا مومنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا۔ ماں ہونا اور ہے اور مومنہ اور۔ (تجلیات صداقت ص۴۷۸)

(ج) اگر سوائے سواد اعظم اہل سنت کے کسی دوسرے فرقہ کے لیے بھی نصاب دینیات جائز قرار دیا جائے تو پھر قائلین اسلام میں سے اسمٰعیلی اور بوہرہ فرقہ وغیرہ کے علاوہ دوسری غیر مسلم اقلیتیں بھی یہ مطالبہ کرنے کی مجاز ہو سکتی ہیں کہ ان کے بچوں کی تعلیم کے لیے ان کا مخصوص مذہبی نصاب اسکولوں میں نافذ کیا جائے۔ حتیٰ کہ بحیثیت پاکستانی شہری ہونے کے مرزائی پارٹی بھی باوجود آئین پاکستان میں غیر مسلم (کافر) قرار دیے جانے کے یہ مطالبہ کر سکتی ہے کہ ان کے بچوں کے لیے ایسا نصاب جاری کیا جائے جس میں وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت وغیرہ کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ العیاذ باللہ۔

قرارداد نمبر ۳ شیعہ اپنی اذانوں میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ توحید و رسالت کے بعد حضرت علیؓ کے لیے "عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ خَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْل" کا اعلان کرتے ہیں جو مسلمانانِ اہل سنّت و الجماعت کے لیے نہایت دل آزار اور اشتعال انگیز ہے۔ کیوں کہ:

(ا) حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل ماننے کا مطلب یہ ہے کہ حضور خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد بِلا فاصلہ حضرت علیؓ ہی اللہ اور رسول کے نامزد خلیفہ ہیں۔ جس سے یہ لازم آتا

ہے کہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ اور خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ ذوالنورین برحق خلیفہ نہیں بلکہ العیاذ باللہ وہ ظالم اور غاصب ہیں۔

(ب) خود شیعہ مذہب میں بھی "عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ خَلِیْفَتُہٗ بِلَافَصْل" کے الفاظ اذان کی جزو نہیں ہیں چناں چہ شیعہ مذہب کی مشہور و متداول کتاب تحفۃ العوام مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۹۳۱ء ص ۲۸ کے حاشیہ پر یہ لکھا ہے کہ: "شہادت ولایت و خلافت حضرت امیرؑ جزو امامت و اذان نہیں بلکہ جزو ایمان ہے۔"

(ج) شیعہ مذہب کی سب سے زیادہ مستند کتب چار ہیں۔

(۱) کافی (اصول و فروع) (۲) الاستبصار (۳) تہذیب الاحکام (۴) من لا یحضرہ الفقیہ

(اور اسلامیات لازمی حصہ شیعہ طلبہ ص ۱۱۳ پر بھی ان کا ذکر موجود ہے۔) ان سے شیعہ اذان کے اندر "خلیفتہ بلا فصل" وغیرہ الفاظ ثابت نہیں اور مَنْ لَّا یحضرہ الفقیہ (مؤلفہ ابن بابویہ قمی المعروف بہ شیخ صدوق) ج ۱ ص ۲۹۱ مطبوعہ تہران ۱۳۹۲ھ میں امام جعفر صادق سے جو اذان منقول ہے اس میں بھی صرف توحید و رسالت کا اقرار ہے۔ حضرت علیؓ کا اس میں نام تک نہیں بلکہ اس حدیث میں اذان کے تحت شیخ صدوق نے تصریح کر دی ہے کہ ھٰذا ھُوَ الْاَذَان

خادم اہلسنت حفظ عبدالوحید الحنفی

الصحیح الایزادُ فیہ و لا ینقص (یہی صحیح اذان ہے جس میں کمی بیشی نہیں کی جاسکتی) اور یہ بھی لکھ دیا ہے کہ فرقہ مفوضہ لعنہم اللہ نے اپنی طرف سے اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًا وَّلِیُّ اللّٰہِ اور اَشْھَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا کی روایات وضع کر لی ہیں۔

(نوٹ) شیعوں کے نزدیک علی ولی اللہ کا معنیٰ یہ ہے کہ حضرت علیؓ اللہ کے نامزد امام ہیں۔ لٰہذا عید الفطر کے موقع پر اہل سنت والجماعت کا یہ عظیم اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ چوں کہ شیعہ مذہب کی اصل اذان میں بھی یہ الفاظ خلیفتہ بلا فصل وغیرہ نہیں ہیں اور ان سے خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی برحق خلافت کی نفی لازم آتی ہے، جو مسلمانان اہل سنت والجماعت کے لیے سخت دل آزاری کا باعث ہے اس لیے (خواہ شیعہ اپنا عقیدہ کچھ بھی رکھیں) بذریعہ آرڈیننس ان الفاظ کے بذریعہ لاؤڈ اسپیکر اعلان پر پابندی لگا کر پاکستان کے کروڑوں سُنّی مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے۔

قرارداد نمبر ۴ ہر سال محرم اور چہلم کے دنوں میں شیعہ ماتمی جلوسوں کی بنا پر ملک بھر میں سُنّی شیعہ فرقہ وارانہ فسادات رونما ہوتے ہیں اور خصوصاً اس بنا پر کہ سُنّی مساجد کے سامنے بھی شیعہ ماتمی جلوس

ان افعال کا مظاہرہ کرتا ہے جو مذہب اہل سنت و الجماعت میں قبیح اور حرام ہیں اس لیے سُنّی مسلمانوں کا یہ اجتماع حکومت سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ شیعوں کے ماتمی جلوسوں کے روٹس بالکل منسوخ کر دیے جائیں اور ان کو ماتمی رسوم کی ادائیگی کے لیے امام باڑوں میں پابند کر دیا جائے۔

منجانب: خادم اہل السنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال

(بانی تحریک خدام اہل السنت پاکستان)

یکم شوال ۱۳۹۶ھ

۲۶ ستمبر ۱۹۷۶ء

(دستخط تائید کنندگان)

خادم اہلسنّت
حافظ
عبدالوحید الحنفی

۱۹۷۸ء کے واقعات

مولانا اسعد مدنی کی چکوال آمد ۱۹۷۸ء

(۱) ۱۶ جولائی ۱۹۷۸ء مطابق ۹ شعبان ۱۳۹۸ھ کو مولانا اسعد مدنی صاحب صبح بذریعہ کار ۴ بجے راولپنڈی سے روانہ ہو کر چکوال پہنچے۔ ہم نے کار کا انتظام کر لیا تھا۔ مونہ ہوٹل پر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی وغیرہ احباب نے استقبال کیا۔ اور مدنی جامع مسجد چکوال میں تشریف لائے۔ ظہر تک مولانا کا قیام رہا۔ ظہر کی نماز کے بعد احباب سے خطاب کیا اور اجتماع بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ پھر رخصت کرنے کھاریاں تک مولانا قاضی مظہر حسین صاحب گئے۔ مولانا عبیداللہ صاحب انور کے بڑے لڑکے مولانا اجمل قادری صاحب بھی لاہور سے کار لے کر راولپنڈی اور راولپنڈی سے چکوال دن کو پہنچ گئے اور پھر لاہور ساتھ ہی چلے گئے۔

حج پر روانگی ۱۹۷۸ء

(۲) ۲۸ دسمبر ۱۹۷۸ء مطابق ۲۴ شوال ۱۳۹۸ھ کو حج پر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب تشریف لے گئے۔

قانون سازی صرف فقہ حنفی کی بنیاد پر ہونی چاہیے (مفتی محمودؒ)

کراچی ۸/جون ۱۹۷۹ء پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مفتی محمود نے کہا ہے کہ ملک میں صرف اور صرف اہل سنت کی عظیم اکثریت کی بنیاد پر پبلک لاء کی حیثیت سے فقہ حنفی ہی قابل قبول ہو گا۔ اور کسی دوسرے فقہ کے نفاذ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ آج یوم فاروق اعظم کی آرگنائزنگ کمیٹی کی طرف سے نارتھ ناظم آباد میں اپنے اعزاز میں دیے گئے استقبالیہ میں تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ صحابہ کرام اور خلفائے راشدین تمام امت مسلمہ کے عقیدت کے مراکز ہیں اور ہماری زندگی اس وقت تک کامیاب نہیں کہلائی جاسکتی جب تک کہ وہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی کے مطابق نہ ہو۔ مفتی محمود نے کہا کہ فقہ جعفریہ کوئی مرتب اور مدون فقہ نہیں ہے۔ اگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فقہ جعفریہ ٹھیک ہے تو فقہ جعفریہ میں نہ ماتم جائز ہے اور نہ جلوس وغیرہ ہیں۔ امام جعفرؒ کے نزدیک ماتم کرنا، پیٹنا، رونا دھونا جائز نہیں۔ ان کے اقوال کو ہم مسترد نہیں کر سکتے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں ہی نہیں بلکہ ہر ملک میں قانون اکثریت کی بنیاد پر بنتے ہیں۔ اور یہ مسئلہ ۱۹۵۱ء میں علمائے کرام طے کر چکے ہیں۔ اور طے شدہ مسئلہ کو دوبارہ اٹھانا انتشار پیدا کرنا ہے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی حفظہ

اور کسی صورت میں ملک میں دو قانون نہیں ہو سکتے۔[1]

(۲) کراچی ۸ ر جون ۱۹۷۹ء قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ ملک میں اہل سنت کی غالب اکثریت کی بنیاد پر صرف فقہ حنفی ہی قابل قبول ہو گا۔ کسی دوسرے فقہ کے نفاذ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ یوم فاروق اعظم آرگنائزیشن کمیٹی کے زیر اہتمام اپنے اعزاز میں دیے جانے والے ایک استقبالیہ میں کمیٹی کے چیئرمین سہیل احمد خان کی رہائش گاہ پر لوگوں سے خطاب کر رہے تھے۔........... الخ[2]

ایک سوال کا جواب شریعت بل میں بطور پبلک لاء فقہ حنفی کے نفاذ کا مطالبہ ترک کرنے میں سوادِ اعظم حنفی اہل سنت کی حق تلفی ہوئی ہے۔ اس پر شریعت بل کے بعض حامیوں کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ

۱۹۵۱ء میں ۳۱ علمائے کرام نے جو ۲۲ نکات دستور پاکستان کی اساس کے طور پر پیش کیے تھے اس میں فقہ حنفی کا ذکر نہیں ہے اور ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمیعت علمائے اسلام کے اسلامی منشور میں بھی فقہ حنفی کا مطالبہ نہیں ہے تو شریعت بل میں فقہ حنفی کا مطالبہ ترک کرنے پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے؟

---

[1] روزنامہ حریت کراچی ۹ ر جون ۱۹۷۹ء۔

[2] روزنامہ امن کراچی۔ ۱۰ ر جون ۱۹۷۹ء۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس کا جواب یہ ہے کہ جب ۳۱ علمائے کرام نے ۲۲ نکات مرتب کیے تھے اور اس میں دو شیعہ علماء بھی تھے۔ (مفتی جعفر حسین صاحب اور مولوی کفایت حسین صاحب پشاوری) تو اس وقت شیعوں کی طرف سے فقہ جعفریہ کے نفاذ کا کوئی مطالبہ نہ تھا اور سب جانتے تھے کہ پبلک لاء سنی اکثریت کی فقہ ہی کی بنا پر ہو گا۔ اس لیے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم نے مندرجہ بالا بیان میں یہ فرمادیا ہے کہ یہ مسئلہ ۱۹۵۱ء میں علمائے کرام طے کر چکے ہیں۔ اور ۱۹۷۰ء کے اسلامی منشور میں جب صدر مملکت کا اہل سنت میں سے ہونا ضروری قرار دیا گیا تھا تو اس سے بھی یہی لازم آتا تھا کہ پبلک لاء بھی فقہ حنفی کی بنیاد پر ہو گا۔ لہٰذا فقہ حنفی کی تصریح کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ لیکن بعد میں جب شیعوں نے فقہ جعفری کے نفاذ کا زور شور سے مطالبہ کیا اور تحریک فقہ جعفریہ کا قائد بھی مفتی جعفر صاحب کو بنایا گیا تو پھر اس کی شدید ضرورت تھی کہ دوٹوک الفاظ میں بطور پبلک لاء فقہ حنفی کے نفاظ کا مطالبہ کیا جائے۔ چناں چہ مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے باوجود قومی اتحاد کے صدر ہونے کے اس کا دوٹوک مطالبہ کر دیا اور مفتی صاحب مرحوم کے اس بیان کی شیعوں کی طرف سے زبردست تردید کی گئی۔ حتیٰ کہ مرتضیٰ پویا شیعہ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ”مفتی محمود قومی اتحاد کی صدارت سے استعفیٰ

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

دے دیں۔" پھر ۶/ جولائی ۱۹۸۰ء کو مفتی جعفر حسین کی قیادت میں لاکھوں شیعوں نے اسلام آباد سیکرٹریٹ کا گھیراؤ کیا اور اب ۶/ جولائی ۱۹۸۶ء کو مولوی عارف حسین صاحب کی قیادت میں تحریک فقہ جعفریہ کی طرف سے لاہور میں جو قرآن و سنّت کانفرنس منعقد ہوئی ہے اس کا بھی یہی مقصد ہے۔ کیا ان حالات میں شریعت بل میں دوٹوک الفاظ میں فقہ حنفی کے بطور پبلک لاء نفاذ کا مطالبہ کرنا ضروری اور اشد ضروری نہ تھا۔ شریعت بل سے ہم نے اسی بنیاد پر اختلاف کرنے کی جرأت کی ہے کہ اس میں اہل سنت والجماعت اور فقہ حنفی کے تشخص کو ختم کر دیا گیا ہے۔ والی اللہ المشتکی۔

خادم اہل سنت مظہر حسین

امیر تحریک خدام اہل سنت

پاکستان

==\|/==

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

یا اللہ ﷻ
صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ
حق چار یار رضی اللہ عنہم

نقوشِ زندگی

خصوصی عرضداشت

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

سلسلہ اشاعت نمبر 60

سُنّی علماء ومشائخ اور سُنی لیڈرانِ سیاست کی خدمت میں خصوصی عرضداشت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! جنرل محمد ضیاء الحق صاحب، چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر آف پاکستان کا یہ بیان ملکی اخبارات میں نمایاں طور پر شائع ہو چکا ہے کہ وہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ کو پاکستان میں اسلامی نظامِ حکومت کے نفاذ کا اہم اعلان کریں گے۔

لیکن اس سلسلے میں یہ خطرہ ہے کہ وہ اسلام کے نام پر ایسا اسلام نہ نافذ کر دیں جو کتاب و سنت کے مطابق نہ ہو۔ کیوں کہ آج تک انہوں نے اسلامی نظام حکومت کے اعلان کے ساتھ خلافتِ راشدہ کی اتباع کا کہیں ذکر نہیں کیا۔

حالاں کہ صحیح اسلامی نظام حکومت وہی ہو سکتا ہے جو امام الانبیاء و المرسلین، خاتم النبیین، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اصحاب رسول ﷺ کی معاونت و نصرت سے چاروں خلفائے راشدین، امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے دور خلافت میں قائم فرمایا تھا۔

غلام اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ان حضرات خلفاء اربعہؓ کی خلافت راشدہ خداوند عالم کی عطا کردہ موعودہ خلافت خاصہ ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ الحج کی آیت تمکین[1] اور سورۃ النُور کی آیت استخلاف[2] میں فرمایا گیا ہے۔

خلفائے راشدین کی یہی وہ معیاری خلافت ہے جو اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت سے قائم کی گئی تھی اور جو قیامت تک کی امتِ مسلمہ کے لیے ایک کامل اور مقبول ترین نمونہ حکومتِ الٰہیہ ہے۔

آپ حضرات اپنے اپنے دائرہ میں مسلمانوں کے راہنما اور زعماء ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

[1] آیتِ تمکین یہ ہے: اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج رکوع:۶، آیت ۴۱)

ترجمہ (حضرت شاہ عبد القادرؒ صاحب محدث دہلوی): وہ (لوگ) کہ اگر ہم ان کو مقدور دیں، ملک میں کھڑی کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برے سے۔ اور اللہ کا اختیار ہے آخر ہر کام کا۔

[2] آیت استخلاف: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـــــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (پارہ ۱۸، سورۃ النور رکوع:۳، آیت ۵۵)

(ترجمہ): وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور کیے ہیں نیک کام، البتہ پیچھے حاکم کر چکا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جما دے گا ان کو دین ان کا جو پسند کر دیا ان کے واسطے اور دے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے امن، میری بندگی کریں گے، شریک نہ کریں گے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس پیچھے، سو وہی لوگ ہیں بے حکم (شاہ عبد القادرؒ محدث دہلوی)

آپ اگر پوری گرم جوشی سے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے خلافتِ راشدہ کا نظام نافذ کرنے کا مطالبہ کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ جنرل صاحب موصوف اس کو نظر انداز کر سکیں۔

مسلمانانِ پاکستان کے لیے یہ بڑا آزمائشی وقت ہے کہ وہ خالقِ کائنات کے قرآنی وعدہ کے مطابق خلفائے راشدین کی خلافتِ راشدہ سے اپنی شرعی وفاداری کا ثبوت دیتے ہیں، جو رضائے خداوندی کے حصول کا مؤثر ذریعہ ہے۔ یا خلافت راشدہ سے عملاً بے وفائی کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دعوت دیتے ہیں۔

وماعلینا الا البلاغ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

خادم اہل سنت

مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال

۳ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

یکم فروری ۱۹۷۹ء

(نوٹ) مسلمانانِ اہل السنت والجماعت کے ہر طبقہ کا یہ دینی اور ملّی فریضہ ہے کہ وہ نظام خلافتِ راشدہ کے اعلان کا صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے پر زور اور واشگاف مطالبہ کریں۔ اگر وہ مفصل ٹیلی گرام بھیجیں (جس کا مضمون اس ٹریکٹ کے اول

صفحہ پر درج کیا گیا ہے) تو بہت بہتر اور مؤثر ہو گا اور اگر وہ مختصر تار ارسال کرنا چاہیں تو صرف یہ الفاظ کافی ہیں کہ:

”۱۲ ربیع الاول کو پاکستان میں نظام خلافتِ راشدہ کے قیام کا دو ٹوک اعلان کیا جائے۔“

علاوہ ازیں مفصل ٹیلی گرام کے مضمون کی قراردادیں بھی صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ ارسال کر کے اپنا دینی اور ملّی فریضہ ادا کرنے کی کوشش فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ پاکستان کو اندرونی اور بیرونی ہر قسم کے فتنوں کے شر سے محفوظ رکھیں اور چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر کے زیر سایہ حکومت کو خلافتِ راشدہ کی اتباع اور نصرت کی مخلصانہ توفیق عطا فرمائیں۔

آمین یا اللہ العلمین۔

نظام خلافتِ راشدہ زندہ باد حق چار یارؓ

خادمِ اہل سنت

مظہر حسین غفرلہٗ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال

ضلع جہلم پاکستان

۳ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

یکم فروری ۱۹۷۹ء

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

باب 2

مارچ ۱۹۸۰ء کے واقعات

سفرِ ہند

سفر نامہ چکوال سے دیوبند تک کیا دیکھا

دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس میں شرکت کے لیے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب فاضلِ دارالعلوم دیوبند کے ساتھ سفر دیوبند کی سعادت نصیب ہوئی۔

۱۸ مارچ ۱۹۸۰ء کو چکوال سے سفر دیوبند کے لیے لاہور روانگی ہوئی۔ لاہور میں حضرت مولانا حافظ محمد طیب صاحب خطیب جامع مسجد میاں برکت علی محلہ سردار پورہ اچھرہ لاہور کے ہاں رات کو قیام کیا۔ ۱۹ مارچ کو صبح ۹ بجے قافلہ وہاں سے ریلوے اسٹیشن پر پہنچا۔

وہاں ملک کے کونے کونے سے علمائے دیوبند فاضلانِ دارالعلوم دیوبند صد سالہ اجلاس میں شرکت کے لیے دیوبند جانے کے لیے پہنچ رہے تھے۔ ہر طرف خوشی کی ایک عجیب سی لہر تھی، ہر طرف علماء اور مشائخ کے نورانی چہرے چمک رہے تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ، حضرت مولانا غلام اللہ خان

صاحبؒ، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمیؒ، حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ کلاچی، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ حضروی، مولانا حافظ محمد طیب صاحبؒ حضروی، حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحبؒ اٹک اور ارشد الحسینی صاحب اٹک، مولانا قاری شیر محمد صاحب جھاٹلہ تلہ گنگ، مولانا حافظ غلام حبیب صاحب مہتمم دارالعلوم حنفیہ چکوال اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی، مولانا عبدالرحیم نقشبندی صاحب چکوال، مولانا تقی عثمانی صاحب، علامہ سرفراز خان صفدر صاحب، مولانا زاہد الراشدی صاحب، مولانا عبدالحکیم صاحب، مولانا ایوب جان بنوری صاحب، مولانا عبدالحمید صاحب سواتی، مولانا نذیر اللہ خان صاحب گجرات، مولانا عبدالحی صاحب پھالیہ اور دوسرے علماء پہنچ چکے تھے۔ اسی طرح

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک، حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انورؒ لاہور، حضرت مولانا عبیداللہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا عبدالمالک صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، حضرت مولانا موسیٰ خان صاحب جامعہ اشرفیہ، حضرت مولانا عبدالقادر صاحب آزاد خطیب بادشاہی جامع مسجد لاہور، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اکوڑہ خٹک، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب کراچی، مولانا سلیم

اللہ خان صاحب کراچی، مولانا خان محمد صاحب کندیاں شریف، مولانا عبدالقدیر صاحب شیخ الحدیث، کم و بیش ۸۰۰ صد سے زیادہ علماء اور رفقاء لاہور ریلوے اسٹیشن پر قافلوں کی صورت میں پہنچ گئے اور نعروں کی گونج میں دیوبند کے سفر کے لیے ٹرین میں روانہ ہوئے۔

لاہور ریلوے اسٹیشن سے تیرہ میل کا سفر آدھا گھنٹہ میں طے کر لیا۔ گاڑی ۱۲ بجے واہگہ اور بارہ بج کر پانچ منٹ پر گاڑی بھارت کی حدود میں داخل ہو گئی اور ۱۲ بج کر دس منٹ پر بھارت کے ریلوے اسٹیشن اٹاری پر پہنچ گئے۔

یہاں سب سے پہلے بھارتی پنجاب کے مفتی مولانا محمد احمد صاحب رحمانی لدھیانوی ابنِ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی رئیس الاحرار نے پاکستانی مہمانوں کا استقبال کیا۔

اٹاری اسٹیشن پر سٹیٹ بینک آف انڈیا شاخ سے کرنسی تبدیل کرنے کا انتظام تھا، نمازِ ظہر یہیں پڑھی گئی۔

پھر پاسپورٹ اور ویزے کی چیکنگ کا مرحلہ آیا جس پر بہت وقت لگا۔ کیوں کہ ایک ہزار کے قریب زائرین سفر کر رہے تھے۔ سامان کی چیکنگ بھی کی گئی، چیکنگ سے فراغت کے بعد زائرین بھارتی ٹرین میں بیٹھنے لگے اور اٹاری سے دیوبند تک کا ریلوے ٹکٹ خریدنے لگے۔

واپسی کرایہ شامل کر کے اٹھارہ روپے تیس پیسے میں ٹکٹ ملا۔ اس

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

طرح ۸۰۰ سے زیادہ زائرین جب ٹکٹ حاصل کر چکے اور گاڑی میں بیٹھ چکے تو گاڑی شام پانچ بجے دیو بند کی طرف اٹاری سے روانہ ہوئی۔ گاڑی ۲۱ ڈبوں پر مشتمل تھی، تمام ڈبے سیکنڈ کلاس کے تھے۔ ہر ڈبے میں غسل، رفع حاجت اور پینے کے پانی کے علیحدہ علیحدہ کمرے بنے ہوئے تھے۔

امرتسر انڈیا

جب چھٹہ ریلوے سٹیشن پر گاڑی رکی تو سب نے نمازِ عصر ادا کی۔

چھ بجے شام گاڑی امرتسر سٹیشن پر پہنچی۔ یہاں پاکستانی گھڑیوں کا ٹائم بھارتی گھڑیوں کے مطابق کیا گیا۔ یہاں ہی پلیٹ فارم پر نمازِ مغرب ادا کی گئی۔ امرتسر سے ٹھیک ساڑھے چھ بجے گاڑی روانہ ہوئی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

جالندھر

ساڑھے آٹھ بجے رات جالندھر ریلوے سٹیشن پر پہنچے اور نماز عشاء ادا کی گئی۔

لدھیانہ

رات دس بجے لدھیانہ پہنچ گئے۔ مولانا محمد احمد صاحب احمانی ابن حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے یہاں استقبال کیا۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ امیر تحریکِ خدام اہل

سنت والجماعت گاڑی کے جس ڈبہ میں تشریف فرماتھے، ان کے ساتھ ہی سیٹوں پر قریب قریب حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی، حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب، ان کے فرزند مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب، حضرت مولانا نذیر اللہ خان گجراتی، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب حضروی تشریف فرماتھے اور راقم الحروف کو بھی یہ سعادت ملی کہ ان عظیم ہستیوں کے ساتھ دیوبند کا سفر نصیب ہوا۔

گاڑی میں سارے راستہ میں گاڑی میں سفر کرنے والے احباب اور بڑے بڑے اکابر علماء حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب سے آکر ملاقات کرتے رہے۔ اور آنے والے مہمانوں کو اپنا دینی سُنّی مؤقف سمجھاتے رہے۔

راستہ میں مشائخ اپنے اپنے گاڑی کے ڈبوں میں اپنے اپنے روحانی سلسلہ کے اوراد اور وظائف بھی پڑھنے میں مصروف رہے۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی کے معمولات کو بھی قریب سے دیکھنے کی سعادت ملی۔ اسی طرح حضرت مولانا زاہد الحسینی صاحب کو عبادت کرتے اور اوراد و وظائف پڑھتے ہوئے قریب سے دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کی ساعتیں نصیب ہوئیں۔ ہر بزرگ کی ایک عجیب شان تھی جو دیکھنے میں آئی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

رات بھر گاڑی چلتی رہی اور ہندوستان کی تاریخ نظروں کے سامنے گھومتی رہی کہ کبھی وہ وقت تھا کہ اس سرزمین پر حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں صحابہ کرام کے ایک لشکر نے تھانہ بھون میں فاتحانہ قدم رکھا۔

پھر ایک وقت تھا کہ اس سرزمین پر محمود غزنوی نے اسلام کا فاتحانہ پرچم لہرایا۔

پھر وہ وقت بھی آیا کہ شیر شاہ سوری نے سرزمین ہند کو فتح کر کے اسلام کا بول بالا کیا اور پھر اورنگ زیب عالمگیرؒ نے پورے ہندوستان کو فتح کر کے اور فتاویٰ عالمگیری مرتب کرا کر اسلام نافذ کیا۔

اس وقت مسلمان فاتح تھے اور ہندو رعایا تھے، آج ہندو حکمران ہیں اور مسلمان بے بس ہیں۔

عبدالوحید حنفی

دارالعلوم دیوبند کی عظمت

حضرت مولانا ظفر علی خان مرحومؒ شاعر ملت نے دیوبند کی عظمتِ شان میں ایک نظم لکھی تھی اس میں انہوں نے فرمایا تھا:

شاد باش شاد ذی اے سرزمینِ دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند
ملّت بیضا کی عزت کو لگائے چار چاند
حکمت بطحا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند
اسم تیرا باسمّیٰ، ضرب تیری بے پناہ
دیو استبداد کی گردن ہے اور تیری کمند
تیری رحمت پر ہزار اقدام سو جاں سے نثار
قرنِ اولیٰ کی خبر لائی تیری الٹی زقند
تو علمبرار حق ہے، حق نگہبان ہے تیرا
خیلِ باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند
ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو
کر لیا ان عالمانِ دینِ قیّم نے پسند
جان کر دیں گے جو ناموسِ پیغمبر ﷺ پر فدا
حق کے رستے پر کٹا دیں گے جو اپنا بند بند

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

کفر ناچا جن کے آگے بارہا تگنی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند
اس میں قاسمؒ ہو کہ انور شاہؒ کہ محمود الحسنؒ
سب کے دل تھے درد مند اور سب کی فطرت ارجمند
گرمئ ہنگامہ تیری ہے حسین احمدؒ سے آج
جن سے پرچم ہے روایاتِ سلف کا سر بلند

(منقول از دارالعلوم دیوبند نمبر ۱۸)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

سفر نامہ دیوبند کی مزید تفصیل

چکوال سے جہلم تک بس کا کرایہ ۸ روپے لگا تھا اور جہلم سے لاہور تک ساڑھے گیارہ روپے لگا۔ اس طرح چکوال سے لاہور تک کل کرایہ فی آدمی ساڑھے انیس روپے لگا۔ اور اٹاری سے دیوبند کا کرایہ اٹھارہ روپے تیس پیسے لیا گیا۔

گاڑی راستہ میں مختلف ریلوے اسٹیشنوں پر رکتی رہی۔ اس طرح ساری رات گاڑی چلتی رہی۔ عین طلوع فجر کے وقت گاڑی دیوبند کے قریب ایک ریلوے اسٹیشن پر پہنچی۔ وہاں گاڑی سے اتر کر سب نے نمازِ فجر ریلوے اسٹیشن پر ہی ادا کی اور پھر دیوبند پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن سے قافلے چلنے شروع ہوئے۔

دیوبند ریلوے اسٹیشن پر استقبال کے لیے حضرت مولانا سید اسعد مدنی اور مولانا ارشد مدنی اور بڑے بڑے اکابرین دیوبند تشریف لائے ہوئے تھے اور مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے۔ ایک عجیب خوشی کا منظر تھا۔

حضرت مولانا سید اسعد مدنی خلف الرشید حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو اپنی قیام گاہ پر تشریف لے جانے اور وہاں قیام کرنے کی دعوت دی۔ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے ان کی دعوت کا شکریہ ادا کیا اور ان سے عرض

کی کہ اگر اجازت دیں تو میرا استقبالیہ کیمپ میں ہی ٹھہرنے کا ارادہ ہے کیوں کہ ان کے ساتھ اور دوسرے بہت سے علماء ہیں ان کے ساتھ ہی قیام کرنے کا ارادہ ہے۔ اس پر حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب نے مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو اجازت مرحمت فرمادی۔

چناں چہ ہمارا قافلہ دارالعلوم دیوبند کی زیارت کرتے ہوئے جلسہ گاہ کے ساتھ پاکستان سے آئے ہوئے مہمانوں کے لیے قائم وسیع قیام گاہ میں پہنچا اور وہاں قیام کیا۔ الحمدللہ وہاں قیام گاہ پر تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا پرچم بھی ایک بانس کے ساتھ لگا دیا۔ جس سے تحریک سے وابستہ احباب اور علماء کو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی وہاں موجودگی کا علم ہو گیا۔ اور جوق درجوق ملاقات کے لیے آنے شروع ہو گئے۔ اسی طرح بنگلہ دیش اور ہندوستان کے دوسرے اضلاع اور صوبوں سے آنے والے علماء میں سے بھی ملاقات کے لیے احباب آتے جاتے رہے اور تین دن حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی نشست گاہ کے ساتھ احباب کا ایک ہجوم رہا۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی تصانیف کا تعارف کرانے کے لیے راقم الحروف نے کتابوں کا سٹال لگا دیا، آنے والے مہمان جن کو دیکھتے اور پڑھتے اور خریدتے رہے۔ اسی طرح آپ کی تصانیف کا جو ذخیرہ بندہ ساتھ لے گیا تھا وہ دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صد سالانہ اجلاس کی کاروائی

(۱) ۲۱ مارچ ۱۹۸۰ء کو اجلاس شروع ہوا تو تلاوت قرآن مصری مشہور و معروف قاری عبد الباسط نے کی۔ اس کے بعد دیوبند کی خدمات اور شخصیات کے تعارف پر مبنی ترانہ سٹیج پر پڑھا گیا۔

(۲) ۲۱ مارچ کے اجلاس میں مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مفصل خطاب کیا۔ اور حضرت ابو الحسن علی ندوی نے تاریخی خطاب کیا۔ جس میں علماء حق اور دارالعلوم دیوبند کی خدمات کا تذکرہ کیا اور دارالعلوم کا جامع تعارف پیش کیا۔

خادم اہلسنت عبد الواحد الحنفی

(۳) اجلاس میں ہندوستان کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے بھی از خود ملک کے سربراہ کی حیثیت سے شرکت کرکے آزادی ہند میں علمائے حق کی قربانیوں پر ان کو خراج تحسین پیش کیا۔

(۴) ۲۱ مارچ جمعہ، ۲۲ مارچ ہفتہ اور ۲۳ مارچ اتوار کو مسلسل تین دن تک جلسہ گاہ میں دنیا بھر کے شرکت کرنے والوں میں سے معروف علماء نے خطاب کیا۔

اور صد سالہ اجلاس میں آنے والے فضلاء میں دستار فضیلت تقسیم کی گئی۔

(۵) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور حضرت مولانا

عبداللطیف جہلمی کو دستار فضیلت وصول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔
حضرت چکوالی نے شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ سے ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء میں پڑھا اور حضرت جہلمی نے ۱۳۵۹ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۰ء میں دورہ حدیث کیا۔

(۶) حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب گجراتی دستار فضیلت وصول کرنے کے لیے سٹیج پر تشریف لے گئے تو راقم الحروف کو بھی ان کی رفاقت میں سٹیج پر جانے اور اکابر کی وہاں سٹیج پر بیٹھے زیارت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(۷) دارالعلوم دیوبند کے چاروں طرف بڑے بڑے اندر داخل ہونے کے دروازے ہیں جہاں سے بار بار داخل ہو کر چاروں طرف سے دارالعلوم کی درس گاہیں، جامع مسجد قدیمی اور جامع مسجد رشید جدید اور دارالحدیث کی درس گاہ کے اندر بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور وہ جگہ دیکھی جہاں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور دوسرے اکابر بیٹھ کر درسِ حدیث دیا کرتے تھے۔ اسی طرح مسجد چھتہ کی زیارت نصیب ہوئی۔

(۸) دارلعلوم دیوبند کی عید گاہ میں وہ منبر دیکھا جہاں علمائے دیوبند اور علامہ انور شاہ کشمیری خطاب فرمایا کرتے تھے۔ اور عید گاہ کے ایک کونہ میں حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیری کے مزار پر حاضری دی اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ایصالِ ثواب کیا۔

اسی طرح علامہ انور شاہ کاشمیریؒ کے مزار پر دیوبند کی تاریخ نظروں کے سامنے گھوم گئی جب علامہ انور شاہ کاشمیری مرزا قادیانی کے خلاف بہاول پور میں عدالت کے سامنے ختم نبوت کے مسئلہ پر دلائل سے دشمن کولاجواب کررہے تھے۔

تاریخی اجلاس دستار بندی ۱۹۱۰ء

دارالعلوم دیوبند کے اجلاس منعقدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب اسیر مالٹا، حضرت مولانا احمد حسن امروہی، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے اکابر موجود تھے۔ اس وقت تک دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے والے جن سو(۱۰۰)علماء کی دستار بندی اس اجلاس میں ہوئی تھی ان میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت علامہ سید انور شاہ کاشمیری حضرت مولانا عبیداللہ سندھی، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کی نمایاں شخصیتیں بھی تھیں۔

صد سالہ تاریخی اجلاس کی عظیم دستار بندی ۱۹۸۰ء

اس کے بعد صد سالہ تاریخی اجلاس میں اب مورخہ ۳، ۴، ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۱، ۲۲، ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار دیوبند میں دستار بندی کا اجلاس ہوا ہے۔ یہ دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس میں دستار بندی کا اجلاس ہوا ہے۔ یہ دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس کہلاتا ہے۔ اس عظیم الشان اجلاس میں حکومت پاکستان نے آٹھ سو فضلاء دیوبند کو شریک ہونے کی سپیشل ٹرین کے ذریعہ دیوبند جانے کی اجازت دی تھی۔ ان آٹھ سو میں سے غیر فضلائے دیوبند بھی تھے اور ان کے علاوہ بھی پاکستان سے دیوبندی مسلک اہل سنت و الجماعت کے علماء وغیرہ سینکڑوں کی تعداد میں آزاد ویزہ پر اس تاریخی اجلاس میں شریک ہوئے۔

تاریخی اجلاس میں کم و بیش ۲۰ لاکھ افراد شریک ہوئے

دارالعلوم کے اس صد سالہ تاریخی اجلاس میں قریباً بیس لاکھ افراد شریک ہوئے۔ بلا مبالغہ حج بیت اللہ کے موقعہ پر منیٰ اور عرفات کے اجتماع کے بعد شاید ہی کہیں اتنا بڑا مذہبی اجتماع اس دور میں کہیں ہوا ہو۔ دیکھنے والوں کے لیے منیٰ اور عرفات کا سا منظر آنکھوں کے سامنے تھا۔

زبردست ہجوم کی وجہ سے دستارِ فضیلت صرف بعض حضرات کی اسٹیج پر ہوئی۔ مثلاً جانشین حضرت مدنی قدس سرہٗ، حضرت مولانا سید اسعد مدنی وغیرہ۔

باقی ہزارہا فضلائے دیوبند کو دستار فضیلت سٹیج سے دے دی گئی۔ تقریباً تمام عالمِ اسلام کے نمائندے اس تاریخی اجلاس میں شریک تھے۔ اور عموماً دس دس منٹ تقریر کا وقت دیا گیا۔

دیوبند سے گنگوہ کا سفر نامہ

۲۴ مارچ ۱۹۸۰ء کو حضرت مولانا سید اسعد مدنی اور مولانا سید ارشد مدنی کی قیام گاہ پر حاضری ہوئی۔ یہاں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی نشست گاہ کو دیکھا۔ جو کہ بہت بڑا دیہاتی طرز کا وسیع پرانے زمانے کا چھپر تھا جس کے لکڑی کے ستون تھے اور اوپر بالے اور شہتیر تھے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے وہ جگہ دکھائی جہاں ۱۹۳۷ء میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ سے ان کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ وہ جگہ دیکھ کر پرانی یادیں لوٹ آئیں کہ وہ کیسا منظر ہو گا کہ حضرت مدنیؒ یہاں احباب سے ملاقاتیں کرتے ہوں گے اور مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہوں گے۔

جب گنگوہ جانے کے لیے روانہ ہونے لگے تو مولانا ارشد مدنیؒ نے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

روک لیا کہ کھانا کھا کر جائیں۔ اس طرح ادب کے تقاضا کے تحت دعوت سے انکار مناسب نہ سمجھا اور دعوت سے فارغ ہو کر گنگوہ جانے کے لیے چل پڑے۔ گنگوہ قصبہ دیوبند سے ۴۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

دیوبند سے گنگوہ لاری اڈہ تک جانے کے لیے رکشے کرایہ پر لیے گئے۔ رکشہ میں ہم سات احباب سوار ہوئے۔ جن میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی، حضرت مولانا حافظ محمد الیاس صاحب حضروی اور حضرت مولانا محمد طیب صاحب حضروی اور مفتی قاری شیر محمد صاحب جھاٹلہ، مولانا نذیر اللہ خان گجراتی اور راقم الحروف شامل تھے۔

لاری اڈہ گنگوہ تک رکشہ کرایہ فی آدمی ایک روپیہ تھا اس طرح کل کرایہ سات روپے ادا کیا گیا۔ اڈہ سے گنگوہ جانے والی بس پر سوار ہوئے۔

دیوبند سے گنگوہ کا کرایہ پھر فی آدمی تین روپے اور پینتیس پیسے لیا گیا۔

راستہ میں بس میں ہی نانوتہ جانے والے راستہ اور اڈہ کو دیکھا اور پرانی یاد لوٹ آئی کہ کبھی یہاں سے حضرت مولانا قاسم نانوتوی گزرتے ہوں گے اور اس جگہ ان کے قدم لگے ہوں گے۔

نانوتہ کے اڈہ سے فروٹ دو سیر سیب جو کہ ۱۰ روپے کے ملے اور دو

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

درجن کیلے خریدے جو کہ ۴ روپے میں مل گئے۔ تاکہ گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے پوتے مولانا عبدالرشید صاحبؒ گنگوہی سے جب ملاقات ہو تو ہدیہ کیے جائیں۔

گنگوہ شریف پہنچ کر پھر اڈہ سے رکشے پر سوار ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالقدوس صاحبؒ گنگوہی متوفیٰ ۹۴۴ھ، حضرت مولانا ابوسعید گنگوہی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی متوفیٰ ۱۳۲۳ھ کے مزار کے قریب رکشہ سے اترے۔ رکشہ کرایہ ہم سب احباب کا کل گیارہ روپے آیا۔

حضرت مولانا ابوسعید گنگوہیؒ کے مزار پر حاضری دی اور پھر حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہی کے مزار پر جب حاضر ہوئے تو عجیب نورانیت کا منظر دیکھا جو آج تک فراموش نہیں ہوا۔ کھلی فضا میں آپ کا مزار ایک بہت بڑے پھیلے ہوئے بوہڑ کے درخت کے نیچے تھا اور ٹھنڈی فضا میں گویا مزار کھلا جگ مگ کر رہا تھا اور اتنا سکون کہ قلب ٹھنڈا ہو گیا۔ کچھ دیر تک وہاں بیٹھ کر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کے ہمراہ سب احباب نے دل ہی دل میں کچھ پڑھا، پھر ایصالِ ثواب کیا اور وہاں سے پھر حضرت گنگوہیؒ کے گھر کی جانب چلے۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہی کے مکان پر پہنچے تو دروازہ کے اوپر "رشید منزل" سنگ مرمر کی پلیٹ نصب تھی۔ مکان کے اندر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

احاطہ میں پہنچے۔ حضرت گنگوہیؒ کے پوتے حضرت مولانا عبدالرشید صاحب گنگوہی کی ملاقات اور زیارت ہوئی۔ پھر وہاں مزار کے قریب جامع مسجد میں نماز ادا کی اور واپس دیوبند کے لیے روانہ ہوئے۔

دیوبند پہنچ کر پھر واپس پاکستان روانہ ہونے کے لیے ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ دیوبند سے واپس روانگی کے وقت عجیب سماں تھا۔ اکابر علمائے دیوبند کی خدمات کی یادیں دل و دماغ میں سوار تھی۔ الوداع کرنے کے لیے بڑے بڑے علمائے دیوبند ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے جن کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالحمید الحنفی

دیوبند کے قبرستان میں حاضری

دارالعلوم دیوبند سے دیوبند قبرستان میں حاضری دی، وہاں بڑے بڑے اکابر کے مزارات پر ایصالِ ثواب کیا۔ حضرت مولانا عابد حسین شاہ صاحب جو دیوبند قصبہ کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے، دارالعلوم دیوبند کی بنیاد جب رکھی گئی تو حضرت مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے انہیں سے افتتاح کے موقع پر دعا کرائی تھی۔ قبرستانِ قاسمی دیوبند میں عجیب روحانیت کے جلوے تھے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی اور حضرت شیخ الہند کے قدموں میں حضرت مدنی کا مزار دیکھا۔ سب کی قبر کھلی فضا میں تھی اور ان پر کوئی

پختہ اینٹیں یا مزار پر قبہ نہیں دیکھا۔

اکابر کی قبر پر صرف ایک سنگ مرمر کی پلیٹ نصب تھی جس میں ان کا نام قبر کی پہچان کی طور پر رقم تھا۔ سادہ قبروں نے اکابرین کی سُنّت سے محبت کی یاد تازہ کر دی۔

دارالعلوم کا ہر فیض یافتہ انگریز کے محل میں شگاف کر دے

یہ وہ دارالعلوم دیوبند ہے جس کے بارے میں مولانا قاسم نانوتوی نے فرمایا تھا کہ:

”میری خواہش ہے کہ دارالعلوم کا ہر فیض یافتہ انگریز کے محل میں شگاف کر دے اور اس مدرسہ کا ہر طالب علم ہر قسم کے سامراج کے لیے زہرِ قاتل بن جائے۔ انگریز کے خلاف بغاوت کے جُرم میں خواہ دارالعلوم کی اینٹ سے اینٹ بج جائے۔۔۔ جنگ بہر حال جاری رہے گی۔“

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید

دارالعلوم دیوبند ایک نظر میں

(۱) کل رقبہ ۱۸۲ ایکڑ پر محیط ہے۔ (۲) اساتذہ ۲۷۰۔ (۳) کل طلبہ ۳۵۰۰۔ (۴) شریک دورہ حدیث شریف ۹۰۰۔ (۵) شرکاء موقوف علیہ ۶۹۰۔ (۶) فتاوٰی کی تعداد ۶ لاکھ۔ (۷) دارالعلوم کے سند فراغت حاصل کرنے والے چالیس ہزار سے زیادہ علماء ہیں۔ (۸) کتب خانہ کتب کی تعداد ۲ لاکھ سے زیادہ ہے۔ (۹) دارالعلوم دیوبند کے مصارف گذشتہ صدی کے آخر میں کم و بیش پانچ کروڑ اسی لاکھ سے زیادہ تھے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

دارالعلوم دیوبند کا مقام

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

پاکستان میں دیوبندی مسلک کے جو دینی مدارس ہیں ان کے مہتممین اور اساتذہ وغیرہ بلاواسطہ یا بالواسطہ دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ ہیں۔ ۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی کے بعد دینِ حق کے تحفظ و بقاء کے لیے اس وقت کے اکابر علماء و صلحاء نے ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء بروز بدھ دیوبند کی مسجد چھتہ میں انار کے ایک بابرکت درخت کے سایہ میں رکھی تھی اور یہ انار کا درخت اب بھی موجود

ہے۔سبحان اللہ و بحمدہٖ۔[1]

دیوبند کی مسجد چھتہ اور انار کا درخت

الحمدللہ کہ سفر دیوبند میں مسجد چھتہ میں حاضری کی بھی توفیق ملی اور انار کے درخت کو بھی دیکھنا نصیب ہوا جس کے نیچے ایک استاذ اور ایک شاگرد سے اس درس گاہ کا قیام عمل میں آیا۔

دارالعلوم دیوبند کے قیام کے وقت ملکی صورتِ حال

الجمعۃ۔ دہلی مؤرخہ ۲۶ مارچ ۱۹۸۰ء کے دارالعلوم دیوبند میں ایک مضمون ”دارالعلوم اور اس کی حقیقت“ کے عنوان کے تحت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند قدس سرہٗ کا شائع ہوا ہے۔ جس کے اہم اقتباسات حسب ذیل ہیں:

۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی کے بعد صورت حال

اس روز افزوں فتنہ نے اہل اللہ کے چھکے چھڑا دیے۔ ہوش و حواس باختہ کر دیے۔ ان کو صاف دکھائی دینے لگا کہ اگر اس وقت تھوڑی

[1] روئیداد جامعہ اظہار الاسلام ۱۹۸۰ء ص ا۔ مؤلفہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب

سی بھی غفلت برتی گئی تو حکومت اسلامیہ کی طرح مذہب اسلام اور صحیح عقیدہ اور عمل بھی بہت جلد ہندوستان سے رخصت ہو جائے گا۔ اس لیے اپنی کوششوں سے ایک ایسی آزاد دینی درس گاہ قائم کرنی چاہیے جو کہ مسلمانوں کی مذہبی صحیح اور واقعی راہنمائی کرتی ہوئی لوگوں کے لیے نمونہ بنے۔

ملک ہندوستان میں مذہب اہل السنت والجماعت کی حسب طریقہ اسلاف کرام محافظ ہو۔ وہ ایک طرف بخاری اور ترمذی کی روحانیت پیدا کرے تو دوسری طرف ابوحنیفہ اور شافعی کی نورانیت کی بھی ذمہ دار ہو۔ وہ ایک طرف اشعری اور ماتریدی کی تحقیقات کا چسکا نمودار کرے تو دوسری طرف جنید بغدادی اور سری سقطی کی گھٹی پلا دے۔

وہ نہ صرف اتباع شریعت کا ذوق پیدا کرے بلکہ سنت نبویہ ﷺ اور طریقت باطنیہ کا بھی والہ اور فریفتہ بنا دے۔ وہ اگر ایک طرف اسلام کی اندرونی محافظت کا ملکہ پیدا کرے تو دوسری طرف مخالفین اسلام کے بیرونی حملوں سے بچانے کی قوت کی بھی کفیل ہو۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالمجید الحنفی

یہ نعمت بے بہا اہل دیوبند کی قسمت میں تھی

(۲) حضرت قطب عالم مولانا الحاج امداد اللہ صاحب مکی قدس سرہٗ اللہ لعزیز فرماتے ہیں کہ:

۱۸۵۷ء کے بعد خیال تھا کہ ایک مذہبی مرکز اور اسلامی دارالعلوم قائم ہو گا مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ:

"یہ نعمت بے بہا اہل دیوبند کی قسمت میں تھی"

الغرض تقادیر الٰہیہ کے تصرفات اور اہل اللہ کی ہمتوں اور دعاؤں نے چند ایسے باہمت اور پاکیزہ حضرات کو کھڑا کیا جو علم اور عمل کے جامع اور زُہد وریاضت کے معدن تھے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

وہ ایک طرف معقولات کے امام تھے تو دوسری طرف منقولات میں مجدد وقت بھی تھے۔ وہ ایک جانب نسبت مجدّدیہ اور سکینہ وقار کے پہاڑ تھے تو دوسری طرف نسبت چشتیہ و قادریہ کے عشق و جذب کے بحرِ زخّار بھی تھے۔ وہ جس طرح اتباع سُنت پر جان دیتے تھے اسی طرح سلوک اور تمکین کے بھی قطب تھے۔

انہوں نے ایسے معجون مرکب نصاب اور طرز تعلیم وغیرہ کو مرتب کیا جو کہ ولی اللّٰھی حدیث و تفسیر اور نظامی معقول کا جامع تھا۔ اسی طرح حنفی تفقہ کا حامی اور مجددی اتباع سنت کا محافظ اور

اہل السنت و الجماعت کا آرگن تھا اور فرق مبتدعہ اور ان کے عقائد و اعمال سے بچانے والا۔ یہی وہ امر تقدیری تھا جس کو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دو سو برس پیشتر اپنی روحانی قوت سے ادراک کیا اور بوقت نظر بندی دیوبند سے گزرتے وقت فرمایا تھا کہ یہاں سے احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آتی ہے۔

دارالعلوم دیوبند نے اسلامی مذہبیت کی اعلیٰ پیمانہ پر خدمت انجام دی

(۳) اس جماعت کی مذکورہ بالا غرض کو فرقہ ناجیہ اہل السنت و الجماعت نے مذہب اسلام کی حقیقی خدمت سمجھا اور احیائے ملّت اسلامیہ کا مفید اور کارآمد وسیلہ خیال کرتے ہوئے اس کی اعانت اور امداد کی طرف قدم بڑھایا۔ منتظمین مدرسہ کی ہر طرح ہمت افزائی فرمائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دارالعلوم نے اسلامی مذہبیت کی اس اعلیٰ پیمانہ پر خدمت انجام دی کہ نہ صرف ملک ہندوستان میں تمام قدیم و جدید مدارس دینیہ پر فوقیت لے گیا بلکہ ممالک اجنبیہ افغانستان، بلوچستان، تبت، وسط ایشیاء، چین، مشرقی یمن حجاز، مصر، شام، ایشیائے کوچک، روم، روس، مغرب جاوا وغیرہ دیار اسلامیہ میں بھی عدیم النظیر ثابت ہوا۔ غرضیکہ اس پُر آشوب زمانہ میں ہر

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

قسم کی مذہبی خدمتوں کو بجالا کر فرقہ ناجیہ اہل السنت والجماعت کی محافظت صحیح طریقے پر کرتے رہے۔ یہ دارالعلوم اس زمانہ میں ہندوستان میں قائم نہ ہوتا تو مسلمانوں کی آپس کی مذہبی خانہ جنگیاں اور اغیار کے بیرونی حملے خدا جانے اسلام کو کہاں سے کہاں تک برباد کر دیتے اور نہ معلوم ان میں مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کا کیا حال ہوتا۔

دارالعلوم دیوبند کی پرورش ہر زمانہ میں اہل اللہ کے ہاتھوں میں رہی

(۴) حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اپنے اس مضمون مین تحریر فرماتے ہیں:

”دارالعلوم کی پرورش ہمیشہ محض ظاہری علوم ہی سے آراستہ ہونے والے نفوس کے ہاتھ میں نہیں رہی بلکہ اس کی باگ ہر زمانہ میں اہل اللہ کے ہاتھوں میں رہی جو کہ طریقت اور حقیقت کے قطب اور امام اور روحانی کمالات اور معنوی علوم کے آفتاب بھی تھے۔ ان کے نفوس قبولیت خداوندی کے مظہرِ اتم اور مقبول بارگاہ نبوت کے سر کردہ رہا کیے تھے۔ ریاضت اور تقویٰ سے انہوں نے اپنے آپ کو پاکیزہ بنایا تھا“۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا ایک خواب

(۵) حضرت (مولانا محمد قاسم) نانوتوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا وہ خواب کہ خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے پیروں کے نیچے سے چاروں طرف نہریں جاری ہیں۔

اور مولانا رفیع الدینؒ صاحب کی یہ رویا کہ:

علوم دینیہ کی کنجیاں ان کو دے دی گئی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اہل اللہ کے مبشرات کا مظہر یہ مدرسہ ہی ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ معنوی برکات اور مقدس و پاکیزہ ارواح مقبولہ کے سایہ سے آج تک دارالعلوم خالی نہیں رہا اور اسی بنا پر یہاں کے طلبہ اور علماء میں مجموعی حیثیت سے جو کمالات مشاہد ہوتے ہیں دوسری جگہ نہیں ہو سکتے اور نہ ہوئے ہیں۔ واللہ الحمد لمنة۔

تہی دستو نہ گھبراؤ نہ شرماؤ ادھر آؤ
وہ نیام کرم اب بھی ہے سرگرم دارافشانی

دارالعلوم دیوبند میں ۵ روز

الحمدللہ کہ دارالعلوم دیوبند میں پانچ روز میں سینکڑوں علمائے حق کی زیارتیں اور ملاقاتیں نصیب ہوئیں، اللہ تعالیٰ اپنی رضا نصیب کریں اور آخرت میں آں حضرت ﷺ کی شفاعت نصیب کریں۔ آمین۔

خادم اہل السنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اجلاس میں وزیراعظم ہند اندرا گاندھی کی تقریر

دارالعلوم دیوبند کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ اس مذہبی اجلاس کا افتتاح ایک غیر مسلم عورت سے کرایا گیا۔ حالاں کہ یہ بالکل غلط ہے۔ راقم الحروف خود اجلاس میں شامل تھا۔ اندرا گاندھی بحیثیت وزیراعظم ہند اجلاس میں ایک نشست میں آئی ضرور لیکن اجلاس کا افتتاح نہیں کرایا گیا۔ بلکہ افتتاح تو سعودی عرب کے شاہ خالد کے خصوصی ایلچی نے کیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

چناں چہ روزنامہ الجمعیت دہلی ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء مطابق ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ میں یہ خبر بھی شائع ہوئی کہ:

> دارالعلوم دیوبند کے صدسالہ اجلاس کی تقریبات کا آغاز کل تیسرے پہر نعرہ ہائے تکبیر سے انتہائی جوش و خروش کے ساتھ ہوا۔ افتتاح سعودی عرب کے شاہ خالد کے خصوصی ایلچی عبداللہ عبدالمحسن ترکی نے کیا۔
>
> اس موقع پر جلال الملک شاہ خالد کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا جس میں شاہ خالد کی طرف سے دارالعلوم کے لیے دس لاکھ روپے کا گرانقدر عطیہ کا اعلان کیا گیا۔ (الجمعیۃ دہلی ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء)

اجلاس میں دو تین تقریروں کے بعد اندرا گاندھی کی تقریر

وزیر اعظم ہند کی حیثیت سے ہوئی جس میں اس نے دارالعلوم دیوبند کی اسلامی خدمات اور جنگ آزادی کی قربانیوں کا کھل کر اعتراف کیا۔

وزیر اعظم ہند کی حیثیت سے وہ تو معین الدین اجمیری کے مزار پر بھی گئی تھی۔ اخبارات میں وہاں جانے کی خبریں بھی شائع ہوئیں تھیں۔ اس طرح اگر وہ صد سالہ اجلاس میں آئی اور خطاب کیا تو ملکی سربراہ کی حیثیت سے تھا نہ کہ اس سے افتتاح کرایا گیا۔

صد سالہ اجلاس میں صدر پاکستان کا پیغام

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صد سالہ اجلاس کے دوسرے دن نماز ظہر سے قبل کے اجلاس میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کا تحریری پیغام نائب سفیر پاکستان نے پڑھ کر سنایا تھا جو کہ الجمعیت دہلی ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ○ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات کے پر مسرت موقع پر دارالعلوم کے رئیس اور ان کے رفقائے کار کو مبارکباد اور تہنیت کا پیغام بھیجنے میں خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ بلاشبہ دارالعلوم دیوبند برصغیر پاک و ہند کی عظیم اسلامی درس گاہ ہے۔ اکابر دیوبند نے اپنی بے لوث اور پر خلوص خدمتِ اسلام کے

ذریعہ جہاں اسلامی ورثے کی حفاظت اور عظمتِ اسلام کے احیاء کے لیے نمایاں کام کیا، وہاں اسلام کی پاکیزہ اور سچی تعلیمات میں جو غیر اسلامی عقائد رخنہ انداز ہونے لگے تھے ان کے خلاف جہاد مسلسل کو دارالعلوم دیوبند نے آگے بڑھایا اور زندگی کے دوسرے بہت سے شعبوں میں بھی دیوبند کی خدمات کی فہرست طویل ہے۔

مجھے یقین واثق ہے کہ دارالعلوم دیوبند اپنی درخشاں روایات کو برقرار رکھے گا، اسلام نے دنیا کو ایسا درخشاں دینی ورثہ عطا کیا ہے جو انسانیت کو موجودہ اخلاقی بحران اور روحانی الخطاط سے بچانے کی نجات ہے۔(روزنامہ الجمعیت دہلی ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء)

حق تعالیٰ دارالعلوم دیوبند کو اندرونی اور بیرونی فتنوں کے شر سے محفوظ رکھیں اور اکابر اسلاف کی پیروی میں حضور رحمت للعالمین، خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشاد "ما انا علیه و اصحابی" کی اتباع و حفاظت بیش از پیش توفیق دیں اور اعداء وناقدین صحابہ اور منکرینِ خلافت راشدہ کی ناپاک سازشوں اور شیطانی سرگرمیوں سے دارالعلوم دیوبند کو محفوظ فرمائیں، آمین۔ بحق سید المرسلین ﷺ۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

۱۹۸۰ء کے حالات وواقعات

۷ محرم ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۸۰ء کو ماتمی جلوس کے گزارنے کے موقع پر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور دیگر دس احباب پر دفعہ ۱۸۸ کے تحت کیس بنایا گیا۔

(۲) ۱۷ صفر ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۸۰ء بروز جمعرات ۸ بجے رات حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، کیپٹن محمد خان صاحب، حاجی احمد حسین صاحب کو گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ جیل جہلم میں ایک ماہ کے لیے نظر بند کر دیا گیا۔

(۳) اسی شب کو رات کے وقت مدنی جامع مسجد کی ناکہ بندی کر کے مسجد میں داخل ہو کر موجود تمام طلبہ کو گرفتار کر کے بوچھال چوکی تحصیل تلہ گنگ پہنچا دیا گیا۔ اور مدنی جامع مسجد کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے صبح ۸ بجے سے شام ۵ بجے تک مسلسل ۹ گھنٹے انتظامیہ نے اُوپر کے آرڈر کی تعمیل کرتے ہوئے خوفِ خدا سے بے نیاز ہو کر مدنی جامع مسجد پر قبضہ رکھا اور اس روز نمازِ جمعہ بھی ادا نہ ہو سکی۔ اس طرح یہ ماتمی جلوس انتظامیہ کی نگرانی میں گزارا گیا۔ راقم الحروف بھی سنٹرل جیل جہلم میں نظر بند رہا۔

حافظ عبدالوحید الحنفی

۱۹۸۲ء کے واقعات

۷ محرم ۱۴۰۷ھ کے شیعہ جلوس کے موقع پر پھر چکوال کے حالات کشیدگی اختیار کر گئے۔ اہل السنت والجماعت کے سات افراد کو راقم الحروف سمیت جہلم سنٹرل جیل میں نظر بند کر دیا گیا اور دوسرے ۱۸ سنی رفقاء بھی نظر بند رہے۔ پھر کیس میں سب بری ہو گئے۔

شیعہ کنونشن اسلام آباد کی جارحیت کے خلاف سُنّی احتجاجی مراسلہ بنام صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

- شیعہ کنونشن اسلام آباد کی جارحیت، ملکی سالمیت کے لیے عظیم خطرہ

بگرامی خدمت جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

سلام مسنون! عرض آنکہ کُل پاکستان شیعہ کنونشن اسلام آباد (منعقدہ ۴، ۵ جولائی ۱۹۸۰ء بروز جمعہ ہفتہ) نے مذہبی مطالبات کی آڑ میں ملکی سالمیت کے خلاف جس دہشت ناک ہلڑبازی اور جارحیت کا مظاہرہ کیا ہے اس کے کوائف درج ذیل ہیں:

(۱) حکومت کی اجازت کے بغیر مرکزِ پاکستان اسلام آباد میں مجوزہ شیعہ

کنونشن کا اخبارات میں اعلان کیا اور اس کی تشہیر عام کے لیے ملک بھر میں تفرقہ خیز اور اشتعال انگیز پوسٹرز شائع کیے گئے۔

(۲) حکومت کی طرف سے اسلام آباد میں مجوزہ کنونشن کی ممانعت اور لیاقت باغ راولپنڈی میں اس کی اجازت کے باوجود اسلام آباد ہی میں شیعہ کنونشن منعقد کی گئی۔

(۳) ۵/۴ جولائی کی منعقدہ شیعہ کنونشن میں شیعہ مقررین نے نہ صرف حکومت کے خلاف اشتعال انگیز تقاریر کیں بلکہ سنّی مذہب، فقہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور رحمۃ للعالمین خاتم النّبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس جماعتِ صحابہ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو معاندانہ طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔

(۴) حکومت کی طرف سے داخلہ اور مذہبی امور کے وفاقی وزیر محمود اے ہارون کے شیعہ لیڈروں کو مطالبات کے متعلق اطمینان دلانے کے باوجود شیعوں نے اسلام آباد میں اپنی طاقت کے مظاہرہ کے لیے مسلح جلوس نکالا جس کی نوعیت حکومت کے پریس نوٹ کے مطابق حسبِ ذیل ہے:

(۱) ۶/جولائی: تفصیلات کے مطابق آج صبح تقریباً پندرہ ہزار افراد اسلام آباد کے ایک کھیل کے میدان میں جمع ہوئے۔ یہ لوگ شیعہ کنونشن میں شریک تھے۔ یہ کنونشن حکومت کی طرف سے

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بار بار کرائی جانے والی یقین دہانی کے باوجود منعقد کیا گیا کہ کسی کے عقیدے میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔ اور نہ ہی ایک فرقہ کی فقہ دوسرے پر مسلّط کی جائے گی۔ حکومت نے یہ بھی اعلان کیا کہ سُنی شیعہ اور سُنّی علماء پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی جائے گی جو زکوٰۃ و عُشر آرڈیننس کو مزید بہتر بنانے کے لیے مشترکہ سفارشات پیش کرے گی۔

(۲) حکومت کے ان احکامات سے بظاہر شیعہ علماء مطمئن نہ ہوئے اور انہوں نے کنونشن میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کو ترجیح دی۔ کل کی طرح آج بھی شیعہ لیڈروں نے اشتعال انگیز تقاریر کیں۔

(۳) اس کے بعد ایک جلوس نکالا گیا۔ شیعہ لیڈروں نے اپنی یقین دہانی کے برخلاف جلوس کا رخ ایمبیسی روڈ کی طرف موڑ دیا۔ جلوس والے اس سڑک پر چلتے رہے، انہوں نے قابل اعتراض نعرے لگائے۔

(۴) مسٹر محمود اے ہارون کی راولپنڈی روانگی کے فوراً بعد ہجوم مشتعل ہو گیا اور اس نے پتھراؤ شروع کر دیا۔ جس سے املاک کو نقصان پہنچا۔ پولیس کو سختی سے ہدایت تھی کہ جب تک جلوس والے پر امن رہیں، بالکل مداخلت نہ کی جائے۔ پولیس نے ہجوم کو ہلڑبازی سے روکنے کی کوشش کی اس پر ہجوم کا رخ پولیس کی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

طرف ہو گیا۔ ہجوم نے پولیس پر چاقوؤں، خنجروں، برچھوں اور آتشیں اسلحہ سے حملہ کیا اور پولیس کے ایک خیمے کو آگ لگادی۔ پولیس والوں کو کچھ زخم آئے جس کے بعد پولیس نے حملہ آوروں کو منتشر کرنے کے لیے آنسو گیس استعمال کرنا شروع کر دی۔ ایک شخص کی پیشانی پر آنسو گیس کا گولہ لگا جو بعد ازاں ہسپتال میں چل بسا۔ شام کو بعد ازاں صورت حال پر قابو پا لیا گیا۔[1]

صدر مملکت کا فیصلہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

شیعہ کنونشن اور جارحانہ جلوس کی مندرجہ ساری کارروائی کے بعد ۸/جولائی کے اخبارات میں حکومت کی طرف سے جو پریس نوٹ شائع ہوا ہے، اس کا خلاصہ جنگ راولپنڈی ۷/جولائی کے الفاظ میں حسبِ ذیل ہے:

۱۔ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی دعوت پر شیعہ رہنماؤں کے ایک وفد نے مفتی جعفر حسین کی قیادت میں آج سی۔ ایم۔ ایل۔ اے سیکرٹریٹ میں صدر سے ملاقات کی ان کے ہمراہ وفد کے دوسرے ارکان یہ تھے: مولانا سیّد گلاب شاہ، مولانا سیّد صفدر

[1] ایضاً پریس نوٹ کی تفصیلات انگریزی روزنامہ "دی مسلم" اسلام آباد ۶/جولائی۔ نوائے وقت راولپنڈی ۷/جولائی اور روزنامہ مشرق ۷/جولائی ۱۹۸۰ء وغیرہ میں شائع ہو چکی ہیں۔

حسین نجفی، لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سید فدا حسین نقوی اور سید بشیر حسین ایڈووکیٹ۔

۲۔ شیعہ وفد کا نقطۂ نظر سننے کے بعد صدر نے اپنی سابقہ یاددہانی کو دہرایا کہ ملک کے ہر شہری کے مذہبی عقائد کا پورا پورا احترام کیا جائے گا اور کسی ایک فرقے کی فقہ دوسرے پر مسلّط نہیں کی جائے گی۔

۳۔ صدر مملکت نے مزید کہا کہ اگر کوئی قانون، آرڈیننس یا ایکٹ ان کے اس وعدے کے منافی نافذ ہو چکا ہے تو اس میں ضرور ترمیم کر دی جائے گی تاکہ وہ اہل تشیع کے لیے فقہ جعفریہ سے ہم آہنگ ہو جائے۔ انہوں نے یہ بھی یقین دلایا کہ آئندہ قانون مرتب کرتے وقت اہل تشیع کے لیے فقہ جعفریہ کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ اس سلسلے میں ضروری قانون ۱۵/ ستمبر ۱۹۸۰ء تک بنا لیا جائے گا۔ مفتی جعفر حسین نے صدر مملکت کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنے سابقہ وعدے کا اعادہ کیا ہے۔

داخلہ و مذہبی امور کے وفاقی وزیر مسٹر محمود اے ہارون، ایڈمنسٹریٹر جنرل زکوٰۃ، سیکرٹری اطلاعات اور سیکرٹری داخلہ بھی ملاقات کے موقعہ پر موجود تھے۔

۴۔ پریس نوٹ کے حوالہ سے روزنامہ امروز ۸/ جولائی لکھتا ہے کہ:

مفتی جعفر حسین صدر سے ملاقات کے بعد سی۔ ایم۔ اے۔ ایل

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سیکرٹریٹ گئے اور وہاں موجود کنونشن کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری جدوجہد کامیاب ہو گئی ہے۔ حکومت کے ساتھ سمجھوتہ ہو گیا ہے اور ہمارے تمام مطالبات تسلیم کر لیے گئے ہیں اس لیے آپ لوگ اپنے گھروں کو واپس جا سکتے ہیں۔ مفتی جعفر حسین کی تقریر کے بعد کنونشن میں شرکت کے لیے ملک کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے لوگ یا علیؑ کے نعرے لگاتے ہوئے رخصت ہونا شروع ہو گئے۔ (روزنامہ امروز لاہور۔۸ جولائی ۱۹۸۰ء)

سُنّی احتجاجات و مطالبات

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یوم الجمعہ مدنی جامع مسجد چکوال میں نماز جمعہ کے موقعہ پر مسلمانان اہل السنت مسلح جلوس، بلاوجہ پولیس پر چھریوں، چاقوؤں، برچھیوں اور آتشیں اسلحہ سے حملہ آور ہونے، پولیس خیمے کو آگ لگانے اور سیکرٹریٹ کا گھیراؤ کرنے کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے۔ جس سے نہ صرف پولیس بلکہ مارشل لاء حکومت کا وقار بھی مجروح ہوا ہے۔

۲۔ یہ احتجاج شیعوں کی اس دہشت گردی اور مسلح محاذ آرائی کے باوجود حکومت کی طرف سے قائد تحریک فقہ جعفریہ مفتی جعفر حسین کی قیادت میں شیعہ وفد کے مطالبات تسلیم کرنے اور شیعہ کنونشن کی اشتعال انگیزیوں اور شیعہ جلوس کی جارحانہ

کارروائیوں کے خلاف بظاہر کسی قسم کی کوئی کاروائی نہ کرنے اور قائد تحریک اور شیعہ جارحانہ جلوس کے شرکاء کو فاتحانہ انداز میں واپس کرنے کو حکومت کی کمزوری پر محمول کرتا ہے۔ جس سے شیعوں کے حوصلے اور زیادہ بڑھ گئے ہیں، اور آئندہ اس سے بھی زیادہ سنگین جارحیت اختیار کر سکتے ہیں۔ اس لیے سُنّی مسلمانوں کا یہ اجتماع چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر آف پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس خوفناک، ملکی سلامتی کے منافی ننگی جارحیت کے مرتکبین کو واقعی سزا دے کر ملکی وقار کو بحال کریں۔

(ب) بعد از تحقیق جن شیعہ ملازمین اور افسران کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ انہوں نے شیعہ کنونشن اور شیعہ مسلح جلوس کی جارحیت کی پشت پناہی کی ہے، ان کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

۳۔ سُنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے سابقہ بیان پر عمل کریں کہ: "چوں کہ ملک میں سُنّی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لیے پاکستان میں صرف حنفی فقہ کا نفاذ ہو گا۔ اور ملک میں ہر فرقہ کے لیے علیٰحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں۔"[1]

[1] بحوالہ نوائے وقت لاہور ۱۶/ فروری ۱۹۷۹ء۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور شیعوں کے اس مطالبہ کو واضح طور پر مسترد کر دیں کہ فقہ حنفی کے مساوی فقہ جعفری کو قانونی حیثیت دی جائے۔ کیوں کہ دو متضاد قانون ملکی استحکام کے منافی ہیں۔

(ب) ایران کے موجودہ انقلابی سربراہ خمینی صاحب نے (جو شیعوں کے نزدیک فقیہ امام اعظم اور نائب امام غائب (حضرت مہدی) ہیں) ایران میں صرف شیعہ قانون کے نفاذ کا اعلان کیا ہے اور وہاں کے اہل السنت و الجماعت کے فقہی قانون کی اس میں کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ حالاں کہ ایران اہل السنت والجماعت کے مسلم دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور سُنّی عظیم جرنیل حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فتح کیا ہے۔ اس لیے شیعہ فرقہ کو پاکستان میں یہ استحقاق حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ سُنّی مسلمانوں کی عظیم اکثریت کے مذہبی قانون کے مساوی اپنی شیعہ فقہ کا قانون نافذ کرائیں۔

(ج) اہل السنت و الجماعت کے مسلم چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰؓ نے بھی شیعوں کی مروجہ فقہ جعفری کے قانون کا اپنے دور میں نفاذ نہیں کیا بلکہ انہوں نے وہی احکام شریعت جاری

رکھے جو پہلے تین خلفائے راشدینؓ کے دَورِ خلافت میں نافذ تھے [1]

۴۔ چوں کہ خلفائے اربعہ امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین کا مصداق ہیں اور ان کی خلافت راشدہ قیامت تک کے مسلم سربراہانِ مملکت کے لیے ایک مثالی اور معیاری اسلامی نظام حکومت ہے اور خود رسول اللہ ﷺ نے ان کے طریقہ کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ چناں چہ حدیث میں ہے

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الراشدين المهديين۔

(یعنی تم مسلمانوں پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت (طریقے) کی اتباع لازم ہے۔)

اس لیے مسلمانان اہل السنت والجماعت کا یہ اجتماع صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اگر اسلامی نظامِ حکومت کا نفاذ چاہتے ہیں تو بلا خوف لَوْمَۃَ لَاۓِم چاروں خلفائے راشدین کے ناموں کی تصریح کے ساتھ اصولی طور ان کی اتباع میں اسلامی نظام حکومت نافذ کرنے کا دوٹوک

[1] ملاحظہ ہو شیعہ مذہب کی اصح الکتب فروع کافی کتاب الرضہ مطبوعہ لکھنو ص ۲۹، ۳۰۔

اعلان کریں۔

۵۔ ملّتِ اسلامیہ کے اجماعی کلمہ اسلام و ایمان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے برعکس شیعوں نے اپنا شیعہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ خَلِیْفَتُهٗ بِلَا فَصْل ایجاد کر لیا ہے۔ حالاں کہ رسول اکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کسی غیر مسلم کو اسلام میں داخل کرتے وقت بطور کلمہ اسلام و ایمان، توحید و رسالت کی شہادت کے علاوہ کسی اور شخصیت کی خلافت و امامت کا اقرار نہیں لیا۔ اور خلیفہ بلا فصل کے الفاظ کا تو حضرت علیؓ کے لیے دنیائے شیعہ کے ذخیرہ کتب میں دورِ رسالت اور دورِ خلافت راشدہ میں بالکل کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

(ب) پاکستان کے شیعہ جو اذان میں اشهدان لآ الٰہ الا اللہ و اشهدان محمداً رَسُوْلُ اللہ کے بعد اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیاً وَلِیُّ اللّٰهِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ خَلِیْفَتُهٗ بِلَا فَصْل کا اضافہ کرتے ہیں اس کا بھی ان کی مذہبی کتب میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

(ج) حضرت علی المرتضیٰؓ کے لیے خلیفہ بلا فصل کا اعلان خلاف واقعہ بھی ہے اور ان الفاظ سے پہلے تین خلفائے راشدین کی خلافت کی نفی اور تردید لازم آتی ہے جو مسلمانان اہل السنت و الجماعت کے لیے انتہائی دل آزار اور اشتعال انگیز ہے۔ اس لیے سُنّی مسلمانوں

کا یہ اجتماع صدر مملکت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مومنانہ جرأت کے ساتھ اصلی کلمۂ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے تحفظ کا شرعی فریضہ ادا کریں جو اصلِ اصول دین ہے اور شیعہ کلمہ و اذان میں حضرت علی المرتضیٰؓ کے لیے خَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ کے اظہار و اعلان کو ممنوع قرار دے دیں، جس سے خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی قرآنی موعودہ خلافت راشدہ کا بلند مقام مجروح ہوتا ہے۔

٦۔ شیعوں نے اسلام آباد میں جس طرح جارحانہ طریق پر اپنی قوت کا مظاہرہ کیا ہے، اسی طرح وہ محرم اور چہلم کے ماتمی جلوسوں میں عموماً ہر جگہ کرتے ہیں۔ اور سُنّی مساجد کے سامنے اشتعال انگیز نعرے بازی اور ماتمی بھنگڑوں کے مظاہرہ سے مساجد کے احترام کو مجروح کرتے ہیں اور سنی مسلمانوں کو قصداً اشتعال دلاتے ہیں۔ اس لیے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان سے مبنی بر حق پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ملکی سالمیّت کے تحفظ کے لیے شیعہ ماتمی جلوسوں پر مکمل پابندی لگا کر شیعوں کو ماتمی مراسم کی ادائیگی کے لیے امام باڑوں میں محدود کر دیں۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

۷۔ شیعوں نے مرکز پاکستان اسلام آباد میں جس طرح سینہ زوری اور محاذ آرائی کا دہشت ناک مظاہرہ کیا ہے اور اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے خطرات کا (جو اس وقت پاکستان کو درپیش ہیں) کوئی احساس نہیں کیا۔ جس سے شیعہ عزائم بے نقاب ہو گئے ہیں۔

لٰہذا ان حالات میں سُنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت سے شدید مطالبہ کرتا ہے کہ شیعوں کی صحیح مردم شماری کرا کے ان کی آبادی کے تناسب سے سرکاری ملازمتوں اور محکموں میں حصہ دیا جائے تاکہ اہل السنت والجماعت اپنی عظیم اکثریت کے تناسب سے اپنے حقوق حاصل کر سکیں۔

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

والسلام

منجانب خادم اہل سنت مظہر حسین

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال

تحصیل چکوال ضلع جہلم

۱۴۰۰ھ

مطابق جولائی ۱۹۸۰ء

یَا اللہ ﷻ　صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ　حق چار یار

نقوشِ زندگی

صدرِ پاکستان
جنرل محمد ضیاء الحق رح صاحب
کے
تاریخی کارنامے

سلسلۂ اشاعت نمبر 60

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی تقریر سے قبل

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ۳۵ ویں اجلاس میں!

دنیا کے چار ارب انسانوں کے ۱۵۴ ممالک کے ممتاز نمائندگان کی موجودگی میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے یکم اکتوبر ۱۹۸۰ء کو حسبِ ذیل آیت تمکین کی تلاوت کرائی تھی

یہ آیت چاروں خلفائے راشدینؓ کی موعودہ خلافت پر نص ہے

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (سورۃ الحج آیت نمبر ۴۰، ۴۱۔ پارہ ۱۷۔ رکوع ۶)

ترجمہ: جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ (ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک کا دوسرے (کے ہاتھ) سے زور نہ گھٹواتا رہتا تو (اپنے اپنے زمانہ میں) نصاریٰ کے خلوت خانے اور

خادم اہلسنت عبدالواحد حنفی

عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) وہ مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے کثرت کے ساتھ۔ (یہ سب) منہدم کر دیے جاتے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرے گا جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا (اور) غلبہ والا ہے۔ (وہ جس کو چاہے غلبہ اور قوت دے سکتا ہے)۔

(۴۰)

یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں۔ اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ (۴۱)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشِ لفظ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر آف پاکستان ملکی اقتدار حاصل کرنے کے بعد وقتاً فوقتاً قوم سے عمومی خطاب کرتے رہے ہیں اور علاوہ اس کے بعض اہم کنونشنوں میں بھی انہوں نے مقالات پڑھے ہیں اور ان کی تقاریر اور مقالات محکمہ مطبوعات حکومت پاکستان اسلام آباد کی طرف سے بھی شائع ہو چکے ہیں جن میں سے ان کی ایک تقریر کا مکمل متن افادۂ عام کے لیے خدّام اہل سنّت کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے۔ جس میں انہوں نے پندرہویں صدی کے آغاز میں بتاریخ یکم محرم ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۸۰ء قوم سے خطاب کیا تھا۔ یہ ایک مختصر مگر جامع تقریر ہے جو صدر مملکت کے اسلامی ذہن کی عکاسی کرتی ہے۔ اس میں انہوں نے اسلام کے دورِ عروج و ارتقاء اور پھر اس کے دورِ تنزّل و انحطاط پر اہم تبصرہ کیا ہے۔ اسلام کا دورِ انحطاط تو ہمارے سامنے ہے لیکن اس کے غلبہ و عروج کے دور کو ہم کیوں فراموش کر چکے ہیں۔ صدرِ مملکت نے حضور خاتم النبیین رحمۃ للعٰلمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی معجزانہ تعلیم و

تربیت کے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ:

> یہ اسی تبلیغ اسلام کا نتیجہ تھا کہ بلالؓ حبشی "سیّدی سیّدی" کہلائے۔ یہ اسی نظام حیات کا کرشمہ تھا کہ عدل فاروقی کے سامنے عدل نوشیرواں بھی مات کھا گیا۔ عروج کے زمانے میں ہمیں کہیں صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ جیسے حکمران نظر آتے ہیں جو نظامِ حکومت چلانے کا ایک قابل تقلید نمونہ چھوڑ گئے اور کہیں ابو عبیدہ بن الجراحؓ، خالدؔ بن ولیدؓ، موسیٰؔ بن نصیرؒ اور طارق بن زیادؒ جیسے بے مثال سپہ سالار ملتے ہیں جنہوں نے اسلامی قلم رَو کی سرحدیں چین سے لے کر اسپین تک پھیلا دیں۔ علم وحِکمت کی دنیا میں کہیں امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ جیسے فقیہ اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ جیسے محدث نظر آتے ہیں۔ الخ

جنرل ضیاء الحق صاحب نے بطور مثال خلفائے راشدین میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی معیاری حکومتوں کا ذکر کیا ہے اور پھر ائمہ مجتہدین میں سے امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ اور محدثین میں سے امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدر موصوف کی اسلام کے دور عروج پر گہری نظر ہے اور گو انہوں نے اپنے اس مقالہ میں خلافت راشدہ اور خلفائے راشدین کی شرعی اصطلاح استعمال نہیں کی لیکن وہ اپنے الفاظ میں دورِ خلافت راشدہ کو ہی

دورِ رسالت کے بعد ایک معیاری حکومتِ الٰہیہ تسلیم کر رہے ہیں اور گو پاکستان کے تینتیس (۳۳) سالہ دور میں قبل ازیں تمام سربراہ مملکت اور وزیر اعظم اپنے اپنے دور اقتدار میں اسلام کو خراجِ عقیدت پیش کرتے رہے ہیں لیکن سوائے صدر ضیاء الحق صاحب کے کسی نے خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے شرعی بلند مقام کی نشاندہی نہیں کی۔ یہ صدر موصوف ہی کی خصوصیت ہے کہ انہوں نے حسبِ حال حضور سرور کائنات ﷺ کی فیض یافتہ مقدس جماعت صحابہؓ کی شرعی عظمت کو قوم کے سامنے پیش کیا۔ مثلاً:

صحابہ آرڈیننس علماء کنونشن اسلام آباد ۲۱، ۲۲ اگست ۱۹۸۰ء میں علمائے کرام نے ناموس صحابہؓ کرام کے تحفظ کے لیے ایک قرارداد پاس کی تھی جس کے جواب میں صدر مملکت نے اپنی افتتاحی تقریر میں یہ کہا تھا کہ:

"میں سمجھتا ہوں یہ تجویز بہت اچھی ہے اور ضروری ہے اور ملک میں مناسب مذہبی فضا قائم رکھنے کے لیے بہت مفید ہے۔ میں اسے منظور کرتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں جلد ضروری قانون بنایا جائے گا اور خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے سخت سزا رکھی جائے گی۔ اسی طرح احمدیہ اقلیت کی طرف سے شائع ہونے والے لٹریچر پر بھی نظر رکھی جائے گی اور دین اسلام

کے منافی مواد کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔“[1]

اس کے بعد حسبِ وعدہ جنرل ضیاء الحق صاحب نے ناموس صحابہ کرام کے تحفظ کا جو آرڈیننس جاری کیا وہ بحوالہ روزنامہ جنگ حسبِ ذیل ہے:

”کوئی بھی شخص جو زبانی یا تحریری، اشارۃً، کنایۃً یا کسی اور طریقے سے براہِ راست یا بالواسطہ طور پر امہات المؤمنین، اہل بیت، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے مقدس ناموں کی بے حرمتی کرے گا تو اسے تین سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔“

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صدر نے ایک اور آرڈیننس نافذ کیا جس کے تحت ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء میں ترمیم کی گئی ہے۔ اسے ضابطہ فوجداری کا تیسرا ترمیمی آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۰ء کہا جائے گا۔ اس کے متعلق دفعہ ۲۹۸۔ الف کے دوسرے شیڈول میں یہ الفاظ درج کیے جائیں گے کہ:

”مقدس ہستیوں کے خلاف توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے والوں کو وارنٹ کے بغیر گرفتار کیا جاسکے گا اور انہیں تین سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔“ (جنگ راولپنڈی ۱۹ر ستمبر ۱۹۸۰ء)

---

[1] علماء کنونشن میں افتتاحی اور اختتامی خطاب ص ۳۰۔ شائع کردہ محکمہ مطبوعات پاکستان اسلام آباد۔

اس آرڈیننس کا نفاذ جنرل ضیاء الحق صاحب کا ایک شاندار مذہبی کارنامہ ہے کیوں کہ تحفظ ناموس صحابہ کے بغیر اس اسلام کا حقیقی تحفظ نہیں ہو سکتا جو امت کو بوساطت صحابہ کرامؓ، پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ملا ہے۔

صحابہ آرڈیننس کی مخالفت جو لوگ صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے بارے میں اعتقاد صحیح نہیں رکھتے اور وہ ان پر نہ صرف یہ کہ تنقید و جرح اور طعن تشنیع کرتے ہیں بلکہ سوائے چند حضرات صحابہؓ کے باقی جماعتِ صحابہ کے ایمان کا بھی انکار کرتے ہیں وہ صدر مملکت کو قرارداد یں بھیج رہے ہیں کہ اس آرڈیننس کو منسوخ کیا جائے۔ چناں چہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی سپریم کونسل اور مشاورتی کونسل کے ایک مشترکہ اجلاس مرکزی امام بارگاہ بلاک نمبرے سرگودھا میں منجملہ دوسری قراردادوں کے قرارداد نمبر ۲ کے ذیلی نمبر ۳ میں یہ ہے:

"یہ کہ آرڈیننس مذکور مجموعی طور پر قرآن و سنت اور تاریخی حقائق کے بیان کرنے پر قدغن ہے جو مذہبی آزادی کے بنیادی اصولوں کے منافی ہے۔

مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر یہ اجلاس متفقہ طور پر مطالبہ کرتا ہے کہ اس غیر ضروری آرڈیننس کو فوری طور پر واپس لیا جائے۔"

محرک سیّد امداد حسین ہمدانی ایڈوکیٹ سرگودھا۔ مویّد آغا غلام

رضا حیدر آباد سندھ۔ (ہفت روزہ رضاکار لاہور ۲۴ فروری ۱۹۸۱ء۔ ص ۲)

لیکن یہ قرارداد ان کی مخالف حق ہے، کیوں کہ حسب ارشاد خداوندی رَضِیَ اللہُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡه۔ حضرت خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کوئی جرح و تنقید اور لعن طعن نہیں کر سکتا۔ قانون اسلام نے تو ناموس صحابہ کا تحفظ کرنا ہے۔ یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ کوئی مدعی اسلام ان کو مانتا ہے یا نہیں۔ بہر حال حق تعالیٰ صدر مملکت کو اس آرڈیننس کے نفاذ پر ثابت قدم رکھیں۔ آمین۔

جنرل اسمبلی کی تقریر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ۹۰ کروڑ مسلمانوں کے واحد نمائندہ ہونے کی حیثیت سے صدر موصوف نے جو جامع اور مفصل خطاب کیا ہے اس سے ان کی دینی محبت اور اسلامی حمیت نمایاں طور پر ثابت ہوتی ہے۔ اس خطاب میں آپ نے اسلامی اصول کی برتری ثابت کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کا ان الفاظ میں اعلان کیا ہے:

"ہم مسلمانوں کے ایمان کا تقاضا ہے کہ ہم حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک جو آخری نبی ہیں، تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لائیں۔"

صدر مملکت نے اس تقریر میں حضرت فاروق اعظمؓ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا کہ:

ساری دنیا کے مسلمان ایک بے مثال واقعہ کی چودہ سو سالہ یادگار منانے والے ہیں جسے اسلام کے خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطابؓ نے اسلامی ہجری سن کا آغاز قرار دیا تھا۔"

علاوہ ازیں صدر موصوف نے عروج اسلام کے ابتدائی عظیم الشان دور کی تصویر ان الفاظ میں پیش کی کہ:

"مدینہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ خود پیغمبر اسلام ﷺ کی رہنمائی میں پہلی اسلامی ریاست کا گہوارہ بنا۔ یہ ریاست قرآن مجید میں بتائے ہوئے ان اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر قائم ہوئی جو پوری دنیا میں قابل عمل ہیں۔ پہلا اسلامی معاشرہ مدینہ کے شہریوں یعنی انصار اور مکہ کے مہاجرین کے میل ملاپ سے قائم ہوا تھا۔

ان دونوں کا اتحاد اسلامی آمت یا عظیم اسلامی برادری کی ابتدا تھا۔

اس اتحاد میں جو تصوّر کار فرما تھا وہ پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ بن گیا۔ الخ

دور رسالت کی اس اسلامی ریاست کی پیروی میں آں حضرت ﷺ کے وصال کے بعد انہی مہاجرین اور انصار صحابہ کے باہمی تعاون سے جو ایک عظیم اسلامی ریاست قائم ہوئی، اسے خلافت راشدہ کہا جاتا ہے۔"

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

خلافت راشدہ حضور خاتم النبیین رحمت للعالمین ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ کی نیابت میں قائم ہونے والی خلافت الٰہیہ کا قرآن مجید کی حسبِ ذیل آیت میں وعدہ فرمادیا، جسے آیت استخلاف کہا جاتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝ (پارہ ۱۸۔ سورۃ النور رکوع ۷ آیت ۵۵)

ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ: ”وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم میں ایمان لائے اور کیے ہیں نیک کام۔ البتہ پیچھے حاکم کرے گا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو۔ اور جما دے گا ان کا جو پسند کر دیا ان کے واسطے اور دے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے امن۔ میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو۔ اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے پیچھے سو وہی لوگ ہیں بے حکم۔“

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ نے اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر اس آیت کے تحت حضرت شاہ عبدالقادر محدث

خادم السنۃ حافظ عبدالوحید الحنفی

دہلویؒ کے حواشی موضح القرآن سے یہ نقل کیا ہے کہ:

"خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے جو ان میں نیک ہیں پیچھے ان کو حکومت دے گا اور جو دین پسند ہے ان کے ہاتھ سے قائم کرے گا اور وہ بندگی کریں گے بغیر شرک کے۔ یہ چاروں خلیفوں سے ہوا۔ پہلے خلیفوں سے اور زیادہ۔ پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے ان کو بے حکم فرمایا۔ جو کوئی ان کی خلافت سے منکر ہوا اُن کا حال سمجھا گیا۔"

اس آیتِ استخلاف کے حواشی میں شیخ الاسلام پاکستان علّامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ فرماتے ہیں:

"الحمدللہ کہ یہ وعدہ الٰہی چاروں خلفاءؓ کے ہاتھوں پورا ہوا۔ اور دنیا نے اس عظیم الشان پیشگوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔"

علاوہ ازیں یہ بات ملحوظ رہے کہ برحق اور صالحین خلفاء تو اور بھی ہیں لیکن صرف حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم کو شرعی اصطلاح میں خلفائے راشدین اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ یہ چاروں مہاجرین اوّلین میں سے ہیں اور سورۃ الحج کی آیت تمکین میں الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن

المنکر سے مراد مہاجرین صحابہؓ ہیں۔

یعنی ”اگر ہم ان مہاجرین صحابہؓ کو زمین میں حکومت دیں گے تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے۔“

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی جامع کتاب ”اِزَالَۃُ الْخِفَاءعَنْ خلافۃِ الخلفآء“ میں ان دونوں آیتوں (آیت استخلاف اور آیت تمکین) کا مصداق صرف ان چاروں خلفائے راشدین کو قرار دیا ہے۔

اور خدّام کی طرف سے جو خلافت راشدہ کے جواب میں ”حق چار یارؓ“ کا اعلان حق کیا جاتا ہے، اس سے مراد بھی ان چاروں موعودہ خلفائے راشدین کی خلافت راشدہ ہی ہے۔ ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اسلام آباد کے پانچ کیمپ یکم نومبر تا ۷/نومبر ۱۹۸۰ء صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی نگرانی میں بمقام اسلام آباد، پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان اور آزاد کشمیر کے تقریباً تین ہزار سکاؤٹس کا اجتماع ہوا۔ جس کے لیے پانچ کیمپ بنائے گئے تھے اور ان کیمپوں کے گیٹوں پر نمایاں طور پر حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق،

حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام کے کتبے لکھے ہوئے تھے۔

یہ عجیب وغریب مظاہرہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ جنرل ضیاء الحق صاحب مسلمانانِ پاکستان کو خصوصی طور پر خلفائے راشدین کی اتباع کی دعوت دے رہے ہیں اور عاشق رسول حضرت بلال حبشیؓ کے نام کا گیٹ بنانے سے مزدور اور نادار طبقے کو یہ سمجھانا مقصود ہے کہ مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد اتباع اور تحفظِ دینِ اسلام ہے۔ اور معاشی تنگی کے باوجود بھی بلالؓ حبشیؓ کا نمونہ بننا چاہیے کہ ہر قسم کی اذیتیں کفار قریش اور رؤسائے مکہ نے پہنچائیں لیکن بلالؓ کا عشق بڑھتا ہی گیا۔

رسولِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن نبوت کو نہ چھوڑا حتیٰ کہ جب اس عالم فانی سے رحلت فرمائی تو حضرت فاروق اعظمؓ جیسی جلیل القدر شخصیت نے فرمایا: مَاتَ سَیِّدُنَا بِلَال۔ کہ آج ہمارا سردار بلالؓ وفات پا گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

محبتِ نبوی ﷺ محبوبِ خدا ﷺ کی محبت و اطاعت ہی خالق کائنات جلّ شانہٗ کی محبت و اطاعت کا ذریعہ ہے۔

صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب کو حضرات خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی جو عقیدت نصیب ہے، وہ حضور نبی کریم ﷺ کی گہری

عقیدت و محبت ہی کا ثمرہ ہے۔ صدر موصوف دربار رسالت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

چناں چہ مشائخ کنونشن منعقدہ ۲۲/ ستمبر ۱۹۸۰ء کی افتتاحی تقریر میں جہاں یہ بیان دیا ہے کہ

(ا) ”میں اپنے آپ کو اسلام اور پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ادنیٰ ترین خادم سمجھتا ہوں۔“ (ص۱۹)

(ب) ”میں نے چار سال مشن کالج میں گزارے لیکن ان چار سالوں کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے اللہ کا نام بھی لیا اور نمازیں بھی پڑھی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں گناہگار آدمی ہوں اور اپنے آپ کو کامل نہیں سمجھتا۔“ (ص۲۳)

(ج) اختلاف مسلک کے سلسلہ میں مشائخ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

”آپ مسلک کی بات کرتے ہیں، میں آپ کی توجہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے قول کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔

انہوں نے فرمایا کہ

”اپنے مسلک کو چھوڑو مت اور
دوسرے کے مسلک کو چھیڑو مت۔“

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

بہر حال آپ سے میرا کہنا یہی ہے کہ ایک دوسرے پر خواہ ان کا تعلق کسی بھی مسلک سے ہو، الزام تراشی زیب نہیں دیتی۔ میں خود روضہ مبارک پر جاتا ہوں اور اسے اپنے لیے بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ کوئی شخص اپنے ملک سے نہیں نکل سکتا اور وہاں قدم نہیں رکھ سکتا جب تک اللہ جل شانہ کی عنایت سے اور رسول اکرم ﷺ کی طرف سے اس کو بلاوا نہ آئے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو بھئی ہر تین مہینے بعد ضیاء الحق وہاں پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ جواباً میں کہتا ہوں کہ: میں وہاں اپنی بیٹری چارج کرنے جاتا ہوں، جب تک وہاں کی روحانیت میرے دل میں رہتی ہے، اللہ تعالیٰ کا کرم مجھ پر رہتا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ کچھ خامی یا کمزوری آگئی ہے تو میں گڑ گڑاتا ہوں کہ اللہ مجھے موقع دے کہ میں پھر رسول اکرم ﷺ کے روضہ اطہر پر جا کر پاکستان کے لیے دعا مانگوں۔" (مطبوعہ تقریر مشائخ کنونشن ص ۲۰)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل ضیاء الحق صاحب اہل حال بھی ہیں اور حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے روضہ مقدسہ سے روحانی فیض حاصل کرنے کی استعداد رکھتے۔ واللہ اعلم

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

یہاں صدر صاحب نے حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے متعلق جو ارشاد نقل کیا ہے، اس سے مراد بنیادی اور اصولی عقائد کا اختلاف نہیں، بلکہ فروعی مسائل کا مسلکی اختلاف ہے، جس میں تشدد نہیں کرنا چاہیے۔

بہر حال ہم نے صدر ضیاء الحق صاحب کی تقریر کے بعض اقتباسات اس لیے نقل کیے ہیں تاکہ ان کی شخصیت اور ان کے دینی عزائم کا جائزہ لیا جاسکے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی تقریر لفظ بلفظ صحیح ہے یا ہر مضمون درست ہے اور ان کی پالیسی پر تنقید نہیں کی جاسکتی۔ گو وہ فرنگی تہذیب سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ پاکستان میں سود کی لعنت کا خاتمہ ہو جائے اور شراب جیسی نجس چیز سے معاشرہ پاک ہو جائے۔

لیکن ابھی وہ خود فرنگی اثرات سے پوری طرح آزاد نہیں ہوئے۔ شرعی پردہ کا ان کو خود اپنے گھر میں اہتمام کرنا چاہیے۔ خواتین کی خلافِ اسلام آزادی اور ان کے کھیلوں پر مکمل پابندی لگانی چاہیے۔ شرعی حدود میں رہ کر ہی مسلم خواتین ملک وملت کی صحیح خدمت کر سکتی ہیں۔

صدر صاحب کی اسلامی ذہنیت اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ سے ان کی عقیدت کی بنا پر ہم مجموعی حیثیت سے ان کی تائید کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو اس راہ میں ثابت قدم رکھے اور بلا خوف لومۃ لائم ان کو خلفائے راشدین کی خلافت راشدہ کی نشاندہی کے ساتھ اسلامی نظام حکومت قائم کرنے کی توفیق دیں اور ملک و ملّت کو اعدائے اسلام کی شر انگیزیوں اور فتنہ سامانیوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

خادم اہل سنّت مظہر حسین غفرلہٗ
خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم
وامیر تحریک خدام اہل سنّت پاکستان
۲۴ر ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ
۲ر مارچ ۱۹۸۱ء

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

متن تقریر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یکم محرم ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۸۰ء

الحمدللہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی خاتم النبیینؐ

میرے بزرگو، جواں عمر پاکستانیو، بہنو، بھائیو اور بچو

السلام علیکم! آج کی یہ گھڑی کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ آج ہم دو صدیوں کے سنگم پر کھڑے ہیں۔ آج ہم نے چودھویں صدی ہجری کا آخری سورج ڈوبتے اور پندرھیوں صدی ہجری کا پہلا چاند طلوع ہوتے دیکھا ہے۔ آج ہم نے ایک مکمل صدی کو تاریخ کے تہہ خانے میں روپوش ہوتے اور نئی صدی کو ظہور پذیر ہوتے دیکھا ہے۔ یہ ایک ایسا موقع ہے جسے خاموشی سے گزار دینا بہت بڑی غفلت اور اس سے استفادہ کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ میں آج آپ سے مخاطب ہو کر یہی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے اسلامی کیلنڈر کا آغاز ظہورِ اسلام، ولادتِ خاتم النّبیین یا بعثت رسول ﷺ سے نہیں ہوتا، بلکہ اس کا آغاز اس تاریخ ساز دن سے ہوتا ہے جب پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی، اس دن کو خود رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں

اتنی اہمیت حاصل ہے کہ ان کی حیات مبارکہ کے دو(۲) حصوں میں تقسیم ہے، ایک دور مکّی کہلاتا ہے اور دوسرا مدنی۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس واقعہ میں کیا راز تھا کہ اسے اتنی اہمیت حاصل ہوئی۔

میرے خیال میں اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ اُس روز پیغامِ اسلام مکہ کی گلیوں اور گھرانوں سے نکل کر دوسرے شہروں تک پھیلنے لگا، اُس روزِ ہجرت سے قبل جنگ وجدل اور فساد وعناد کا ایک دور ختم ہوا۔ اور امن وسلامتی اور اخوّت وخوشحالی کا آغاز ہوا۔

اس روز انفرادی اصلاح سے اسلامی معاشرے کی طرف پیش قدمی ہوئی۔ اسلام کا یہ تاریخی سفر درحقیقت ظلمت کا نور کی طرف، جہل کا علم کی طرف اور ظلم کا عدل کی طرف سفر تھا۔ اس سفر کے نتیجے میں ایک ایسی ریاست، ریاستِ مدینہ وجود میں آئی جس نے غلاموں کو آدابِ جہانبانی سکھائے، جس نے حریتِ فکر کو نئی روشنی بخشی، جس نے ایک نئے فلسفۂ حیات کو عملی شکل دی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید

یہ اسی تبلیغِ اسلام کا نتیجہ تھا کہ بلال حبشی "سیّدی سیّدی" کہلائے۔ یہ اسی نظامِ حیات کا کرشمہ تھا کہ عدلِ فاروقی کے سامنے عدلِ نوشیرواں بھی مات کھا گیا۔ یہ اسی خزینۂ علم و دانش کا کمال تھا کہ جہالت کی سرزمینوں میں علم و حکمت کے مراکز قائم ہوئے اور جامع قرطبہ، غرناطہ، نظامیہ اور الازہر جیسی دانش گاہیں قائم ہوئیں۔ یہ واقعہ اور اس

طرح کے سینکڑوں کارنامے جو مسلمانوں نے مختلف ادوار میں انجام دیے، براہ راست یا بالواسطہ طور پر ہجرت کا نتیجہ تھے۔

آج جب اس واقعہ ہجرت کو چودہ سو سال پورے ہو گئے ہیں، یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آگے کا سفر اختیار کرنے سے پہلے ایک مختصر سی نظر پیچھے بھی ڈالیں۔ شاید ہمیں آئندہ کی زادِ راہ ماضی کے نقوش سے میسر ہو سکے۔

پچھلے چودہ سو سال مجھے دو واضح حصّوں میں بٹے ہوئے نظر آتے ہیں، ایک حصّہ اسلام کے ارتقاء ترقی اور عروج کا حصّہ ہے اور دوسرا انحطاط اور تنزّلی کا۔ عروج کے زمانے میں ہمیں کہیں صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ جیسے عظیم حکمران نظر آتے ہیں جو نظام حکومت چلانے کا ایک قابل تقلید نمونہ چھوڑ گئے اور کہیں ابو عبیدہ بن الجراحؓ، خالد بن ولیدؓ، موسیٰ بن نصیرؒ اور طارق بن زیادؒ جیسے بے مثال سپہ سالار ملتے ہیں، جنہوں نے اسلامی قلم رَو کی سرحدیں چین سے لے کر اسپین تک پھیلا دیں۔ علم و حکمت کی دنیا میں کہیں امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ جیسے فقیہ اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ جیسے محدث نظر آتے ہیں تو کہیں طبریؒ اور بلاذری جیسے موٴرّخ، ابنِ خلدونؒ جیسے مفکّر اور ابنِ سینا، رازیؒ اور غزالیؒ جیسے فلاسفر دکھائی دیتے ہیں۔

تصویر کا دوسرا رُخ یعنی تاریخ اسلام کا دوسرا دور بڑا بھیانک اور روح

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

فرسَا ہے جو ہمیں کبھی سقوط بغداد کی یاد دلاتا ہے اور کبھی قرطبہ اور غرناطہ کی تباہی کے مناظر پیش کرتا ہے۔ کہیں مغلوں کے زوال کی داستان سناتا ہے اور کہیں یورپ کے مردِ بیمار کے واقعات تازہ کرتا ہے۔

اگر اس تبدیلی کے اسباب پر نظر ڈالیں تو مجھے اس کی ایک ہی وجہ نظر آتی ہے اور وہ ہے دینِ اسلام کے متعلق ہمارا روّیہ۔ جب تک مسلمانوں نے اسلام کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھا اور اس کے اصولوں پر کاربند رہے وہ دین و دنیا میں کامیاب و کامران رہے اور جب اسلامی اندازِ فکر ترک کر دیا، راہ عمل سے کنارہ کشی کر لی، لہو ولعب میں غرق ہو گئے، تو عزت و تکریم کی بلندیوں سے گر کر پستی اور غلامی کی گہرائیوں میں جا پڑے۔

آج چودھویں صدی کے اختتام اور پندرھویں صدی ہجری کے آغاز پر ہمیں یہ سوچنا اور فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے ایک فرد، ایک قوم اور ایک ملت کے طور پر ترقی اور عزت کو اپنانا ہے یا ذلّت و تذلیل کو مقدر بنانا ہے۔ فیصلہ ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے اور فیصلے کے نتائج چودہ سو سالہ تاریخ کے آئینے میں ہمارے سامنے ہیں۔

اگر ہمارا فیصلہ عزت و وقار کا فیصلہ ہے تو ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ اس کا ایک اور صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بلا تاخیر اسلام کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لیں، شرک اور منافقت ترک کر دیں، اسلام کے احکامات کی مکمل پابندی کریں اور انفرادی سطح پر باعمل مسلمان اور اجتماعی طور پر صحیح معنوں میں ملّتِ اسلامیہ کے رُکن بن جائیں۔ ورنہ تاریخ کا فیصلہ ہمارے سامنے ہے۔ اور ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ فیصلہ بڑا سخت اور عبرت ناک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انجام سے بچائے۔

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے، یہ پہلے روز سے فیصلہ کر چکی ہے کہ قیام پاکستان کے مقاصد پورا کرنے کے لیے نفاذِ اسلام ضروری ہے۔ یہ نہ صرف عوام کی بھاری اکثریت کی خواہش ہے بلکہ یہی تاریخ سے ہمارا عہد بھی ہے۔ ہم اس عہد کو پورا کرنے کے لیے حتی المقدور کوششیں کر رہے ہیں۔

آپ کو یاد ہو گا ہم نے ڈیڑھ دو سالوں میں ابتدائی کام مکمل کر کے پچھلے سال ۱۲ر ربیع الاوّل کو نفاذِ اسلام کا آغاز کیا تھا۔ نفاذِ اسلام کے سلسلے میں جو اقدام وقتاً فوقتاً کیے گئے ان میں شرعی حدود اور نظامِ زکوٰۃ کا نفاذ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ تعلیمی، عدالتی اور سماجی شعبوں میں اسلامی اقدار کو بروئے کار لانے کے لیے کام ہو رہا ہے۔ ہم اس کام کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور عوام کے تعاون سے ہم اس میں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ضرور کامیاب ہوں گے۔

اندرونِ ملک نفاذِ اسلام کی کوششوں کا ہمارے خارجی تعلقات پر بھی بڑا خوشگوار اثر پڑا ہے۔ ہم نے نہ صرف اسلامی ملکوں کے ساتھ دو طرفہ تعلقات مستحکم کیے ہیں بلکہ تمام اسلامی ممالک کو قریب تر لانے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ گذشتہ تین سالوں میں اسلامی نوعیت کے جتنے بین الاقوامی اجتماعات پاکستان میں ہوئے ہیں، اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔ ان اجتماعات میں اس سال منعقد ہونے والے اسلامی وزرائے خارجہ کے دو اجلاس خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان اتحادِ اسلامی کی تحریک کے دھارے یعنی (MAIN STREAM) میں ہے، بین الاقوامی تعلقات میں بھی پاکستان اسلامی اخوت کا علمبردار ہے اور ہجری تقریبات میں بھی پیش پیش ہے۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہجری تقریبات کا خیال پہلی مرتبہ چند سال پہلے اسلامی وزرائے خارجہ کی چھٹی کانفرنس میں پیش کیا گیا۔ اس خیال کو عملی شکل دینے کے لیے بارہ مسلمان ملکوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے فیصلہ کیا کہ تمام مسلمان ممالک سے درخواست کی جائے کہ وہ بین الاقوامی تقریبات کے علاوہ اپنے ہاں قومی سطح پر مذاکرے، کانفرنسیں اور نمائش منعقد کریں۔ حکومتِ پاکستان نے اس فیصلے کو عملی

خادم اہل السنۃ حافظ عبدالوحید الحنفی

جامہ پہنانے کے لیے ایک ۲۳ رکنی کمیٹی قائم کی جس نے پندرہویں صدی ہجری کے پہلے سال کے لیے پروگرام وضع کیے۔

چودھویں صدی ہجری میں اندرون ملک جو تقریبات منعقد ہوئیں ان سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ اسی عرصے میں بین الاقوامی سطح پر جو اجتماعات منعقد ہوئے ان میں حسبِ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

- اس سلسلے کی ایک غیر معمولی تقریب اس سال جنوری میں سری لنکا میں منعقد ہوئی جس کا بنیادی مقصد مسلم اور غیر مسلم ممالک کے درمیان خیر سگالی کے جذبات کو فروغ دینا تھا۔
- پھر فروری کے پہلے ہفتے میں اسلامی مرکز واشگٹن نے "دورِ حاضر کی دنیا میں اسلام" کے موضوع پر ایک مذاکرہ منعقد کیا، جس میں پاکستان سمیت عالمِ اسلام کے معروف مفکروں اور دانشوروں نے شرکت کی۔ اسی طرح ایک تقریب لندن میں بھی منعقد کی گئی۔
- اپریل ۱۹۸۰ء میں بحرین میں کتابوں کی ایک بین الاقوامی نمائش کا اہتمام گیا۔ ایسی ہی نمائش برسیلز میں بھی منعقد ہوئی۔
- ایک بین الاقوامی فقہ کانفرنس پاکستان میں منعقد کی گئی جس میں دنیا بھر کے مسلمان ماہرین فقہ اور ماہرین قانون نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کی سفارش پر ایک مستقل بین الاقوامی لاء کمیشن قائم کیا جا رہا ہے۔ جس کے ذریعے نہ صرف قانون سے متعلق تعلیمی اداروں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کے لیے نصاب مرتب کرنے کی سہولت ہو گی، بلکہ بین الاسلامی سطح پر تبادلۂ خیال اور مثبت نتائج اخذ کرنے میں بھی مدد ملے گی۔

نئی صدی ہجری کے پہلے سال میں جو تقریبات پاکستان میں منعقد کی جارہی ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

- پہلے سال ملک کی تمام یونیورسٹیاں مختلف موضوعات پر چھ کانفرنسیں منعقد کریں گی۔
- اسی مہینے خطاطی کی ایک نمائش اسلام آباد میں منعقد ہو گی۔ اسی طرح کی ایک نمائش اگلے ماہ کراچی میں ہو گی۔
- جنوری میں مسلم اسکالرز کا ایک بین الاقوامی اجتماع اسلام آباد میں ہو گا۔
- یکم مارچ کو پشاور میں خطاطی کی ایک بین الاقوامی نمائش ہو گی۔ نئے ہجری سال کی ابتداء کے طور پر ۱۰؍نومبر کو "سائنس اور اسلام" کے موضوع پر ایک قومی کانفرنس ہو رہی ہے۔
- نئے ہجری سال کے آغاز پر نوبل پرائز کی طرز کا ایک "ہجری ایوارڈ" جاری کیا جا رہا ہے جس کی مالیت ۵ لاکھ روپے ہو گی۔ یہ ایوارڈ اس شخص کو دیا جائے گا جس نے ہجری سال کے دوران پاکستان یا بنی نوع انسان کی بہتری کے لیے کوئی نمایاں اور غیر معمولی کارنامہ انجام دیا ہو۔ اس سال اس ایوارڈ کے لیے مناسب شخص کا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

انتخاب کرنے کے لیے پاکستان کے چیف جسٹس کی صدارت میں ایک پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی جاچکی ہے۔

- یکم محرم سے ڈاک کے نئے ٹکٹ ایک روپیہ اور پچاس پیسے کے نئے سکے جاری کیے جارہے ہیں۔
- افواج پاکستان اور دیگر متعلقہ افراد کو نئے ہجری سال کے آغاز پر "ہجری میڈل" دیا جارہا ہے۔
- یکم محرم سے عدلیہ کے لباس اور طرزِ تخاطب کو بھی تبدیل کر کے اسلامی رنگ دیا گیا ہے۔ جس کا اعلان پہلے ہی کیا جاچکا ہے۔ اب "مائی لارڈ" اور "یور لارڈ شپ" کی بجائے "جناب" اور "جنابِ والا" یا "جنابِ عالی" کے الفاظ ہماری عدالتوں میں سُنے جائیں گے۔ اور اعلیٰ عدالتوں میں کرسیٔ عدل پر بیٹھنے والے اب قومی لباس زیبِ تن کریں گے۔

یکم محرم سے اسلام آباد میں اسلامی یونیورسٹی کے قیام کی منظوری دی جاچکی ہے، جو ان شاء اللہ اگلے چند ماہ میں کام کرنا شروع کر دے گی۔

معزز خواتین و حضرات!

دیکھا جائے تو پانچ لاکھ روپے کے ہجری ایوارڈ کے سوا ان میں سے اکثر اقدامات ایسے ہیں جو علامتی نوعیت کے ہیں۔ زندگی میں علامتوں کی اپنی اہمیت ہے اور ہم ان علامتوں کی قدر کرتے ہیں، لیکن ہم نے نئ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صدی ہجری میں جن کاموں پر خصوصی توجہ دینے کا فیصلہ کیا ہے ان کا تعلق صرف علامتوں سے نہیں، ہماری روزمرہ زندگی سے ہے۔ اس ضمن میں ہماری ترجیحات یہ ہیں۔

ا۔ سب سے پہلے ہم فروغِ اسلام کے عمل کو تیز تر کرنے پر توجہ دیں گے، کیوں کہ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام زندگی کے جس شعبے میں اثر پذیر ہو گا، وہ شعبہ سنور جائے گا۔ خواہ اس کا تعلق معیشت سے ہو یا تجارت سے، تعلیم سے ہو یا سماجی بہبود سے۔

۲۔ فروغِ اسلام کے بعد ہم سب سے زیادہ توجہ جہالت کے خلاف جہاد پر دیں گے، کیوں کہ اسلام خود جہالت کی تاریکی دُور کرنے آیا تھا۔ اور موجودہ دَور میں کسی قسم کی با معنی ترقی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ملک کی اکثر آبادی تعلیم سے بہرہ ور نہ ہو۔ ملک میں لکھے پڑھے لوگوں کی تعداد بڑھانے کے لیے جہاں ہم عام تعلیم پر زور دیں گے، وہاں خواتین اور بالغوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیں گے۔ اس سلسلے میں تعلیم کے روایتی اور غیر روایتی، دونوں قسم کے طریقے اپنائے جائیں گے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی خواتین کی تعلیم کے لیے خصوصی اقدامات کرے گی۔

۳۔ ہمارا تیسرا محاذ غربت کے خلاف جہاد ہو گا، ہم سمجھتے ہیں کہ ترقی کا تصوّر مغربی ہو یا اسلامی، ترقی کی پہلی زد غربت اور افلاس پر پڑنی

چاہیے اور ان شاء اللہ نئی صدی ہجری میں یہ زد ضرور پڑے گی۔ ہم ملک کے عام شہریوں کی معاشی حالت بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ بھوک، افلاس اور غربت کو ختم کرنے پر خاص توجہ دیں گے۔ نظامِ زکوٰۃ کو زیادہ وسعت دیں گے اور اسے مزید موثر بنائیں گے۔

ہماری کوشش ہو گی کہ ملک سے غربت کے بدنما دھبّے دُھل جائیں۔ گداگر، گداگری بند کر دیں اور ملک کے تمام شہری عزت و آبرو کی زندگی بسر کریں۔ اس سلسلے میں حکومت مناسب سطح پر "نادار گھر یا (DESTITUTE HOMES)" قائم کرنے پر غور کر رہی ہے۔ تاکہ جو لوگ معاشی مجبوریوں کی وجہ سے گداگری کی لعنت قبول کرنے پر مجبور ہیں، انہیں گھروں میں تحفظ دیا جائے اور جو پیشہ ور گداگر ہیں ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ اس سلسلے میں ضرورت پڑی تو مناسب قانون بھی بنایا جائے گا۔

۴۔ اسلامی مملکت میں جہاں جہالت اور غربت کی لعنتیں دور ہونی چاہییں، وہاں سستا اور آسان انصاف بھی ملنا چاہیے۔ اس لیے نئی صدی ہجری میں ہماری کوشش ہو گی کہ اس شعبے میں بھی خصوصی پیش قدمی کی جائے اور ملک میں صحیح اسلامی نظامِ عدل

قائم کیا جائے۔

معزز خواتین و حضرات!

یہ تھے وہ احساسات اور اقدامات جن کے ساتھ ہم نئی صدی ہجری میں داخل ہو رہے ہیں۔ آیئے اس موقعہ کی مناسبت سے سب سے پہلے عہد کریں کہ ہم زندگی کا ہر لمحہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں گزاریں گے۔ سچے اور باعمل مسلمان بنیں گے، محنتی اور محبِ وطن پاکستانی بنیں گے۔

پاکستان اور بنی نوع انسان کی ترقی اور بہبود کے لیے کام کریں گے، نئی صدی کو اسلام کی عظمت اور سربلندی کی صدی بنائیں گے، نئی صدی کو جہالت، غربت اور افلاس سے نجات کی صدی بنائیں گے۔ نئی صدی میں حق و صداقت اور عدل و انصاف کی فرماں روائی قائم کریں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس صدی کو امن اور سکون کی صدی بنائیں گے۔

میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے آپ کی توجہ ایک نکتے کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ چودھویں صدی ہجری میں ہمارے بزرگوں نے ایک آزاد خود مختار ملک قائم کر کے اپنی اولاد اور آئندہ نسلوں کے لیے ایک مثال قائم کی۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم پندرھویں میں اپنی اولاد، جواں عمر نسل اور مستقبل کو کیا دیں گے۔

میرے خیال میں آئندہ نسلوں کے لیے نئی صدی ہجری کا اس سے بہتر کوئی تحفہ نہ ہو گا کہ ہم انہیں ایک مضبوط، مستحکم پاکستان دیں۔ انہیں ایک ایسا گھر عطا کریں جس میں اسلام کی بنیادیں مضبوط ہوں، جس میں ہر پاکستانی خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، عزّت و جان اور مال محفوظ ہو، جہاں ہر شخص کسی قسم کے فکر اور اندیشے کے بغیر بہتر مستقبل کے لیے کام کر سکے۔

اگر یہی ہمارا عہد ہے تو آیئے اسے پورا کرنے کے لیے یہ تہیہ کریں کہ ہم جوان ہوں یا بوڑھے، مرد ہوں یا عورت، مزدور ہوں یا کسان، سرکاری ملازم ہوں یا دکاندار ہم اپنی صلاحیتیں ایک بہتر، مضبوط تر اور محفوظ تر پاکستان تعمیر کرنے پر صرف کریں گے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں جس نے ہمیں یہ گھڑی آزادی کی فضا میں دیکھنا نصیب کی۔ آیئے ان عنایات کے لیے یکم محرم کو بعد نماز ظہر اجتماعی طور پر نماز شکرانہ ادا کریں اور خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کریں کہ:

یا اللہ نئی صدی ہجری کو ہمارے لیے ہدایت اور راہنمائی کی صدی بنا۔

یا اللہ نئی صدی ہجری کو پاکستان میں دین اسلام کی مکمل فرماں روائی کی صدی بنا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یااللہ نئ صدی ہجری کو عالم اسلام کے اتحاد اور سربلندی کی صدی بنا۔

یااللہ نئ صدی ہجری کو بنی نوع انسان کے لیے امن اور خوش حالی کی صدی بنا۔

یااللہ نئ صدی ہجری کو غلام قوموں کے لیے آزادی کی صدی بنا۔

یااللہ نئ صدی ہجری کو حق و صداقت اور عدل و انصاف کی صدی بنا۔

یا اللہ نئ صدی ہجری کو اہلیانِ پاکستان کے لیے اپنی رحمتوں اور خوشیوں کی صدی بنا۔

آمین ثم آمین۔ پاکستان زندہ باد!

(صدر مملکت پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی تقریر
جو انہوں نے یکم محرم ۱۴۰۱ھ، ۱۹ نومبر ۱۹۸۰ء میں کی تھی)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

۱۹۸۲ء کے واقعات

۷ محرم ۱۴۰۷ھ کے شیعہ جلوس کے موقع پر پھر چکوال کے حالات کشیدگی اختیار کر گئے۔ اہل سنت و الجماعت کے سات افراد کو راقم الحروف سمیت جہلم سنٹرل جیل میں نظر بند کر دیا گیا اور دوسرے ۱۸ سنی رفقاء پر دفعہ تیس کے تحت مقدمہ بنادیا گیا۔

فروری ۱۹۸۳ء کے حالات

اہل سنّت والجماعت کی احتجاجی قرار دادیں

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

- سانحہ نیو کراچی تخریب کاری کا ایک حصہ ہے
- شیعہ دھرنا مار سکیم کا سدباب کیا جائے

بخدمت جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

۱۸/ فروری ۱۹۸۳ء بروز جمعہ۔

اخباری اطلاعات کے مطابق سانحہ نیو کراچی کے حالات حسب ذیل ہیں:

گودھرا کالونی نیو کراچی میں سُنی مسلمانوں کی ۲۰، ۲۵ ہزار آبادی ہے اور صرف ۱۰، ۱۵ گھر شیعوں کے ہیں۔ شیعوں نے سنی آبادی کے عین وسط میں ایک رہائشی پلاٹ پر غیر قانونی طور پر امام باڑہ بنا لیا تھا، جہاں اشتعال انگیزی کرتے رہتے تھے۔ چوں کہ یہ امام باڑہ غیر قانونی تھا اس لیے حکام نے ۱۷/ جنوری کو یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس امام باڑہ میں شیعہ مزید توسیع نہیں کریں گے اور اس کی بجائے

عبدالوحید الحنفی

امام باڑہ کے لیے ایک دوسرا پلاٹ مختص کر دیا گیا۔ اس فیصلہ کو فریقین (سنی و شیعہ) نے تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ۲۸؍ جنوری کو شیعہ بڑی تعداد میں وہاں جمع ہو گئے۔ اشتعال انگیز تقریریں کیں اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے امام باڑہ میں نئی تعمیر شروع کر دی۔

اہل سنت والجماعت نے جب انہیں اس سے منع کیا تو اشتعال میں آ کر انہوں نے امام باڑہ کے قریب سنی مسلمانوں کے مکانوں کو آگ لگا دی۔ اسی دوران میں قرآن بھی جلائے گئے۔ (العیاذ باللہ) لیکن شیعوں کی خلاف ورزی اور زیادتی کے باوجود پولیس نے الٹا سنی مسلمانوں کو گرفتار کیا۔ اس کے باوجود شیعوں نے تخریب کاری کی سازش کے تحت وہاں ہزارہا کی تعداد میں جمع ہو کر ایم۔ اے جناح روڈ کو بلاک کر لیا۔ اور ۴، ۵ فروری بروز جمعہ و ہفتہ وہاں دھرنا مار کر بیٹھے رہے۔ اشتعال انگیز تقریریں کیں اور نعرے لگائے۔ حتیٰ کہ ان کے دباؤ میں آ کر حکومت سندھ نے ان کے ناجائز مطالبات تسلیم کر لیے۔ کراچی کے سنی مسلمانوں نے شیعوں کی اس امن سوز اور غیر قانونی کارروائی اور حکومت کی طرف سے ان کی ناز برداری کے خلاف شدید احتجاج کیا اور اپنے مطالبات حکومت کے

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

سامنے پیش کیے۔[1]

قرارداد

(ا) ان حالات میں نماز جمعہ کے موقع پر مدنی جامع مسجد میں سنی مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع حکومت سندھ کی اس کمزوری کو تشویش ناک قرار دیتے ہوئے شیعوں کے اس جارحانہ اقدام کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے۔ اور جناب صدر مملکت کو توجہ دلاتا ہے کہ شیعوں نے قبل از ۳، ۴ جولائی ۱۹۸۰ء کو اسلام آباد میں ایک تاریخی دھرنا مار کر (سیکرٹریٹ کا گھیراؤ کرتے ہوئے) حکومت کو مرعوب کر کے اپنے مطالبات منوا لیے تھے۔ اور اب پاکستان کے اہم مرکزی شہر کراچی میں غیر قانونی امام باڑہ بنانے اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے کے باوجود دوسرا دھرنا مار کر صوبائی حکومت کو جھکنے پر مجبور کر دیا۔ اور اگر شیعہ دھرنوں اور حکومت کی کمزوری کا یہ سلسلہ جاری رہا تو خدا جانے پاکستان کا انجام کیا ہو گا۔ لہٰذا یہ سنی اجتماع جنرل ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ تخریب کاری کے ان شیعہ دھرنوں کا مکمل طور پر سدباب کر کے ملک و ملّت

[1] بحوالہ روزنامہ حسارت کراچی ۶ر فروری۔ جنگ راولپنڈی ۷ر فروری۔ جنگ کراچی ۱۱ فروری ۱۹۸۳ء۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا جائے۔

(ب) سانحہ نیو کراچی کے سلسلہ میں گرفتار شدہ سنی مسلمانوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

(ج) غیر قانونی طور پر امام باڑہ بنانے، معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے، ایم۔ اے جناح روڈ بلاک کرنے اور قرآن جلانے کا ارتکاب کرنے والوں کو عبرت ناک سنگین سزا دے کر سوادِ اعظم اہلسنّت والجماعت کو مطمئن کیا جائے۔

(۲) آئے دن شیعہ اپنی اجتماعی قوت اور سینہ زوری کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ حالاں کہ ان کا کلمہ ایمان و اسلام (یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ علیٌ ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل) کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدینؓ، حضرات صحابہ کرامؓ، اہل بیت عظامؓ اور ملت اسلامیہ کے اجماعی کلمہ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) کے خلاف ہے۔

(ب) ان کی اذان بھی (جس میں وہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل کا اعلان کرتے ہیں) مسجد الحرام، مسجد نبوی اور امت مسلمہ کی متفق علیہ اذان کے خلاف ہے۔ لہٰذا مسلمانان اہل سنت والجماعت کا اجتماع جناب صدر مملکت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اگر وہ اسلامی نظام حکومت کا نفاذ چاہتے ہیں تو فوری آرڈیننس

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کے ذریعہ اس خلاف اسلام کلمہ و اذان پر پابندی لگا کر اصول و شعائرِ اسلام کا تحفظ کریں۔

(۳) سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت سے مطالبہ کرتا ہے کہ چوں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین ہیں اور ان کی خلافتیں اسلام کی معیاری خلافتیں ہیں۔ اس لیے باضابطہ خلفائے راشدین کے اسمائے مبارکہ کی تصریح کے ساتھ خلافت راشدہ کی پیروی میں پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کے نفاذ کا اعلان کیا جائے۔

(۴) صدر مملکت کا نافذ کردہ تحفظ ناموس صحابہؓ آرڈیننس گو ایک تاریخی اسلامی کارنامہ ہے لیکن ابھی تک وہ صرف صفحۂ قرطاس کی زینت بنا ہوا ہے۔ پاکستان میں سینکڑوں کتابیں اس آرڈیننس کے خلاف شائع ہو رہی ہیں اور سینکڑوں مقررین اس آرڈیننس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہے ہیں اور گو بعض کتابیں ضبط کی گئی ہیں۔ لیکن آج تک خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، امہات المؤمنین (یعنی ازواج مطہرات) اور اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف تحریری اور تقریری طور پر دریدہ دہنی کرنے والوں کو سزا نہیں دی گئی۔ جس کی بناء پر مسلمانانِ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

اہلسنّت و الجماعت جناب صدر کے اعلانِ اسلامی نظام سے مایوس ہو رہے ہیں۔

لہٰذا اہل سنت کا یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے فوجی اقتدار سے کام لے کر صحابہؓ آرڈیننس پر سختی سے عمل کرائیں اور توہین صحابہؓ و اہل بیت کے مرتکبین اور انتظامیہ کے ان افسروں کو عبرت ناک سزا دلوائیں جو باوجود ثبوت کے صحابہؓ آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو نہ گرفتار کرتے ہیں نہ سزا دیتے ہیں۔

والسلام

من جانب: خادم اہلسنّت

(قاضی) مظہر حسین غفرلہٗ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم

و امیر تحریکِ خدام اہلسنّت پاکستان

۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

مطابق ۱۸ر فروری ۱۹۸۳ء

بروز جمعہ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

۱۹۸۵ء چکوال الیکشن میں انتخابی معاہدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت احباب و خدام اہل السنت والجماعت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ہم نے جماعتی طور پر قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) کے لیے لیفٹیننٹ جنرل عبدالمجید صاحب ملک اور صوبائی اسمبلی کے لیے چودھری لیاقت علی خان صاحب (چکوال) کے حق میں ووٹ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

جنرل صاحب کا نشان کلہاڑا اور چودھری صاحب کا نشان کار ہے۔

آپ حضرات کو تاکید کی جاتی ہے کہ ان دونوں امیدواروں کو کامیاب بنانے کے لیے پوری جدوجہد کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو نمایاں کامیابی عطا فرمائیں۔ ملک و ملت کی خدمت کی توفیق دیں۔

اور حضور رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اصحاب و اہل بیت اور خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محبت و اطاعت نصیب فرمائیں۔ اور پاکستان میں نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کے لیے کام

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

کرنے کی توفیق دیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

خادم اہل سنت

(قاضی)مظہر حسین غفرلہٗ

امیر تحریک خدام اہلسنّت پاکستان ۱۹۸۵ء

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

چوہدری لیاقت علی صاحب سے انتخابی معاہدہ

میں بفضلہٖ تعالیٰ سنی العقیدہ مسلمان ہوں۔ نبی کریم، رحمت للعالمین، خاتم النبیین، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی مانتا ہوں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی دجال اور اس کے ماننے والوں (قادیانی اور لاہوری گروپ) کو مرتد اور قطعی کافر قرار دیتا ہوں۔

(۲)رسولِ پاک سرور کائنات ﷺ کے تمام صحابہؓ اور اہل بیت عظامؓ کو برحق اور جنتی مانتا ہوں اور حضور اکرم ﷺ کی تمام ازواجِ مطہرات کو امہات المومنین (مومنین کی مائیں) تسلیم کرتا ہوں۔رضی اللہ عنہم اجمعین

(ب)رسول پاک ﷺ کی چاروں صاحبزادیوں کو جنتی مانتا ہوں (یعنی حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ رضی اللہ عنہم کو برحق اور جنت کے جوانوں کے سردار تسلیم کرتا ہوں۔

(۳) حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو بالترتیب قرآن کے موعودہ برحق خلفائے راشدین مانتا ہوں اور ان کی خلافتِ راشدہ امتِ مسلمہ میں اسلامی نظام حکومت کا ایک اعلیٰ اور معیاری نمونہ ہے۔

(۴) اصلی کلمہ اسلام لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر میرا ایمان ہے۔ اور میں علی ولی اللہ اور خلیفۃ بلا فصل والے کلمہ اور اذان کو خلافِ اسلام سمجھتا ہوں۔

(۵) میں ان شاء اللہ تعالیٰ قوم و ملک کی مخلصانہ خدمت کروں گا۔

میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے حق چار یاریؔ مشن سے پوری طرح متفق ہوں اور ان کی مذہبی پالیسی کے مطابق خدمت کرتا رہوں گا۔

لیاقت علی خان

۳ جنوری ۱۹۸۵ء

چودھری لیاقت علی خان صاحب کے عقیدہ اور نظریہ سے میں مطمئن ہوں اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس الیکشن میں ان کی پوری پوری حمایت کروں گا۔

اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی عطا فرمائیں اور ملک و ملت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

خادم اہل سنت

مظہر حسین غفرلہٗ

۱۹۸۵ء کے حالات وواقعات

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی جدید معاہدہ کی پاسداری

چکوال ضلع بننے کے بعد ۷ محرم ۱۴۰۶ھ مطابق ۳۰/اکتوبر ۱۹۸۵ء کے ماتمی جلوس کے دوران مدنی مسجد کی گلی کے آخر میں پہلی ماتمی ٹولی نے ان الفاظ سے تبرّا بازی کی۔ حق علی کا ہٹ پلیدا۔

یہ الفاظ کیسٹ میں موجود ہیں۔ اس وقت شیخ ظہور الحق صاحب چکوال کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ وہ مدنی جامع مسجد کے دروازہ پر کھڑے تھے۔ حضرت مولانا مظہر حسین صاحب نے جب یہ الفاظ بعد میں کیسٹ میں سنے تو حیران ہوئے کہ اتنی دل آزاری۔ ڈی سی صاحب کو

بھی کیسٹ بھیج کر یہ الفاظ سنائے گئے۔

ان الفاظ میں خلفائے راشدینؓ کے خلاف کھلی تیرا بازی تھی۔ اور یہ الفاظ اہل السنت و الجماعت کے لیے سخت اشتعال انگیز تھے اس لیے مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے آئندہ جمعہ میں اعلان کر دیا کہ دوسرے طبقہ کا ماتمی جلوس اگر ایسا ہے تو آئندہ ہم ماتمی جلوس نہیں گزرنے دیں گے۔

اس کے بعد ڈپٹی کمشنر صاحب موصوف نے دوسرے طبقہ لیڈروں سے بات چیت شروع کی۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی جانب سے بھی وکلاء وغیرہ نے نمائندگی کی۔ جس کے نتیجہ میں ۱۷ صفر ۱۴۰۶ھ کے چہلم کے ماتمی جلوس سے پہلے ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو اہل السنت اور اہل تشیع کے مابین ایک تحریری معاہدہ طے پایا۔ جس میں لکھا گیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۷ صفر ۱۹۸۵ء کے جلوس کو امن و امان سے گزارنے کے لیے اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا کہ حسب سابق اس سال بھی ۱۷ صفر کا جلوس سابقہ روایات کے مطابق گلی چھپڑ بازار سے لے کر امام بارگاہ مہاجرین تک گزرے گا۔ آئندہ کے لیے ہر دو فریقین میں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یہ طے پایا کہ امام بارگاہ مہاجرین کے متبادل و متوازن کوئی دیگر جگہ امام بارگاہ کے لیے منتخب کی جائے۔ اس کے بعد آئندہ کے لیے جلوس کا راستہ اس طرح سے متعین کیا جائے گا کہ جلوس گلی مذکورہ مدنی مسجد سے نہ گزرے گا۔

یہ کام ایک کمیٹی کے سپرد کیا جائے گا جس کے کل آٹھ ممبران ہوں گے جو چار چار ہر دو فریقین کے ہوں گے اور فریقین کو قابل قبول ہوں گے۔ ہر کمیٹی کا انعقاد انتظامیہ کی زیر نگرانی کیا جائے گا۔ کمیٹی کے آٹھوں ممبران اپنے فیصلہ تک پہنچنے کے لیے مدّت کا خود تعین کریں گے۔

بتاریخ ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۵ء

ہائی وے ریسٹ ہاؤس چکوال

اس معاہدہ پر اہل تشیع کی طرف سے کرنل محمد خان، سید عاشق حسین شاہ، ملک مظہر حسین، رضا پاشا وکیل، چوہدری محمد علی، محمد نواز خان، غلام رضا، محمد جہان خان وکیل کے دستخط ہوئے۔

اور اہل سنت کی جانب سے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، چوہدری فضل حسین صاحب وکیل، کرنل محمد اقبال صاحب، قاضی محمد یعقوب صاحب، سید ضیاء الحسن زیدی صاحب، چوہدری محمد امیر بھٹی کے دستخط ہوئے اور تصدیقی دستخط ڈپٹی کمشنر شیخ ظہور الحق

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صاحب نے کیے۔

اس طرح چکوال کی سرزمین سے ایک آنے والا طوفان ٹل گیا۔ لیکن باوجود ۲۰ سال گزرنے کے آج تک فریق ثانی نے معاہدہ کی پاسداری نہیں کی۔

جب کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے تاحیات اس معاہدہ کی پاسداری کی۔ اس معاہدہ پر دستخط کرانے والے دونوں طرف کے کچھ قائدین دنیا سے رحلت کر کے دار البقاء میں چلے گئے ہیں جو باقی ہیں اللہ اُن کو توفیق دیں کہ وہ اس معاہدہ پر عمل کرا کر چکوال کے امن و امان میں اپنی خدمات سے دریغ نہ کریں۔

ڈی سی شیخ ظہور الحق صاحب نے ہوش مندی کا ثبوت دیا اور رات دن ایک کر کے ایک معاہدہ کرایا جس میں شیعہ سنی ہر دو نمائندوں نے دستخط کیے کہ اس دفعہ تو جلوس حسب سابق گزرنے دیا جائے آئندہ کے لیے شیعہ فریق کو متبادل جگہ دے کر جلوس کے روٹ کا راستہ اس طرح تبدیل کیا جائے گا کہ درمیان میں مدنی مسجد نہ آئے۔

اس معاہدہ کی بنیاد پر سُنّی قائد مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے سُنّی عوام کو نوید سنائی کہ پر امن حل حکام نے تجویز کر لیا، آئندہ کے لیے جلوس مدنی مسجد کی گلی سے نہیں گزرے گا۔ اس طرح یہ موقع ٹل گیا اور چکوال فساد میں لپیٹ میں آتے آتے محفوظ ہو گیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

۱۹۸۶ء کے حالات وواقعات

چکوال ۷ ۲ نومبر ۱۹۸۶ء

مدنی جامع مسجد کے قریب گورنمنٹ محمد علی ہائی سکول چکوال سرکاری مشترکہ تعلیمی ادارہ ہے۔ جس میں سب شہریوں کے بچے پڑھتے ہیں۔ اس عمارت پر ایک فریق نے اپنا مذہبی سیاہ پرچم لہرایا ہوا ہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے جمعہ پر خطاب کرتے ہوئے کہا:

عوام کا مطالبہ ہے کہ مشترکہ سرکاری ادارہ پر ایک فریق کا پرچم نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن مسلسل مطالبہ کے باوجود جب حکام پرچم اتارنے کے مطالبہ کو پورا نہ کرسکے تو اہل سنت نے اپنا پرچم بھی گورنمنٹ محمد علی ہائی سکول کی بلڈنگ میں نصب کر دیا۔ سکول کا عملہ بھی چاہتا تھا کہ یہ پرچم سکول کی عمارت پر نہیں ہونا چاہیے۔

جب دوسرے فریق نے پرچم نہ اتارا تو ۷ ۲ نومبر ۱۹۸۶ء کو اپنا پرچم بھی محمد علی ہائی سکول پر نصب کر دیا۔ اور دوسرے فریق کے پرچم کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد دوسرے فریق نے سنی پرچم اتارنا شروع کر دیا۔

انتظامیہ نے مداخلت کر کے فریقین کے افراد کو گرفتار کر لیا اور سکول سے دونوں پرچم اتر گئے۔ اور پولیس کا پہرہ لگا دیا گیا۔ بعد میں ضمانتوں پر رہائی ہوئی۔[1]

---

[1] اہل سنت کے جن افراد کو پابند کیا گیا تھا وہ یہ تھے۔ لیکن الحمدللہ کہ سب بری ہو گئے۔

۱	خالد تجمل حسن ولد غلام حسن	سلوئی
۲	محمد خالد ولد محمد اسلم	منارہ
۳	محمد اکبر ولد غلام نبی بھٹی راجپوت	بھرپور
۴	ظفر اقبال ولد فتح محمد	سکنہ سہگل آباد
۵	محمد شفیع ولد کالو خان	کھوکھر محلہ سٹی پولیس
۶	محمد فاروق ولد امام دین	سکنہ کھوکھر بالا
۷	مولوی عبدالوحید صاحب انچارج لائبریری	مدنی مسجد چکوال

قبل از گرفتاری ضمانت منظور ہو گئی ۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء

۱	ملک اتفاق حسین ولد غلام حیدر	چکوال
۲	مختار معاویہ صاحب ولد غلام مہدی	چکوال
۳	ظہور احمد صاحب مکتبہ رشیدیہ	چکوال
۴	منظور رشید صاحب ولد محمد شریف قصاب	

۱ اختر حسین ولد ظہور احمد قوم اعوان متعلم مدنی مسجد
۲ آفتاب احمد ولد غلام رسول متعلم جماعت ہشتم اے گورنمنٹ ہائی سکول چکوال
۳ صوفی غلام رسول ولد فضل الٰہی قوم اعوان محلہ حسینی چکوال
۴ محمد ادریس ولد محمد الیاس قوم شیخ قریشی قصاب محلہ موتی بازار چکوال
۵ الطاف حسین ولد حافظ محمد حسین قوم اعوان محلہ لائن پارک چکوال
۶ حبیب اللہ خان ولد آدم خان قوم ختک تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور
۷ فضل حسین ولد احمد دین قوم اعوان ساکن بھیں

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

۱۹۸۶ء میں مدنی جامع مسجد کی تالہ بندی

لیکن حسب سابق ۱۹۸۶ء میں شیعہ نے معاہدہ توڑنے کا اعلان کر دیا اور حسب روایت مدنی مسجد کی گلی سے ماتم کرتے ہوئے گزرنے کی کوشش کی۔ پولیس نے رات تین بجے مدنی مسجد کو گھیرے میں لے کر تلاشی لی اور آنسو گیس کے گولے پھینک کر سنی مسلمانوں کو گرفتار کر کے مسجد کی تالہ بندی کر کے ہزاروں پولیس کی نفری کے سایہ میں ماتمی جلوس نکال کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔

۱۹۸۷ء میں پھر حالات نے یہی شکل اختیار کی، حکام نے ہر ممکن کوشش کی لیکن شیعہ فریق اپنی ضد پر ڈٹا رہا کہ ہم نے تو ماتم کر کے ہی

عبدالوحید الحنفی
خادم اہلسنت

---

۸ حافظ اللہ یار صاحب ولد محمد خان اعوان بھٹالہ جھاٹلہ مدرس مدنی جامع مسجد چکوال
۹ محمد لطیف ولد احمد خان قوم مغل چک نورنگ
۱۰ حاجی احمد ڈرائیور ولد غلام قادر قوم گجر چک باقر شاہ
۱۱ محمد نواب ولد محمد شریف قوم بھٹی راجپوت جمالوال
۱۲ خدا بخش ولد شاہ ولی قوم جنجوعہ راجپوت جمالوال
۱۳ عبدالحکیم ولد فتح دین قوم گجر چک باقر شاہ
۱۴ لیاقت حسین ولد حاجی ظہور احمد محلہ مدنی مسجد چکوال
۱۵ محمد اسلم ولد سیف علی قوم کھوٹ قریش موہڑہ کورچشم
۱۶ محمد یوسف ولد حافظ نیک محمد قوم مستری محلہ لائن پارک چکوال
۱۷ حبیب الرحمٰن ولد ہیڈ ماسٹر محمد فاضل صاحب مدنی جامع مسجد چکوال

گزرنا ہے۔ ۱۹۸۸ء میں بھی یہی صورت حال رہی۔ ۱۹۸۹ء میں ۷ محرم تک سنی مطالبہ جب منظور نہ کیا تو سنی قائد قاضی مظہر حسین صاحب نے اعلان کیا، شیعہ خاموش گزرنا مانتے نہیں اور حکومت روٹ تبدیل نہیں کرتی، اب فوج آگئی ہے فوج جلوس گزارے گی۔ اب ہمارے لیے ایک ہی راستہ ہے کہ مدنی مسجد سے ہجرت کر جائیں کہ شاید ہماری عدم موجودگی میں ہی سنی عقیدہ کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے وہ خاموش گزر جائیں، یا حکومت اور فوج خاموش گزار دے۔

لیکن انہوں نے حوصلہ مندی کا ثبوت دیتے ہوئے وقت ٹالا۔ اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب جو کہ احتجاجاً مسجد میں اُس دن آئے ہی نہ تھے کہ شیعہ کو بھی سنی عقیدہ کا احساس نہیں اور حکومت کو بھی سنی جذبات کا پاس نہیں۔ اس لیے میں اپنی موجودگی میں مسجد کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتا۔

حضرت قاضی صاحب مسجد میں آئے اور سنی عوام کو سمجھایا تو یہ وقت ٹل گیا۔ لیکن پھر بھی شیعہ نے سنی جذبات کا کوئی احساس نہ کیا اور پرزور ماتم کرکے گزرے۔ اب آپ سمجھ لیں کہ کون فریق کس کی مسجد کے سامنے کس کی دل آزاری کر رہا ہے۔ اور حکومت خاموش تماشائی بن کر الٹا دل آزاری کرنے والوں کو فوج اور ہزاروں پولیس کی نفری کو

مسجد کی گلی سے صرف جلوس کو، جس کے گزرنے میں کل پونا گھنٹہ لگتا ہے، لاکھوں عوام کی خون پسینہ کی ہوئی دولت کو خرچ کرتی ہے اور تمام نظام معطل ہو کر رہ جاتے ہیں جب کہ معاملہ شریعت کی مخالفت اور شریعت کی حمایت کا ہے۔ قرآن مجید میں مسلمانوں کو شہیدوں کے قتل پر صبر کرنے کا حکم ہے اور بے صبری کی ممانعت ہے۔ حضور ﷺ کی احادیث میں بھی ماتم سینہ کوبی کی ممانعت ہے اور ائمہ اہل بیت امام حسینؓ، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق نے بھی سختی سے افعالِ ماتم کی ممانعت کی ہے اور منع کیا ہے کہ مومن کے لیے ماتم، سینہ کوبی اور نوحہ کی مجلس قائم کرنے کی ممانعت کی ہے۔ اور امام جعفر صادق نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ مصیبت کے وقت جس نے جزع، شور وفغاں، بلند آواز سے چیخنے چلانے اور سینہ پیٹنے اور پیشانی کے بال اکھاڑے اور نوحہ کی مجلس قائم کی اس نے صبر چھوڑ دیا اور اسلام کے راستے کے خلاف چلا۔[1]

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب یہ کہتے ہیں کہ اس قسم کے افعال سے اللہ تعالیٰ کے فرمان، حضور ﷺ کے ارشادات، ائمہ اہل بیت کے فرمودات کی مخالفت ہوتی ہے۔ یہ امور حرام ہیں اس لیے کم از کم یہ حرام امور اہل سنت کی مساجد کے سامنے سنی عقیدہ کے احترام میں نہ

[1] دیکھیے شیعہ کتاب حدیث فروع کافی ص ۱۲۱ جلد اول۔

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

کیے جائیں اور نہ حکومت کرنے کی اجازت دے یا روٹ تبدیل کر دے یا خاموش گزرنے کا پابند کر دے، لیکن اتنی سی بات ہے جو ایک فریق مان نہیں رہا اور حکومت لاکھوں روپیہ ضائع کر کے بھی شیعہ فریق کو سُنّی جذبات سے، ان کی مساجد کے سامنے وہ افعال کرنے کی اجازت دے کر کھیلتی ہے جو سنی عقیدہ میں صریح حرام ہیں۔ اب اہل انصاف یہ خود فیصلہ کریں کہ تخریب کار کون ہے اور جائز مطالبہ کس کا ہے اور اس جائز مطالبہ میں رکاوٹ کون ہے؟

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

ضمنی الیکشن ۱۹۷۴ء میں انتخابی فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قومی اسمبلی کے حلقہ چکوال کے ضمنی الیکشن میں آزاد امیدوار قاضی مشتاق احمد صاحب ایڈووکیٹ کے متعلق ہمیں یہ شبہ تھا کہ وہ مودودی عقائد سے متاثر ہیں لیکن ان کے اس واضح بیان سے ہمارا شبہ دور ہو گیا۔ اس لیے ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۴ء کے اس الیکشن میں خدام اہل سنت کی طرف سے سابقہ غیر جانبداری کے اعلان میں ہم یہ ترمیم کرتے ہیں کہ خدام اہل سنت جماعتی حیثیت سے تو اس الیکشن میں حصہ نہیں لیں گے لیکن ہم ووٹروں کو اختیار دیتے ہیں کہ وہ انفرادی طور پر اپنی صوابدید کے مطابق ووٹ استعمال کر سکتے ہیں۔

خادم اہل سنت

(قاضی) مظہر حسین غفرلہٗ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال

و امیر تحریک خدام اہل سنت صوبہ پنجاب

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ

مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۴ء

عبدالوحید الحنفی

شریعت بل ۱۹۸۵ء

تجاویز اور وضاحتیں

اخبارات میں آج کل مولانا عبد اللطیف صاحب کلاچی اور مولانا قاری سمیع الحق صاحب اکوڑہ خٹک کی طرف سے سینٹ میں پیش کردہ نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۸۵ء پر تبصرے، بیان بازی اور آراء کا اظہار کیا جارہا ہے۔ سینٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس بل کو رائے عامہ حاصل کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے۔ جو شخص، ادارہ انجمن یا کوئی تنظیم اس بل کی تمام یا اس کی کسی دفعہ پر رائے کا اظہار کرنا چاہے، تو وہ اپنی رائے سیکرٹری سینٹ، سیکرٹری بنک دولت پاکستان بلڈنگ اسلام آباد کو ارسال کر دیں۔ اس سلسلہ میں چند ضروری تجاویز پیش خدمت ہیں۔

مجوزہ شریعت بل کے اصل مقاصد سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہو سکتا، لیکن چوں کہ پاکستان میں مسلمانانِ اہل سنت و الجماعت کی عظیم اکثریت ہے۔ اس لیے ان کے شرعی اصول و حقوق کے لیے چند ترمیمی تجاویز حسب ذیل ہیں۔

ا۔ پاکستان کو سُنی اسٹیٹ قرار دیا جائے۔ جیسا کہ اکثریت کی بنا پر ایران کو شیعہ سٹیٹ قرار دیا گیا ہے۔

وضاحت

سنتِ رسول ﷺ کے ساتھ پائے نسبت لگانے سے مسلمانوں کی اکثریت سنی کہلاتی ہے۔ یعنی سنتِ رسول ﷺ کو قرآن کے بعد حجت اور معیار ماننے والے مسلمان۔

پیرانِ پیر سیدنا حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانیؒ سنی کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں:

"مومن پر لازم ہے کہ وہ السُنۃ والجماعۃ کی پیروی کرے۔ سنت وہ چیز ہے جسے آں حضرت ﷺ نے (قولاً وفعلاً) مسنون قرار دیا ہو، اور "جماعت" وہ احکام ہیں جن پر کہ صحابہ کرامؓ نے خلفائے اربعہؓ کی خلافت میں اتفاق کیا"۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۹۵)

خادم اہلسنت عبد الوحید حنفی

اس لیے سنی مسلمان اسلام اور قرآن کی اس تفسیر اور تعبیر کی پیروی کرتے ہیں جس کا ثبوت خاتم النبیین ﷺ اور جماعتِ خاتم المرسلین سے ملتا ہے۔ لہٰذا اس جماعت کو جو سنتِ رسول ﷺ کو معیارِ حق مانتا ہو سنی کہتے ہیں۔ اور پھر جمہوری اصول کے مطابق بھی چوں کہ پاکستان میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے، اس لیے پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار دینے پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ چوں کہ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قائم کردہ

حکومتِ الٰہیہ کا کامل و جامع نمونہ خلفائے راشدین، خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰؓ کا نظام خلافتِ راشدہ ہے، جو کہ قرآنی وعدہ کے تحت قائم ہوا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ نے بھی اپنی سنت کے ساتھ ان کی سنت کے اتباع کو لازم قرار دیا ہے۔ علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین۔ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کی اتباع لازم ہے۔

اس لیے مجوزہ شریعت بل دفعہ نمبر ۲ کی جز (ج) کے تحت یہ عبارت لکھی جائے:

"کتاب و سنت کے بعد خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کا اتباع لازم ہو گا۔ اور جو حکم یا ضابطہ ان سے ثابت ہو یا ماخوذ ہو، شریعت کا تشریعی معیاری حکم متصور ہو گا"۔

۳۔ دفعہ نمبر ۲ کی جز (د) کی تحت سابقہ دفعہ نمبر ۲ کی جز (ج) کی یہ عبارت لکھی جائے:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

”کوئی حکم یا ضابطہ جو اجماعِ امت (صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، اسی طرح ما بعد) سے ثابت یا ماخوذ ہو، شریعت کا معیاری تشریعی حکم متصور ہو گا“۔

۴۔ دفعہ نمبر ۲ کی سابقہ جز (د) کو خذف کر کے اس کے تحت یہ عبارت لکھی جائے:

”چوں کہ پاکستان میں سنّی حنفی مسلمانوں کی عظیم اکثریت ہے، اس لیے بطور پبلک لاء قرآن و سنت، فقہ حنفی کا نفاذ ہو گا (جیسا کہ ایران میں بطور پبلک لا فقہ جعفری نافذ ہے)“۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

فقہ حنفی کیا ہے؟

وضاحت

وہ احکام جو امت کے مسلمہ اور مستند دفقہ مجتہدین نے قرآن پاک، سنت رسول ﷺ، سنت خلفائے راشدین، اجماعِ امت کے قیاس واجتہاد کے ذریعے متنبط کر کے مدون کیے ہیں۔ مثلاً بارہ لاکھ نوے ہزار مسائل کا حل فقہ حنفی میں موجود ہے۔ شریعت بل کی جامعیت اور مستقبل میں پیش آنے والے مسائل کے حل کے لیے اس شق کے بعد ایک نئ شق کا اضافہ ناگزیر ہے۔ جس کا حاصل یہ ہو کہ:

اختلافی صورتوں میں اکثریتی فقہ (فقہ حنفی) کی تشریح اور فیصلہ بحیثیت قانون واجب العمل ہو گا۔ البتہ بعض حالات میں وقت کے متعمد اور مستند علمائے کرام کے اتفاق کے ساتھ فقہ حنفی کے علاوہ فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی کے کسی اور متفق علیہ مجتہد کی فقہ کے تحت حکم صادر کرنے کی بھی گنجائش ہو گی۔

۵۔ اس کے بعد دفعہ (ر) کے تحت یہ لکھا جائے کہ:

"اقلیتی مسلم فرقوں کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مسلک کے مطابق کیے جائیں گے"۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

۶۔ شریعت بل کی مجوزہ دفعہ نمبر ۱۲ کے تحت یہ عبارت لکھی جائے:

”قرآن و سنت کی وہی تعبیر معتبر ہو گی جو خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ (جن میں اہل بیت عظامؓ بھی شامل ہیں) اور اہل سنت و الجماعت کے مستند مجتہدین کے علم اصول تفسیر اور علم اصول حدیث کے مسلّمہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہو“۔

وضاحت

چوں کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام قیامت تک کے لیے دنیوی و اخروی فلاح و کامرانی کا ضامن ہے۔ اور بنی آدم کے تمام انفرادی و اجتماعی، ملکی و ملّی منافع کے حصول اور نقصانات سے تحفظ کے لیے اس میں اصول و احکام موجود ہیں۔ اس لیے خداوند عالم نے اپنے بندوں کے لیے قرآنِ حکیم میں ”اسلامی حکومت“ کے بنیادی اصول و فرائض بھی بیان کر دیے ہیں۔ تاکہ ہر دور میں مسلمان ان اصولوں کے تحت اسلامی مملکت کا نظام چلا سکیں، اور وہ ملکی و سیاسی سطح پر کبھی بھی غیر اسلامی نظریات کے محتاج نہ ہوں۔ اور چوں کہ پاکستان کا مقصدِ وجود بھی صحیح اسلامی نظام حکومت کا قیام ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ شریعت بل کی ترتیب و تدوین اسلامی اصول و عقائد کے تحت ہو۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

آئین شریعت کے بنیادی اصول

اللہ تعالیٰ نے اپنی معجزانہ کتابِ ہدایت قرآنِ حکیم میں شریعت کے جو بنیادی اصول بیان فرمائے ہیں، ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

حکم اللہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: ”جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ ظالم ہیں“۔(سورۃ مائدہ)

ان آیات میں تصریح ہے کہ دراصل بندوں کے لیے صرف اللہ کا یہی حکم ہے۔ اور حکم خداوندی کے خلاف فیصلہ کرنے والے ظالم ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو قرآن مجید کے اسی رکوع میں فاسق اور کافر بھی کہا گیا ہے۔

اطاعت رسول اللہ ﷺ

فرمایا: ”جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی ہی اطاعت کی“۔(سورۃ النساء ع ۱۱)

”پس آپ کے رب کی قسم یہ لوگ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے جھگڑوں میں آپ کو فیصلہ کرنے والا تسلیم نہ کرلیں۔ پھر جو جو آپ فیصلہ فرمادیں اس کی وجہ سے وہ اپنے

دلوں میں تنگی بھی محسوس نہ کریں اور آپ کے حکم کو پوری طرح مان لیں"۔(سورہ النساء ع ۹)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم اور فیصلہ اللہ کے مذکورہ حکم کے تحت ایمان کا معیار اور دین میں قطعی حجت اور دلیل ہے۔ اور آں حضرت ﷺ کے حکم، فیصلہ، قول و عمل، طریقہ اور نمونہ کو ہی شرعی اصطلاح میں سنت کہتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ معیارِ ایمان ہیں

اور چوں کہ تمام جماعت رسول اللہ ﷺ مابعد کی امت محمدیہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان اللہ کے دین پہنچانے کا واحد واسطہ ہے اور رسالت کی عینی گواہ ہے۔ اور حسبِ حکم خداوند تعالیٰ:

"اگر وہ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم (اصحاب) ایمان لائے ہو، تو وہ ہدایت پا گئے"۔(پ ا رکوع ١٦)

اطاعت خلفائے رسول اللہ

فرمایا خداوند کریم نے

"یہ (یعنی رسول اللہ ﷺ کے اصحاب) ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں حکومت دیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، ہر نیکی کا حکم کریں گے اور ہر برائی سے روکیں گے اور تمام

کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے"۔(پ۱۷ سورۃ الحج۔۷۰)

اس آیت میں اصحاب رسول ﷺ کی موعودہ حکومتِ الٰہیہ (خلافتِ راشدہ) کے متعلق ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے، جو حرف بحرف پوری ہوئی۔ نزول آیت کے وقت اصحاب رسول ﷺ کو ملکی اقتدار حاصل نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے ازلی ارادہ کے تحت چوں کہ ان کو آئندہ حکومت عطا ہونے والی تھی۔ اس لیے پہلے ہی قرآن حکیم میں اس کا اعلان کر دیا گیا۔ اور اس اعلانِ خداوندی کے مطابق حضور خاتم المرسلین ﷺ کے دور رسالت کے بعد دور خلافت کا ظہور ہوا۔ اور جماعتِ رسول صحابہ کرامؓ کے ذریعہ خلافت راشدہ قائم ہوئی۔

اس آیت میں نظام خلافت راشدہ کی معیاری حکومتِ اسلامیہ کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ اطاعت اللہ، اطاعت رسول اللہ ﷺ کے بعد اطاعت خلفاء و اصحاب رسول ﷺ کا درجہ ہے۔

جیسا کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کے لیے جماعتِ صحابہؓ مہاجرین وانصار کی اتباع کو شرط قرار دیا ہے۔ چناں چہ ارشاد ہے:

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

"جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی، خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں۔ اور اس نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اور ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے"۔(پ ۱۱۔ سورۃ توبہ)

اس جنتی جماعت مہاجرین اور انصار میں چار خلفاء راشدین ہوئے ہیں، اس لیے ان کی اتباع بحیثیت خلیفہ کرنی ہے۔ اور باقی جماعت کی انفرادی امور میں اتباع کرنے سے ہی اللہ کی رضا کا حصول ہو سکتا ہے۔ پھر حدیث رسول میں بھی حضور ﷺ نے خلفائے راشدین کی اتباع کو ضروری قرار دیا ہے۔

اجماع امت رسول اللہ ﷺ

فرمایا احکم الحاکمین نے:

"جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا اور مومنین کے راستہ کے علاوہ کسی اور راستہ پر چلے گا، جس طرف وہ پھرا ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے۔ اور

پھر اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ جو بہت برا ٹھکانہ ہے"۔ [1]

اس آیت میں المومنین سے سے مراد اول درجہ میں صحابہ کرامؓ ہیں جن کو قرآن مجید میں بدر، احد، حنین، بیعتِ رضوان کے موقع پر المومنین کے لقب سے سرفراز کرکے خطاب کیا گیا ہے۔

پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ ان کی اتباع کرنے والی ہر جماعت ہر دور میں (امتِ مسلمہ) مراد ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومنین امت مسلمہ کا کسی مسئلہ مین اجماع شرعی حجت ہے۔ اور اجماعِ امت کی اصطلاح اسی قسم کی قرآنی آیت سے ماخوذ ہے۔

چناں چہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس کے تحت فوائد قرانیہ میں لکھا ہے کہ:

"اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ اجماع امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے، یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے"۔

قیاس شرعی

کتاب و سنت خلفاء و صحابہؓ اور اجماع امت کے بعد قیاسِ شرعی بھی اصول دین میں سے ہے۔ قرآن مجید میں حکم ہے

1 سورۃ النساء ع ۱۷۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

واتبع سبیل من اناب اِلّی
(جو شخص میری طرف رجوع کرتا ہے اس کے راستہ کی پیروی کر)
ناسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون
(علم والوں سے پوچھ لو، اگر تم خود نہیں جانتے)
یعنی مجتہدین حضرات جو کتاب و سنت سے ہی استنباط و اجتہاد کرتے ہیں، وہ غیر مجتہد کے لیے حجت ہوتا ہے۔ تاکہ کسی ملحد کو کتاب و سنت میں معنوی تحریف کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کے لیے مجوزہ شریعت بل میں جو دفعات رکھی گئی ہیں، چوں کہ اکثر شہری علم شریعت سے واقف نہیں۔ اس لیے ضروری تشریح کر دی گئی ہے، تاکہ ہر مسلمان پر واضح ہو جائے کہ اس بل میں قرآن و سنت کے ساتھ، خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ، اجماع امت اور قیاس شرعی کے بارے میں جو دفعات ہیں ان سے بھی قرآن و سنت کی اصل تعبیر معلوم کی جاسکتی ہے۔

امید ہے کہ پاکستان سینٹ کے تمام ارکان شریعت بل کی مجوزہ ترامیم کے ساتھ تائید کر کے اور نفاذ آئین شریعت کا فریضہ سرانجام دے کر عنداللہ سرخرو ہوں گے۔

(ہفت روزہ استقلال لاہور۔ ج ۱۴، ش ۲۵۔ ۶ مئی تا ۱۳ مئی ۱۹۸۶ء)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چکوال میں طالبات کے ڈرامہ کے خلاف قرارداد مذمت
ہیڈ مسٹریس کو تبدیل کیا جائے

بخدمت محترم جناب وزیر تعلیم صوبہ پنجاب

جمعہ۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۶ء

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چکوال کی طالبات نے ۲۰، ۲۱، ۲۲ دسمبر ۱۹۸۶ء کو مینا بازار کے پروگرام کے دوران مہمان عورتوں کے سامنے ایک ڈرامہ کھیلا ہے جس میں نوجوان مسلم طالبات نے بادشاہ اور وزیر، شہزادی اور فقیر اور ان میں نکاح کیے جانے وغیرہ کا پارٹ ادا کیا ہے۔ حالاں کہ شرعاً اس قسم کے افعال حرام ہیں۔ چناں چہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

(ا) اللہ کی لعنت ہے اس مرد پر جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مرد کا لباس پہنے۔ (ابوداؤد شریف)

(ب) فرمایا گانے والی عورتوں کی خرید مت کرو اور ان کو گانا مت سکھلاؤ۔ (مشکوٰۃ شریف)

(ج) جب گانے والی عورتیں اور آلات سرود عام ہو جائیں گے۔ اس وقت میری امت میں خسف اور مسخ ہو گا۔ یعنی لوگ زمین میں

دھنس جائیں گے اور ان کے چہرے مسخ ہو جائیں گے۔[1]

(د) قرآن مجید میں تالیاں اور سیٹیاں بجانے کو کفار کی نماز و عبادت قرار دیا ہے۔ چناں چہ فرمایا: **ما کان صلوٰتھم عندالبیت الا مکاء وتصدیة** (سورۃ انفال)

کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ کے تحت:

(۱) مدنی جامع مسجد میں سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں مسلم طالبات کے اس ڈرامے کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے اور محکمۂ تعلیم سے مطالبات کرتا ہے کہ سکول کی ہیڈ مسٹریس کو فوراً یہاں سے تبدیل کیا جائے جو ان ڈراموں اور گانوں کے ذریعہ نوجوان لڑکیوں کے اسلامی اخلاق کو تباہ کر رہی ہے اور ان معلّمات کو بھی تبدیل کیا جائے جو بچیوں کو ڈراموں کی تربیت دیتی ہیں۔

(۲) مسلمانانِ اہل السنت والجماعت کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان کے تمام سرکاری تعلیمی درسگاہوں میں (سکولز ہوں یا کالجز) تالیاں، موسیقی اور ڈرامہ وغیرہ خلافِ شرع قبیح افعال پر مکمل طور پر پابندی عائد کر کے طلبہ اور طالبات کا اس

[1] ترمذی شریف۔

قسم کے مخرّبِ اخلاق افعال سے تحفظ کیا جائے۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ
خطیب مدنی جامع مسجد چکوال
وامیر تحریکِ خدام اہل سنت پاکستان
۲۶ دسمبر ۱۹۸۶ء
ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

کاپی ٹو جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب
کاپی ٹو جناب وزیر اعظم محمد خان جونیجو اسلام آباد
کاپی ٹو جناب ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر چکوال
کاپی ٹو جناب ڈپٹی کمشنر صاحب چکوال

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یا اللہ جل جلالہ
صلی کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
حق چار یار

نقوشِ زندگی

۱۹۸۷ء
عظیم فتنہ
اور
اکابر اہل سنت
کی
حق گوئی

خادم اہلسنت
حافظ
عبدالوحید الحنفی

سلسلہ اشاعت نمبر 60

باب 4

۱۹۸۷ء کے حالات

سُنّی شیعہ متفقہ ترجمہ قرآن کا عظیم فتنہ

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان نے اہل سنت اور اہل تشیع کے علماء کی ایک مشترکہ کمیٹی مقرر کی ہے جو قرآن مجید کا ایسا ترجمہ کریں گے جو اہلِ السنت والجماعت اور شیعہ دونوں کے لیے قابل قبول ہو۔ یہ تجویز گو بظاہر اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن بحقیقت یہ ملّتِ اسلامیہ کے لیے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ کیوں کہ مسلمانانِ اہل سنت اور شیعوں کے مابین نہ صرف فروعی بلکہ بنیادی اور اصولی اِختلاف پایا جاتا ہے۔

چناں چہ شیعہ مذہب کے عقائد میں سے عقیدہ امامت، رجعت، تحریف قرآن، تقیہ، متعہ، تبرّا وغیرہ ایسے عقائد ہیں جو کتاب و سنت کے خلاف ہیں۔ لیکن شیعہ انہی عقائد کو کتاب و سنت پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ تو پھر قرآن کا ایسا ترجمہ کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے، جس سے مذکورہ شیعہ عقائد بھی ثابت کیے جائیں اور اہل السنت والجماعت بھی مطمئن ہو

جائیں۔

این خیال است و محال است و جنوں

عقیدہ امامت اور کلمہ شیعہ

شیعہ اثنا عشریہ کے نزدیک منصب امامت منصب نبوت سے افضل ہے۔العیاذ باللہ۔

چناں چہ شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں:

"مرتبہ امامت مرتبہ پیغمبری سے بالاتر ہے۔"[1]

اور اسی عقیدہ امامت کی بناء پر شیعوں کے نزدیک بارہ امام (حضرت علیؓ سے لے کر حضرت مہدی تک) انبیائے سابقینؑ سے افضل ہیں اور اسی وجہ سے شیعوں نے کلمہ اسلام میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بعد علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفہ بلافصل کا اضافہ کر لیا ہے اور اذان میں بھی وہ حضرت علی المرتضیٰؓ کے متعلق خلیفہ بلافصل کا اعلان کرتے ہیں۔

شیعہ تراجم اور عقیدہ امامت

قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کے تذکرہ میں ہے۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝[2]

---

[1] حیات القلوب مترجم ج۳، باب ادربار امامت۔ناشر امامیہ کتب خانہ موچی دروازہ لاہور۔

[2] سورۃ الزخرف آیت ۲۸

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس آیت کا ترجمہ یہ لکھا ہے:

"اور (وصیت کے ذریعہ) وہ اس (عقیدہ) کو اپنی اولاد میں (بھی) ایک قائم رہنے والی بات کر گئے۔"

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس کی تشریح یہ لکھتے ہیں:

مطلب یہ ہے کہ اپنے عقیدہ توحید کو انہوں نے اپنی ذات تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اپنی اولاد کو بھی اسی عقیدے پر قائم رہنے کی وصیّت فرمائی۔ (تفسیر القرآن)

لیکن شیعہ مترجم مولوی امداد حسین کاظمی نے اس آیت کا یہ ترجمہ لکھا ہے:

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

"اور اس نے اپنی اولاد میں باقی رہنے والا کلمہ قرار دیا تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ کی طرف) رجوع کرتے رہیں۔"

حاشیہ پر مترجم موصوف بحوالہ تفسیر مجمع البیان و تفسیر صافی لکھتے ہیں:

"امام جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ امامت قیامت تک اولاد حسین میں باقی رہے گی۔"

اور مشہور شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ ائمہ دنیا میں پھر تشریف لائیں گے۔

(۲) آیت

وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ (سورۃ الانعام رکوع ۲)

حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے اس آیت کا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ:

"میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو (ان وعیدوں سے) ڈراؤں۔"

لیکن شیعہ مترجم مولوی امداد حسین کاظمی لکھتے ہیں:

"اور یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے۔ تاکہ میں اس کے ذریعہ تم کو ڈراؤں اور (میرے بعد) وہ ڈرائے جس کو (یہ قرآن) پہنچے۔"

اور حاشیہ پر لکھتے ہیں:

"تفسیر صافی پر بحوالہ مجمع البیان و کافی و تفسیر عیاشی جناب امام جعفر صادقؒ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ مَنْۢ بَلَغَ آل محمد سے امام ہوتا رہے گا۔ جو آں حضرت ﷺ کے بعد قرآن کے ذریعہ لوگوں کو اس طرح ڈرائے گا، جس طرح آں حضرت ﷺ ڈرایا کرتے تھے۔"

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اہل علم جانتے ہیں کہ مذکورہ بالا دونوں آیتوں کا عقیدہ امامت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور شیعہ مترجمین نے خواہ مخواہ ان سے عقیدہ امامت ایجاد کر لیا ہے۔

اسی طرح شیعہ مترجمین اور مفسرین نے قرآن مجید کی سینکڑوں آیات سے اپنا عقیدہ امامت ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ حالاں کہ قرآن مجید کی کسی ایک آیت سے بھی ان کا مزعومہ عقیدہ امامت ثابت نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ رجعت اور قرآن

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

شیعہ امامیہ کا ایک من گھڑت عقیدہ رجعت کا بھی ہے۔ چناں چہ اصول و فروع کافی کے مترجم مولوی ظفر احسن امروہوی لکھتے ہیں:

"ہمارا عقیدہ ہے کہ قیامت صغریٰ میں جو قیامت کبریٰ سے پہلے ہو گی کچھ لوگ زندہ کیے جائیں گے، یہ زمانہ حضرت حجت (یعنی امام مہدی) کے ظہور کا ہو گا۔ جن لوگوں نے اولاد رسول ﷺ پر ظلم کیا ہو گا اُن سے بدلہ لیا جائے گا۔ (عقائد الشیعہ ص ۵۶)

اور اس باطل عقیدہ رجعت کو بھی شیعہ علماء قرآن سے ثابت مانتے ہیں۔ چناں چہ

اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۴۸)

کا ترجمہ مشہور شیعہ مترجم مولوی فرمان علی نے یہ لکھا ہے کہ ”تم کہیں بھی ہو گے خدا تم سب کو اپنی طرف لے آئے گا“۔ اور اس کے تحت حاشیہ میں یہ نکتہ سنجی کی ہے کہ: اس سے اشارہ ہے رجعت اور ظہور امام عصر مہدی آخر الزماں کی طرف۔ اگرچہ عقل کے دشمن اس میں بھی بات کا بتنگڑ بناتے ہیں۔ الخ

اور شیعہ مترجم مولوی امداد حسین کاظمی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ اکمال الدّین اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد (یعنی امام مہدی) کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جو رات کو اپنے اپنے بستروں سے مفقود ہو جائیں گے اور صبح انہیں مکہ معظمہ میں ہو گی۔ اور بعض ان میں سے دن دیہاڑے بادلوں کی سواری پر جائیں گے۔ الخ (تفسیر المتین)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲) آیت

قَالُوْا رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا (سورۃ المؤمن آیت ۱۱)

کا ترجمہ تو مولوی فرمان علی یہ لکھتے ہیں:

وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہم کو دو (۲) بار مار چکا اور دو (۲) بار زندہ کر چکا تو اب ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔

پھر اس کے تحت حاشیہ میں لکھتے ہیں: پہلی موت سے دنیاوی زندگی کے بعد کی موت مراد ہے۔ اور دوسری موت سے رجعت کے بعد کی اور پہلی دفعہ زندہ کرنے سے رجعت کا زندہ کرنا اور دوسری دفعہ زندہ کرنے سے قیامت میں زندہ کرنا ہے۔

اور مولوی امداد حسین کاظمی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: تفسیر صافی ص ۴۴۳ پر بحوالہ تفسیر قُمی امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ان لوگوں کا یہ قول زمانہ رجعت میں ہو گا۔

اور پاکستان کے ایک اور شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو (مقیم سرگودھا) بعنوان "رجعت کا اِثبات قرآن کی روشنی میں" حسبِ ذیل آیت پیش کرتے ہیں

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ (سورۃ السجدۃ آیت ۲۱)

تاکہ ہم ان لوگوں کو بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب کا ذائقہ چکھائیں۔ (تجلیات صداقت ۵۰۰)

اور شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے بھی اس آیت کے تحت لکھا ہے تفسیر قُمی میں ہے کہ:

العذاب الادنیٰ سے مراد ہے زمانہ رجعت میں تلوار کا عذاب جو جناب صاحب الامر (یعنی امام مہدی) کے ہاتھ سے آں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کو چکھنا پڑے گا۔

اور سورۃ السجدہ کی آخری آیت

قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانهم فلاهم ینظرون

کے تحت مولوی مقبول احمد لکھتے ہیں: اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ فیصلہ کب ہو گا، تم یہ کہہ دو کہ فتح کے دن ان لوگوں کو جو کافر ہو گئے ان کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ایک مثل ہے جو خدا تعالیٰ نے رجعت کے بارے میں اور جناب قائم آل محمد (یعنی امام مہدی) کے بارے میں بیان فرمائی۔ الخ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اسی طرح کئی اور آیات سے شیعہ مفسرین نے اپنا عقیدہ رجعت اختراع کیا ہے۔ حالاں کہ شیعوں کا مخصوص عقیدہ رجعت قرآن حکیم کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہو سکتا۔

رجعت میں کیا ہو گا

شیعہ رئیس المحدثین باقر مجلسی لکھتے ہیں:

جب امام مہدی ظاہر ہوں گے عائشہؓ کو زندہ کر کے ان پر حد جاری کریں گے۔ (حق الیقین مترجم اُردو مطبوعہ لاہور ص ۳۴۷)

(ب) "جب امام مہدی ظاہر ہوں گے، سب سے پہلے ان کی بیعت

حضرت محمد ﷺ کریں گے پھر حضرت علیؓ۔" (ایضاً ص ۳۴)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

(ج) "جس وقت قائم (یعنی امام مہدی) ظاہر ہوں گے، کافروں سے پہلے وہ سُنیوں سے ابتداء کریں گے۔ اور ان کو علماء سمیت قتل کریں گے۔" (ایضاً حق الیقین ص ۵۶۷)

(د) امام جعفر صادق کی طرف ایک طویل من گھڑت روایت منسوب کی ہے، جس میں لکھا ہے کہ امام مہدی ابو بکرؓ و عمرؓ کو ہزار مرتبہ زندہ کریں گے اور قتل کریں گے۔[1]

شیعہ تقیہ اور قرآن

شیعہ مذہب کا ایک خاص بنیادی عقیدہ تقیہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے قلبی اعتقاد کے خلاف زبان سے خلاف حق بات کا اظہار کرے تو اس پر بہت زیادہ اجر ملتا ہے۔

چناں چہ شیعہ مذہب کی اصح الکتب اصول کافی میں یہ روایت ہے کہ فرمایا حضرت امام محمد باقر نے تقیہ میرا دین ہے اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے۔ جس کے لیے تقیہ نہیں، اس کے لیے دین نہیں۔[2]

اور دور حاضر کے شیعہ امام خمینی نے بھی اپنے ائمہ اہل بیت کو تقیہ کا

---

[1] حق الیقین مطبوعہ طہران ص ۳۴۲۔ باب درِ اثبات رجعت۔

[2] شافی ترجمہ اصول کافی ج ۲۔ باب ۹۷ تقیہ۔ ص ۲۴۳۔

خادم اہل سنت عبد الوحید الحنفی

مرتکب قرار دیا۔ چناں چہ لکھتا ہے کہ:

"اور کبھی حالات ایسے ہوتے کہ امام حقائق کو بیان نہ کر پاتے اور ایک مطلب بیان کرتے اور اس کے بعد اس کے مخالف حکم صادر فرماتے۔ تقیہ پیش آیا اور وہ روایات جو اہل بیت سے صادر ہوئی ہیں بہت سی دو پہلو رکھتی ہیں اور ایک دوسرے سے معارض نظر آتی ہیں۔" (حکومت اسلامی مترجم ص ۷٦)

اور شیعہ مفسرین نے اپنا عقیدہ تقیہ بھی قرآن سے نکال لیا ہے۔

چناں چہ پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۲۸۔

اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً

کے تحت مولوی فرمان علی لکھتے ہیں "اس سے تقیہ کا حکم ثابت ہے کیوں کہ یہی خدا اور اس کے انبیاء اور ائمہ اخلاقی حکماء کا دین ہے۔"

اور مولوی امداد حسین کاظمی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

تفسیر صافی ص ۸۱ میں احتجاج طبرسی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جناب امیر المؤمنین (یعنی حضرت علیؓ) نے فرمایا خداوند تعالیٰ ہمیں اپنے دین میں تقیہ استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے۔ کیوں کہ وہ فرماتا ہے: اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً

اور شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بعض قاریوں نے حسبِ تنزیل خدا اس کو تقیہ پڑھا ہے اور اگر تقاہ بھی پڑھا جائے تب بھی معنی اس کے تقیہ ہی کے ہوں گے۔ صرف چالاکی یہ کی گئی ہے کہ تقاہ پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ عوام النّاس کو یہ دھوکہ دیا جائے کہ لفظ تقیہ قرآن مجید میں نہیں ہے۔ الخ

مولوی مقبول صاحب کا مطلب یہ ہے کہ اصل وحی میں تو تقیہ کا لفظ تھا لیکن صحابہ کرام نے اس کی جگہ تقاہ لکھ دیا۔ العیاذ باللہ

شیعہ متعہ اور قرآن

پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۲۴ میں ہے:

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

”پھر (نکاح ہو جانے کے بعد) جس طریق سے تم ان عورتوں سے منتفع ہوئے ہو، سو ان کو (ان کے عوض) ان کے مہر دو جو مقرر ہو چکے ہیں۔“

ترجمہ: (مولانا تھانویؒ) پھر جس کو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے تو ان کو دو ان کے حق جو مقرر ہوئے۔

اور آیت مذکورہ کا ترجمہ مولوی فرمان علی شیعہ یہ لکھتے ہیں:

ہاں جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہو، تو انہیں جو مہر متعیّن کیا ہے، دے دو۔

اور شیعی مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے:

پھر ان سے جس سے تم متعہ کرلو تو مقرر کیا ہوا مہر ان کو دو۔

اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ متعہ کی اجازت قرآن مجید میں نازل ہوئی اور سنّتِ رسول خُدا کے ذریعہ سے اس کا اجراء ہوا۔

اور مولوی امداد حسین کاظمی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

یہ آیت متعہ کے حلال ہونے پر واضح دلالت کرتی ہے۔ تفسیر صافی ص۱۰۶ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ آیت اس طرح نازل ہوئی: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی۔ الخ

تو گویا شیعہ مفسر کے نزدیک صحابہ کرام نے اِلٰی اجلٍ مسمی کے الفاظ قرآن سے نکال دیے۔ العیاذ باللہ

شیعہ مذہب میں متعہ یہ ہے کہ دو (۲) غیر محرم مرد و عورت کچھ لے دے کر ایک مدّت مقرر کرلیں اور آپس میں صحبت کرتے رہیں اور اس میں گواہوں کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ تو کیا زنا بالرّضا اور اس متعہ میں کوئی فرق باقی رہ جاتا ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ اس متعہ کا ثواب اتنا ہے جو کسی اور عبادت میں نہیں ہے۔

خادم اہلسنّت عبدالوحید

(ا) چناں چہ شیعہ رئیس المجتہدین علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں:

(رسول خدا نے فرمایا) میں تم کو متعہ کرنے کا حکم دیتا ہوں، تاکہ میرے بعد اور میرے زمانے میں یہ میری سنت رہے۔ جو متعہ کرنے سے منکر ہو، اس نے مجھ سے مخالفت کی۔ (عجالۂ حسنہ ص ۱۰)

(ب) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے متعہ کا ثواب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"جس وقت (وہ) فارغ ہو کے غسل کرتے ہیں، باری تعالیٰ عزّ اِسمُہٗ ہر قطرہ سے (جو ان کے جسم سے جُدا ہوتا ہے) ایک ایسا مَلک (فرشتہ) خلق کرتا ہے جو قیامت تک تسبیح و تقدیس ایزدی بجالاتا ہے۔ اور اس کا ثواب ان کو پہنچتا ہے۔"

(ج) لاہور کے مشہور شیعہ مجتہد علی الحائری کے والد ابوالقاسم رضوی نے اپنی کتاب "بُرہان المتعہ" میں ایک اور روایت لکھی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک بار متعہ کیا اس کا درجہ حضرت حسینؓ کی مانند ہے، جس نے دو (۲) بار متعہ کیا اس کا درجہ حضرت حسنؓ کے درجہ کی مانند، جس نے تین بار متعہ کیا اس کا درجہ حضرت علیؓ کے درجہ کی مانند اور جس نے چار بار متعہ کیا اس کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کی مانند ہے۔" العیاذ باللہ۔ اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یہی حدیث شیعوں کی مستند تفسیر مَنۡہَجُ الصَّادقین میں بھی منقول ہے۔

یہ ہے شیعہ مذہب کا متعہ اور اس کے مخصوص فضائل، جس کو وہ قرآن سے ثابت مانتے ہیں۔ حالاں کہ جو نکاح متعہ اسلام سے پہلے رائج تھا، وہ نکاح موقت ہوتا تھا۔ اور اس میں گواہ بھی ہوتے تھے۔ اسلام میں کسی ایسے متعہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے جس میں گواہ بھی نہ ہوں۔

پاؤں کا مسح اور قرآن

شیعہ مذہب میں وضو میں پاؤں کا دھونا فرض نہیں، بلکہ مسح فرض ہے۔ اور اس کو بھی وہ قرآن کی حسب ذیل آیت سے ثابت کرتے ہیں۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ[1]

(ا) اے ایمان لانے والو! جب تم نماز کے لیے آمادہ ہو تو اپنے منہ دھو ڈالو اور اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت اور اپنے سروں کے بعض حصہ کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کر لو۔ (ترجمہ مولوی مقبول احمد دہلوی)

اس آیت کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: امام باقر نے اپنے ہاتھوں کی تری

[1] سورۃ المائدہ آیت ٦

سے سر مبارک کا اور دونوں پائے مبارک کا مسح کیا اور مسح کے لیے کوئی جدید پانی نہ لیا۔

(۲) اور اپنے پیروں کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کر لیا کرو۔[1]

(۳) اور مسح کرو اپنے سروں کے کچھ حصہ کا اور اپنے پاؤں کا۔[2]

اور اہل السنت و الجماعت میں سے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اس کا ترجمہ یہ لکھتے ہیں:

اور اپنے سروں پر (بھیگا) ہاتھ پھیرو اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت دھوؤ۔

مذہب اہل السنت والجماعت میں اس آیت سے وضو میں پاؤں کا دھونا ثابت ہوتا ہے اور یہی حق ہے۔ لیکن ساری مِلّت کے خلاف شیعہ پاؤں کا دھونا فرض نہیں قرار دیتے۔ سنی شیعہ مذہب کا بنیادی اور اصولی اختلاف شیعہ تراجم قرآن سے ہی واضح ہو جاتا ہے کہ جن عقائد و مسائل کو وہ قرآن سے ثابت کرنے کی بے بنیاد کوشش کرتے ہیں، مسلمانان اہلِ السنت والجماعت انہی کو خلاف اسلام و قرآن قرار دیتے ہیں۔ پھر سُنّی شیعہ متفقہ ترجمہ قرآن کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

[1] ترجمہ فرمان علی۔

[2] مولوی امداد حسین کاظمی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں

مذکورہ بالا اختلاف عقائد تو اس صورت میں ہی پایا جاتا ہے جبکہ شیعہ موجودہ قرآن کو صحیح اور غیر محرّف مانتے ہوں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس قرآن حکیم کے متفقہ ترجمہ کرانے کی فکر حکومت کو دامن گیر ہے، شیعہ امامیہ اس کو محرف اور مبدل مانتے ہیں۔ اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ نے اصلی قرآن میں کمی بیشی کر دی تھی۔ اور اصلی قرآن وہ ہے جو حضرت علیؓ نے جمع کیا تھا۔ اور وہ اب امام مہدی کے پاس موجود ہے جو تیسری صدی ہجری سے ایک غار میں روپوش ہیں۔ قربِ قیامت میں جب آپ ظاہر ہوں گے تو اصلی قرآن بھی آپ کے ساتھ ظہور پذیر ہو گا۔ چناں چہ

(۱) شیعہ مذہب کی اصح الکتب اصول کافی میں تصریح ہے کہ:

راوی کہتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق) کے سامنے قرآن پڑھا۔ میں کان لگا کر سُن رہا تھا۔ اس کی قرأت عام لوگوں کی قرأت کے خلاف تھی۔ حضرت نے فرمایا اس طرح نہ پڑھو بلکہ جیسے سب لوگ پڑھتے ہیں تم بھی پڑھو۔

جب تک ظہور قائم آل محمد (یعنی امام مہدی) نہ ہو۔ جب ظہور ہو گا تو وہ قرآن کو صحیح صورت میں تلاوت کریں گے اور اس قرآن کو نکالیں گے جو حضرت علیؓ نے اپنے لیے لکھا تھا۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اور فرمایا جب حضرت علی جمع قرآن اور اس کی کتابت سے فارغ ہوئے تھے تو آپ نے اس کو حکومت کے سامنے پیش کر کے فرمایا کہ یہ کتاب اللہ جس کو میں نے اس ترتیب سے جمع کیا ہے، جس طرح حضرت رسول خدا ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ میں نے اس کو دو (۲) لوحوں (لوحِ دل اور لوح مکتوب) سے جمع کیا ہے۔

انہوں نے کہا ہمارے پاس جامع قرآن موجود ہے، ہمیں آپ کے قرآن کی ضرورت نہیں۔ حضرت نے فرمایا بخدا اس کے بعد اب تم کبھی اس کو نہ دیکھو گے۔ میرا فرض ہے کہ میں تم کو اس سے آگاہ کر دوں تاکہ تم اس کو پڑھو۔[1]

اصول کافی کے مترجم شیعہ ادیب مولوی ظفر احسن امروہوی ہیں۔ انہوں نے ترجمہ میں بھی جو مغالطہ دیا ہے اس کی نشاندہی میں نے اپنی کتاب "سُنّی مذہب حق ہے" ص ۲۵ پر کر دی ہے۔

(۲) شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں:

ابو بکرؓ نے جناب امیرؓ کو بیعت کے لیے بلایا۔ جناب امیر نے فرمایا میں نے قسم کھائی ہے جب تک قرآن جمع نہ کر لوں، گھر سے باہر نہ آؤں گا اور چادر کندھے پر نہ ڈالوں۔

---

[1] شافی ترجمہ اصول کافی ج ۲۔ کتاب فضل القرآن ص ۶۳۱۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

بعد چند روز کے فرقان ناطق یعنی جنابِ امیر نے قرآن کو جمع فرمایا۔ اور جزدان میں رکھ کر سر بمہر کر دیا۔ پھر مسجد میں تشریف لا کر مجمع مہاجرین و انصار میں ندا فرمائی کہ اے گروہ مروان، جب میں دفن پیغمبر آخر الزمان سے فارغ ہوا۔ بحکم آں حضرت قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوا۔ اور جمیع آیات و سورہ ہائے قرآن کو میں نے جمع کیا اور کوئی آیہ آسمان سے نازل نہ ہوا جو حضرت نے مجھے نہ سنایا ہو اور اس کی تعلیم مجھے نہ کی ہو۔

چوں کہ اس قرآن میں چند آیات کفر و نفاق منافقین قوم و آیات نَص خلافتِ جنابِ امیر پر صریح تھے اس وجہ سے خلافت نے اس قرآن سے انکار کر دیا۔

جناب امیر خشم ناک اپنے حجرہ طاہرہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا اب اس قرآن کو تم لوگ تا ظہور قائمِ آل محمد نہ دیکھو گے۔ الخ[1]

اس سے ثابت ہوا کہ شیعہ صرف قرآنی آیات کی ترتیب میں تبدیلی کے قائل ہی نہیں بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے کئی آیات قرآن سے نکال دی ہیں۔ معاذ اللہ

[1] جلاء العیون مترجم اردو ج ا۔ ص ۲۰۳۔ ناشر جنرل بک ایجنسی اندون موچی دروازہ لاہور۔

اور ملا یعقوب کلینی کی مؤلفہ اصول و فروع کافی میں بیسیوں ایسی روایات منقول ہیں جن میں تصریح ہے کہ فلاں فلاں آیت اصلی قرآن میں تھیں جن کو موجودہ قرآن سے خذف کر دیا گیا۔ مثلاً

(۱) ”راوی کہتا ہے کہ امام رضاؑ نے میرے پاس ایک قرآن بھیجا اور لکھا اس کی نقل نہ کرنا۔ میں نے اسے کھولا اور پڑھا۔ اس میں سورۃ بینہ (پ۳۰) لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا میں قریش کے ستر آدمیوں کے نام مع ان کے باپوں کے نام سے لکھے تھے۔ پھر کسی کو میرے پاس بھیج کر کہا کہ یہ قرآن مجھے واپس بھیج دو۔“[1]

کتاب فصل الخطاب

ایک شیعہ مجتہد علامہ حسین بن محمد تقی النوری متوفی ۱۳۲۰ھ نے ایک کتاب بنام ”فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب“ تصنیف کی ہے۔ جس میں اس نے پورے زور و شور سے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ قرآن مجید میں ہر قسم کی تحریف کی گئی ہے۔

چناں چہ انہوں نے لکھا ہے کہ وَھِیَ کَثِیۡرَۃٌ جِدًّا قال السیّد نعمت اللہ الجزائری فی بعض مُؤلَّفَاتِہٖ کما حُکِیَ عنہ ان الاخبار الدالۃ علی ذلک تزید علی اَلۡفَیۡ حدیث و ادّعی استفاضتھا جماعۃ کالمفید و

[1] شافی ترجمہ اصول کافی ج۲، ص۶۲۹۔

المحقق الداماد و العلامة المجلسی و غیرهم بل الشیخ ایضاً صرح فی التِّبیَان بکثرتها بل ادعی تواترها جماعةیَاتِی ذکرهم۔[1]

یعنی جو احادیث قرآن میں تحریف ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ حتیٰ کہ سید نعمت اللہ الجزائری نے اپنی بعض تصانیف میں لکھا ہے کہ جو احادیث قرآن میں تحریف ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ دو(۲) ہزار سے بھی زیادہ ہیں اور ایک جماعت نے ان احادیث کے مستفیض ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ مثلاً مفید۔ محقق داماد۔ علامہ مجلسی وغیرہ۔ بلکہ شیخ طوسی نے بھی اپنی تفسیر البیان میں بھی احادیث کی کثرت کا دعویٰ کیا ہے۔ بلکہ ایک جماعت نے ان احادیث کے متواتر ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے، جس کا ذکر آگے آنے والا ہے۔ (سید نعمت اللہ الجزائری کی تاریخ وفات ۱۱۱۲ھ۔ علامہ باقر مجلسی کی ۱۱۱۰ھ۔ محقق باقر داماد ۱۰۴۱ھ۔ محقق طوسی ۴۶۰ھ اور شیخ مفید کی ۴۲۸ھ ہے۔)

[1] ص ۲۲۷۔

پاکستان کے شیعہ علماء بھی تحریف کے قائل ہیں

ایک شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو فاضل عراق (مقیم سرگودھا) بظاہر دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ شیعہ خیر البریہ قرآن کریم کو خدا کی آخری کتاب الہامی اور صحیفۂ ربانی اور اسلام اور پیغمبر اسلام کی صداقت کا معجزہ مانتے ہیں۔ اسی قرآن کو پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ اسی کے اوامر و نہی پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ اسی کی تفسیریں لکھتے ہیں۔ الخ[1]

لیکن اس کے باوجود ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اصل قرآن مجید میں بارہ اماموں کے نام وغیرہ بھی تھے۔ لیکن جامعین قرآن نے بعد مین ان کو قرآن سے نکال دیا۔ چناں چہ بعنوان "ایک مشہور اعتراض" لکھتے ہیں:

(ا) کہا جاتا ہے کہ اگر مسئلہ امامت اس قدر اہم تھا کہ جتنا شیعہ حضرات خیال کرتے ہیں تو خداوند عالم نے ائمہ کے اسمائے گرامی صراحتاً قرآن میں کیوں نہ ذکر کر دیے تاکہ مسلمانوں کا اس مسئلہ میں اختلاف ختم ہو جاتا اور سب مسلمان ایک مسلک میں منسلک ہو جاتے۔ اس کا الزامی جواب دینے کے بعد لکھتے ہیں:

حلّی اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ فریقین کی بعض روایات کے مطابق

---

[1] تجلیات صداقت ص ۲۰۔

ائمہ اطہار (علیہم السلام) کے اسمائے گرامی قرآن مجید میں موجود تھے، مگر جمع قرآن کے وقت انہیں نظر انداز کر دیا گیا۔

چناں چہ ہماری تفسیر صافی ص۹ مقدمہ ششتم طبع ایران بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے۔ فرمایا لَوْ قُرِئَ القُرْآن كَمَا اُنْزِل لَاَلْفَيْتُمُونَا فِيْهِ مُسَمِّيِيْن۔ اگر قرآن اس طرح پڑھا جاتا جس طرح وہ نازل ہوا تھا تو تم اس میں ہمیں نام نام موجود پاتے۔ (اثبات امامت طبع دوم ص ۳۱۲)

علاوہ ازیں ڈھکو صاحب اس بات کا بھی اقرار کر رہے ہیں کہ: ہاں! یہ بات درست ہے کہ ہمارے بعض علمائے کرام تحریف کے قائل ہیں۔ (احسن الفوائد ص ۴۹۱)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

ڈھکو صاحب خود بھی قائل ہو گئے کہ قرآن میں بارہ اماموں کے نام تھے لیکن جمع قرآن کے وقت نکال دیے گئے اور اپنے بعض علمائے کرام کا تحریف قرآن کا قائل ہونا بھی تسلیم کر لیا۔ اور وہ علمائے شیعہ جو تحریف قرآن کے قائل ہیں ان کو قابلِ احترام بھی قرار دے رہے ہیں، حالاں کہ ان کو کافر کہنا چاہیے۔

چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارہ

میں بھی قرآن جیسی کتاب لکھ سکتا ہوں (مرزا احمد علی)

ایک مشہور شیعہ مناظر مرزا احمد علی امرتسری ثم لاہوری آنجہانی نے اپنی کتاب الانصاف فی الاستخلاف میں لکھا تھا:

حضرت عثمانؓ کا قرآن کی نقلوں کو پھیلانا مسلم، لیکن یہی ترتیب قرآن ان کی غفلت از اسلام کو طشت از بام کرتی ہے۔ اگر وہ حضرت علیؓ کے جمع شدہ قرآن کو رائج کرتے تو ان پر بھی کوئی الزام عائد نہ ہوتا۔ ہم نمونہ کے طور پر اس ترتیب کی چند غلطیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ الخ

آخر میں مرزا احمد علی نے صاف لکھ دیا:

اگر متروک محاوروں کو بھی معجزہ کہا جائے تو بس خیر پھر تو میں بھی ایک ایسی کتاب لکھ سکتا جو پرانے محاورات کو شامل ہو اور وہ معجزہ ہو گا۔ بس حضور یہی آپ کے حضرت عثمانؓ کی کاروائی ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ سے رسول اللہ مراد ہے۔"

اور مرزا احمد علی کی اس کتاب پر مشہور شیعہ مجتہد علی حائری لاہوری کی بھی تقریظ درج ہے۔ عبرت۔ عبرت۔ عبرت۔

عبدالوحید الحنفی

ماہنامہ خیر العمل اور تحریف قرآن

ایک شیعہ ماہنامہ خیر العمل لاہور (ہیڈ آفس ۶۶۔ قاسم روڈ سمن آباد لاہور) زیر سرپرستی قائم آلِ محمد اس کے نگران اعزازی مشہور شیعہ عالم مرزا یوسف حسین صاحب ہیں۔ اس کے مدیر اعلیٰ ڈاکٹر عسکری بن احمد ہیں جو مرزا احمد علی امر تسری مذکور کے جانشین (خلف) ہیں۔ انہوں نے خیر العمل نومبر ۱۹۸۷ء کے اداریہ بعنوان "فَتَدَبَّرُوا يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ" میں موجودہ قرآن کی لفظی اور معنوی غلطیاں نکال کر تحریف کا صاف اقرار کر لیا ہے۔

چناں چہ ایڈیٹر مذکور کے مضمون کے اقتباسات حسبِ ذیل ہیں:

(۱) بہر حال کتاب بندی کے مراحل عہد ثلاثہ میں ہوئے اور جامعین قرآن نے وہ قرآن جمع کیا جو آج کل ہمارے ہاتھوں میں ہے اور اسی کو سرکاری طور پر رائج کیا۔ لہٰذا اسے مصحف عثمانی کہنا چاہیے۔ پاکستان بننے سے پہلے لاہور میں جتنی طباعت ہوتی تھی وہ گلاب سنگھ کے پرنٹنگ پریس میں ہوتی تھی۔ اگرچہ حضرت علیؓ کے مرتب کیے ہوئے قرآن کو سرکاری طور پر مسترد کر دیا گیا تھا۔ مگر انہوں نے اپنی ظاہری خلافت کے دور میں بھی اسے رائج کرنے کی کوشش نہ کی۔ مگر انہوں نے یہ اہتمام ضرور کیا کہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مفسرین قرآن کی ایک جماعت بنائی جس نے قرآن مجید کے معانی و مطلب کو ماثورہ روایات اور احادیث سے محفوظ کر لیا۔ اور وہ بتلاتے چلے گئے کہ اس جمع شدہ قرآن میں ترکیب و ترتیب اور آیات کی تقدیم و تاخیر میں کیا کیا خرابی ہوئی ہے۔ سہواً یا عمداً۔ بہر حال ایک ایک الٹ پلٹ کی خبر مفسرین متقدمین نے دی ہے۔

(۲) یہ الٹ پلٹ اتفاقاً ہوئی ہو یا غفلتاً، عمداً یا التزاماً مگر اس سے کلام اللہ میں مبحث خلط ملط ہو کر رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا انکشاف اپنے کلام میں کر رکھا ہے۔ سورۃ الفتح پ ۲۶ میں اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی ہے۔ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّبَدِّلُوۡا کَلٰمَ اللّٰہِ۔ یہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل ڈالیں۔

(۳) قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ وغیرہ آیات کے متعلق مدیر مذکور نے لکھا ہے: آج بھی اللہ کا یہ چیلنج قرآن و اللہ و رسول اللہ کی تکذیب کرنے والوں کے لیے قائم ہے مگر جامعین قرآن کی غلط ترتیب سے یہ غیر منطقی بلکہ قدرے مضحکہ خیز بن گیا ہے۔ اس غیر منطقی ہونے کا الزام اللہ تعالیٰ پر دھرنے کی بجائے یہی بہتر ہے کہ جامعین و مرتبین پر اسے دھرا جائے، جنہوں نے اِدھر کی آیت کو اُدھر جوڑ دیا اور اُدھر والی کو اِدھر۔ تاریخ یہ بتلانے سے قاصر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے کہ کتنے مکذبین کی اصلاح میں یہ الٹ ترتیب مانع ہوئی اور اللہ پر کیا کیا الزام انہوں نے دھرے۔

(۴) آیت

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ (البقرہ پارہ ۲ آیت ۱۸۴)

جس کی طاقت ہو اور وہ روزہ نہ رکھے، اسے ایک مسکین کو کھانا کھلانا چاہیے۔

ایسا حکم اللہ اور رسول کا نہیں ہو سکتا۔ کاتبین وحی اور جامعین وحی کی بھول چوک یا عمداً یہاں سے لفظ لَا چھوٹ گیا ہے۔ سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں يُطِيْقُوْنَهٗ دراصل لَا يُطِيْقُوْنَهٗ ہے۔

اسی طرح سورۃ الانفال پ ۹ آیت ۲۷ میں حکم اللہ تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝

اس آیت کریمہ میں بھی کاتبین و جامعین تَخُوْنُوْ اَمَانَاتِكُمْ سے لَا کو بھول گئے یا عمداً چھوڑ گئے۔ اس حذف نے کتنے کتنوں کو گمراہ کیا ہوگا اور کتنے گمراہ فرقے بنے ہوں گے بیچ ان مسائلِ قرآنیہ کے۔

(۵) سورۃ الحجر پ ۱۴۔ آیت ۴۱ میں قول باری تعالیٰ ہے:

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ۝

خادم اہلسنت عبدالوحید

اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میرے اوپر ہے جو ایک راستہ وہ سیدھا ہے۔

یہ آیت دراصل یوں ہے ھٰذَا صِرَاطُ عَلِیٍّ مُسْتَقِیْمٌ۔ یہ علی کی راہ (ہی) سیدھی ہے۔

سورۃ الصّٰفّٰت قول باری تعالیٰ سَلَامٌ قول علی الیَاسِیْن ہے۔ اس پر بھی علماء مفسرین غلطاں ہیں کہ یہ اِلیَاسِیْن دراصل آل یٰسٓ ہے۔ اور یٰسٓ آں حضرت ﷺ کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک ہے۔

(۵) آیت وَ کَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ (سورۃ الاحزاب) کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے بعد بِعَلِیٍّ تھا۔ لیکن موجودہ مصحفِ عثمانی سے لفظ بِعَلِیٍّ غائب ہے۔

قرآن بین الدفّتین کو جمع کرنے والوں اور اس پر اعراب و او قاف لگانے والوں کا مطمحِ نظر بڑی آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ جب یہ سمجھ لیں کہ سقیفائی خلافتوں کی مدمقابل وہی شخصیت تھی جسے آں حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد خلافت پر نصب و مقرر کیا تھا، یعنی علی بن ابی طالب۔ لہٰذا ان کے متعلق آیات پر ہی سقیفائی رندہ پھیرا گیا اور ایک موٹا قرآن تیار کیا گیا جس میں فضائل علی کی صفائی کی گئی ہو۔

(۶) تنزیل قرآن میں بنو امیہ اور دوسرے قریش کے ستّر منافقین کے بدنام نازل ہوئے تھے جو مصحفِ عثمانی سے مفقود ہیں۔ قرآن میں

اگر ایک دشمن رسول (یعنی ابولہب) کا نام آگیا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے جو جانی دشمن تھے ان کے اسمائے نامبار کہ کو بتلانے سے پرہیز کرتا۔ ابولہب ہاشمی نے اگرچہ زبانی کلامی دشمنی کی تھی اس کا نام ہی نہیں بلکہ ایک مکمل سورۃ اللّھب نازل ہو گئی۔ اس کی بیوی حَمَّالَةَ الحطب (ابوسفیان کی بہن اُم جمیل) کا ذکر نام لیے بغیر آگیا۔ مگر ایسے موذیان رسول کے بدناموں کا قرآن میں ذکر نہیں ہے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتک حرمت کی اور آپ کو لہولہان کر دیا اور آپ کو ضربات شدید پہنچائیں اور آپ کے اعضاء کو توڑ دیا یعنی دندان مبارک کو شہید کر دیا۔ سنت اللہ اور اسلوب قرآن کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان کے ناموں پر بھی مکمل مکمل سورے نازل ہوتے۔

اُولُوا الْاَلْبَابْ کے لیے قطعاً مشکل نہیں کہ وہ عقل دوڑا کر سمجھ لیں کہ اہلِ حَسْبُنَا اور سقیفائی خلیفے چوں کہ خود قریشی تھے اور جامع القرآن خود اموی تھا اس لیے احترام خلافت کو برقرار رکھنے کے لیے قرآن کمیٹی کے نوخیزوں نے قریشی اور اموی موذیان رسول کے بدناموں کو خارج دفتر کر دیا۔ مگر مفسرین نے اس کا بھانڈہ پھوڑ دیا۔ الخ

حافظ عبد الوحید الحنفی

کیا حکومت قرآن کی حفاظت چاہتی ہے

تحریف قرآن کے متعلق مذکورہ مسائل میں ڈاکٹر عسکری بن احمد نے کھل کر اپنا عقیدہ واضح کر دیا ہے اور تقیہ کے تمام پردوں کو چاک کر دیا ہے۔ دراصل یہی تمام شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے۔ (گو بعض تقیہ سے کام لے کر کہہ دیتے ہیں کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی)

عسکری نے موجودہ قرآن کے متعلق جو ہرزہ سرائی کی ہے کیا کوئی ہندو، عیسائی اور یہودی اس سے زیادہ کر سکتا ہے۔ کیا قرآن کے متعلق اس قسم کا مضمون لکھنے والا منکر قرآن اور کافر نہیں ہے۔ نہ صرف خلفائے ثلاثہ اور جامعین قرآن بلکہ اس نے یہ لکھ کر (کہ: مگر انہوں نے اپنی ظاہری خلافت کے دور میں بھی اسے رائج کرنے کی کوشش نہ فرمائی) خود اپنے ہاتھوں حضرت علیؓ کی اس خلافت و امامت پر رندہ نہیں پھیر دیا جس کا اعلان شیعہ امامیہ اپنے کلمہ و اذان میں خلیفتہ بلا فصل سے کیا کرتے ہیں، کیا حبِ علی کی آڑ میں مدیر مذکور نے اپنی قرآنی دشمنی کا ثبوت پیش نہیں کر دیا۔

اور حیرت ہے کہ یہ مضمون لاہور کے ایک ماہنامہ میں نومبر کے تازہ پرچہ میں شائع کیا گیا ہے جبکہ مسلم لیگ بلدیاتی الیکشن میں اپنی کامیابی پر شادیانے بجا رہی ہے۔ نفاذ اسلام کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔ اور اس موجودہ قرآن کا متفقہ ترجمہ کرنے کے لیے سُنی و شیعہ علماء کی کمیٹی کی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تجویز پاس کی جاچکی ہے۔

ہمارا سوال ہے کہ یہ علماء کس قرآن کا متفقہ ترجمہ کریں گے کیا حضرت علی کا اصل جمع کردہ قرآن حضرت امام مہدی کی غار سے لایا جائے گا، یا اسی موجودہ قرآن کا ترجمہ کیا جائے گا۔ جو شیعوں کے نزدیک لفظی اور معنوی اغلاط کا مجموعہ ہے اور جو ان کے نزدیک مصحف عثمان ہے نہ کہ مصحف قرآن۔ یہ امر انتہائی تعجب خیز ہے کہ جو حکومت پاکستان کا متفقہ آئین نہیں بنا سکتی۔ جس کا ایم آر ڈی اور پیپلز پارٹی وغیرہ سے سیاسی و ملکی اتحاد نہیں ہو سکتا وہ قرآن پر سُنی و شیعہ کو کیوں کر متحد کرنے کا دعویٰ کر سکتی ہے۔

عبدالوحید الحنفی

ایران کا تحریف شدہ قرآن

پاکستان کے روزناموں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ:

حکومت پنجاب نے ادارہ سازان چپ انتشارت جاوداں (ایران) کا شائع کردہ قرآن پاک نمبر ۴ کی تمام کاپیاں اعراب (زبر زیر پیش) کی اغلاط جو قرآن پاک کے مصدقہ اور قابل قبول نسخہ کے خلاف ہے کی بنا پر ضبط کرلی ہیں۔ اس سے پاکستان میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ حکومت نے قرآن پاک نمبر ۴ کی تمام کاپیاں بھی فوری طور پر ضبط کرلی ہیں۔[1]

[1] روزنامہ مشرق لاہور ۱۲ دسمبر ۱۹۸۷ء۔

ہم حکومت کو اس جرأت مندانہ اقدام پر مبارک باد دیتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بتائے کہ ایرانی قرآن میں کس قسم کی غلطیاں تھیں، جس کی بناء پر حکومت نے اس کو فوری طور پر ضبط کر لیا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں صرف اعراب کی غلطیاں نہ ہوں گی بلکہ بعض آیات کا اضافہ بھی ہو گا، اور بعض کو غالباً حذف بھی کر دیا ہو گا۔

بہر حال ایران کا مطبوعہ قرآن بھی اس امر کی دلیل ہے کہ شیعہ امامیہ کا اس موجودہ قرآنِ مجید پر ایمان نہیں ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ تدریجاً قرآن کے ایسے نسخے وہ شائع کرتے رہیں جن میں تحریف ہو۔

اور بالآخر موجودہ صحیح اور محفوظ ترین قرآن مجید کے مقابلہ میں ایک اور قرآن بھی پاکستان میں رائج ہو جائے۔

متفقہ ترجمہ قرآن کی تجویز "دینِ الٰہی" سے خطرناک ہے

ایران کے مطبوعہ غلط قرآن کے پیش نظر تو حکومت کو متفقہ ترجمہ قرآن کی سابقہ تجویز واپس لے لینی چاہیے۔

قرآن مجید قیامت تک نسلِ انسانی کے لیے کتابِ ہدایت ہے۔ لیکن اہل باطل اسی قرآن سے فریب دیتے ہیں۔ چناں چہ نہ صرف شیعہ بلکہ مرزائیوں نے بھی اس کا ترجمہ لکھا ہے اور اس کی تفسیریں شائع کی ہیں۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

اور وہ اسی قرآن سے مرزا غلام احمد قادیانی دجال کی نبوت یا مہدیت ثابت کرتے ہیں، اسی قرآن سے وہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ

تو کیا حکومت قادیانی اور اہل سنت علماء پر مشتمل کوئی ایسی کمیٹی قائم کر سکتی ہے جس کا ترجمہ دونوں کے لیے قابل قبول ہو۔ ہر گز نہیں۔

تو اسی طرح شیعہ بھی اپنے عقائد باطلہ کو قرآن سے ہی ثابت کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ امامت بھی عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے لیکن اس کے باوجود وہ کتنی آیات سے امامت کے ثبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

تو جس طرح مرزا قادیانی آنجہانی اور اس کے پیروکاروں اور علمائے اہل السنت و الجماعت کا ترجمہ متفقہ نہیں ہو سکتا۔ (حالاں کہ قادیانی قرآن کی تحریف کے قائل نہیں ہیں)

اسی طرح اہل سنت اور اہل تشیع کا ترجمہ قرآن بھی متفقہ طور پر ناممکن ہے جبکہ شیعہ تحریف قرآن کے بھی قائل ہیں۔

بہر حال حکومت کی زیر بحث تجویز صراحتاً مداخلت فی الدین کا حکم رکھتی ہے اور یہ مغل شہنشاہ اکبر کے دینِ الٰہی سے بھی خطرناک ہے۔ اکبر نے بھی سیاستاً مسلمانوں اور ہندوؤں کو متحد کرنے کے لیے دینِ الٰہی کی تجویز بنائی تھی تاکہ مسلم اور ہندو کا امتیاز مٹ جائے۔ معاذ اللہ

لیکن ہندو کھلا کافر تھا جس کی وجہ سے کوئی مسلمان ہندومت اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

اسلام کے متحد ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے اس کا دین الٰہی رائج نہیں ہو سکا۔

لیکن شیعہ اسلام کا قائل ہے، حُبِ علیؓ اور حُبِ حسینؓ کا بھی دعویٰ کرتا ہے۔ اس لیے متفقہ ترجمہ سے یہ دھوکا ہو سکتا ہے کہ سُنّی و شیعہ میں اُصولاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔

حالاں کہ شیعہ فرقہ قرآن کی تحریف کا قائل ہے اور اسی بنا پر وہ پہلے تین خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور صحابہ کرامؓ کی اکثریت کو غیر مؤمن اور منافق و کافر قرار دیتا ہے۔ حتیٰ کہ رحمت للعالمین خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات (امہات المؤمنین) میں سے خصوصیت سے وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ کے ایمان کا بھی قائل نہیں ہے۔

خلفائے ثلاثہؓ مومن نہ تھے (ڈھکو)

ایک شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو (مقیم سرگودھا) نے لکھا ہے:

”دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے برادران اسلامی میں اس سلسلہ میں جو کچھ نزاع ہے وہ صرف اصحابِ ثلاثہ کے بارے میں ہے۔ اہل السنت ان کو بعد از نبی تمام اصحاب اور امّت سے

افضل جانتے ہیں اور ہم ان کو دولتِ ایمان و ایقان اور اخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں۔" (تجلیات صداقت ص ۱۰۲۔ناشر انجمن حیدری چکوال)

اور یہی مصنف ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق لکھتا ہے:

"باقی رہا مؤلف (یعنی مؤلف کتاب آفتابِ ہدایت) کا یہ کہنا کہ عائشہ مؤمنوں کی ماں ہیں، ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کب کیا ہے۔ اس سے ان کا مومنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا، ماں ہونا اور ہے اور مومنہ ہونا اور۔" (ایضاً تجلیات صداقت ص۴۷۸)

خلفائے ثلاثہؓ اپنے جھنڈوں کے ساتھ جہنم میں جائیں گے
(شیعہ ترجمہ قرآن)

پ ۴۔ سورۃ آل عمران کی آیت ۱۰۶

یَّوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ

(جس دن بعض چہرے سفید و نورانی ہوں گے اور کچھ منہ کالے ہو جائیں گے۔) کی تفسیر میں شیعہ مفسر مولوی امداد حسین کاظمی لکھتا ہے:

تفسیر صافی ص۹۱ پر تفسیر قمی کے حوالہ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت

یَّوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ

نازل ہوئی تو آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت پانچ جھنڈوں کے ساتھ آئے گی۔ ایک جھنڈا اس امت کے

گوسالہ کا ہو گا۔ میں ان سے سوال کروں گا کہ میرے بعد میرے ثقلین کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا (ثقلین یعنی قرآن اور اہل بیت جن کے بارے میں آپ نے وصیت فرمائی تھی) وہ جواب دیں گے کہ ثقل اکبر (قرآن) میں تو ہم نے تحریف کی اور اسے پس پشت ڈال دیا اور ثقل اصغر (اہل بیت رسول) سے ہم نے دشمنی کی اور ان سے بغض رکھا اور ظلم کیا۔ میں کہوں گا تم بھوکے پیاسے جہنم میں جاؤ تمہارے منہ کالے ہوں۔

پھر دوسرا جھنڈا اس امت کے فرعون کا میرے پاس آئے گا اور میں ان سے پوچھوں گا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ وہ جواب دیں گے کہ ثقل اکبر میں تو ہم نے تحریف کی اور اسے پھاڑ ڈالا اور اس کی مخالفت کی۔ ثقل اصغر کی بابت یہ ہے کہ ہم نے ان سے دشمنی کی اور ان سے لڑے۔ تو میں ان سے کہوں گا کہ تم بھی جہنم میں پیاسے چلے جاؤ تمہارا منہ بھی کالا ہو۔

اس کے بعد تیسرا جھنڈا اس امت کے سامری کا آئے گا۔ ان سے بھی میں یہی سوال کروں گا کہ میرے بعد تم نے میرے ثقلین سے کیا برتاؤ کیا۔ وہ جواب دیں گے کہ ثقل اکبر کی نافرمانی کی اور اسے چھوڑ دیا۔ اور ثقل اصغر کی ہم نے نصرت چھوڑ دی اور ان کو ضائع کر دیا۔ تو میں ان سے کہوں گا کہ تم بھی جہنم میں پیاسے جاؤ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور تمہارا منہ بھی کالا ہو۔

اس کے بعد چوتھا جھنڈا ذوالشدیہ کا آئے گا جس کے ساتھ شروع سے آخر تک کل خارجی ہوں گے۔ میں ان سے بھی یہ سوال کروں گا کہ میرے بعد ثقلین کے ساتھ تم نے کیا کیا۔ وہ کہیں گے کہ ثقل اکبر کو تو ہم نے پھاڑ ڈالا اور اس سے علیحدہ رہے اور ثقلِ اصغر کے ساتھ ہم لڑے اور ان کو قتل کیا۔ میں انہیں کہوں گا کہ جاؤ جہنم میں پیاسے چلے جاؤ۔

پھر پانچواں جھنڈا امام المتقین سید الوصیین قائد الغُرا لمحجلین وصی رسول رب العلمین کا میرے پاس وارد ہو گا۔ میں ان سے دریافت کروں گا کہ میرے بعد ثقلین کے ساتھ تم کس طرح پیش آئے۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم نے ثقل اکبر کی پیروی کی اور ثقل اصغر سے ہم نے محبت اور موالات کی اور ہم نے ان کو یہاں تک مدد دی کہ ان کے لیے ہمارے خون تک بہائے گئے۔ پس میں ان سے کہوں گا کہ تم سیر و سیراب ہو کر نورانی چہرہ بن کر جنت میں چلے جاؤ۔ اس کے بعد آں حضرت ﷺ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں۔

تبصرہ مذکورہ آیت کے تحت شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے بھی یہی پانچ جھنڈوں والی من گھڑت روایت نقل کی ہے اور اس میں انہوں نے گوسالہ کے بعد بریکٹ میں (ابو بکرؓ) اور فرعون کے بعد

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(عمرؓ) اور سامری کے بعد (عثمان) بھی لکھ دیا ہے، یعنی یہ روایت خلفائے ثلاثہ کے بارے میں ہے۔

(۲) جہاں اس روایت میں قرآن کے پہلے تین موعودہ خلفائے راشدین کو جہنمی قرار دیا ہے وہاں ان کے فرضی جواب کے ذریعہ یہ بھی وضاحت کر دی ہے کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔ حالاں کہ خلفائے راشدین پر تو یہ کھلا بہتان ہے۔ لیکن اس سے شیعوں کا عقیدہ تحریف قرآن صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔

(۳) ثقل اکبر سے مراد قرآن ہے تو بالفرض اگر خلفائے ثلاثہ نے قرآن کی مخالفت کی ہے تو کیا حضرت علیؓ نے قرآن کی مخالفت نہیں کی جب کہ حسب عقیدہ شیعہ انہوں نے اصلی قرآن کو قیامت تک کے لیے غائب کر دیا ہے۔ تو شیعوں نے کس اصلی قرآن کا منہ دیکھا ہے اور اس پر عمل کیا ہے جس کی وجہ سے وہ حضرت علیؓ کے جھنڈے کے سایہ میں جنت میں جائیں گے۔ کیا حضرت علی المرتضیٰؓ کو شیعہ عقیدہ کے تحت قرآن کو غائب کرنے کی سزا نہ ملے گی۔ (العیاذ باللہ)

حکومت کچھ تو سمجھے

جب شیعوں نے تحریف قرآن اور عداوتِ اصحاب و خلفائے راشدین و امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں اپنے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عقائد نہ صرف دوسری تصانیف میں بلکہ ترجمہ و تفسیر قرآن میں واضح کر دیے ہیں تو بجائے اس کے کہ ان کی اس قسم کی کتابوں اور تفسیروں کو ضبط کیا جائے اور ان کے مصنفین کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ حکومت ان کی سرپرستی کرتی ہوئی امتِ مسلمہ کو یہ باور کرانا چاہتی ہے کہ سواد اعظم اہل السنت و الجماعت اور شیعہ امامیہ کا اختلاف صرف فروعی ہے اور اصول و عقائد اسلام میں اور ترجمہ قرآن میں ان کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

کیا اس سے زیادہ بھی کوئی دین اسلام اور قرآن سے مذاق ہو سکتا ہے؟ ہم حکومت سے ناصحانہ طور پر کہتے ہیں کہ وہ اپنی سیاست کے دائرہ میں ہی رہے۔ اور دینِ حق اور قرآن مجید کو یوں تختۂ مشق بنانے سے اجتناب کرے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا البلاغ

خادم اہلسنّت مظہر حسین غفرلہٗ
خطیب مدنی جامع مسجد چکوال
و امیر تحریک خدام اہلسنّت پاکستان
۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
۲۸؍ دسمبر ۱۹۸۷ء

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

۱۹۹۰ء کے واقعات

چکوال ۸ محرم ۱۴۱۰ھ

چکوال کی تاریخ میں ۷ محرم اور ۱۷ صفر کے ایام ۲۳ سال سے ایک تاریخی نوعیت اختیار کیے ہوئے ہیں جس کا پس منظر یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین جو ہندوستان سے لٹے پٹے قافلوں کی شکل میں چکوال پہنچے تو پرانی آبادی سے باہر ہندو آبادی کے مکانات میں سُنّی، شیعہ مہاجرین آباد ہوئے۔

سُنّی مسلمانوں نے آباد ہوتے ہی ایک مکان میں مسجد مہاجرین کی شکل دے دی، اور نمازیں شروع کر دیں۔ بعد میں ایک شیعہ کاظم رضا جعفری نے خالصہ گرلز سکول کی بلڈنگ، سکول چلانے کے لیے محکمہ اوقاف سے حاصل کی اور محمد علی ہائی سکول کے نام سے کام شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد شیعہ لوگوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق محرم میں جلوس نکالنے کے لیے پروگرام شروع کر دیے۔ اہل سنت نے شیعہ سے مطالبہ شروع کر دیا کہ تم اپنے عقیدہ کے مطابق ماتم اپنی عبادت گاہ میں کرو۔ کم از کم سنی جذبات کو مد نظر رکھتے ہوئے سنی عبادت گاہوں سے جب گزرو تو خاموشی سے گزر جایا کرو۔ اس طرح ایک شہری کی حیثیت سے حالات پر امن رہیں گے اور شیعہ سنی اختلاف کی بظاہر بنیاد

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ماتمی جلوس جو بنتے ہیں وہ کھل کر سامنے نہیں آئیں گے۔ لیکن شیعہ لیڈروں نے سُنّی اکثریت کے اس پرامن مطالبہ کو مسترد کر دیا اور جلوس کے دوران سنی مساجد کے سامنے دیر تک ماتم، سینہ کوبی، زنجیر زنی، اشتعال انگیز مرثیے اور اشعار پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھا۔

۱۹۵۸ء میں سنی مسلمانوں نے مسجد مہاجرین کی خطابت کے لیے تحریری درخواست حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت قاضی صاحب نے اُن کی درخواست منظور کرتے ہوئے اس اعلان کے ساتھ دعوت قبول کی کہ تا حیات وہ بلا تنخواہ یہ خدمت سرانجام دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تو کلمہ حق کہنا ہے، میں نے یہ نہیں دیکھنا کہ کون راضی ہو گا اور کون ناراض۔ اگر تمہیں یہ شرط منظور ہو پھر میں یہ ذمہ داری قبول کروں گا۔ چناں چہ اہل محلہ کے سنی عوام نے لکھ کر دے دیا کہ آپ ہی مسجد کے جملہ انتظام کے ذمہ دار ہیں، ہم نے تو کلمہ حق آپ سے سُننا ہے۔ آپ کا کام ہے کہ کلمہ حق کہیں، چاہے ایک آدمی بھی آپ کے ساتھ نہ رہے۔ چناں چہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے سب سے پہلے یہ مکان باقاعدہ مسجد کے نام الاٹ کرانے کی شرط لگائی، تاکہ شرعی مسجد بن سکے۔ اس طرح مسجد کا نام مدنی جامع مسجد تجویز کیا گیا اور ۱۹۵۸ء سے ۱۹۹۰ء تک ۲۳

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

سال سے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدنی جامع مسجد کی خطابت اور تدریس اشاعت بلا معاوضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

۱۹۵۸ء میں جب ماتمی جلوس مدنی جامع مسجد کے سامنے سے ۷ محرم کو گزرنے کے ایام آئے تو سنی عوام کے مطالبہ کے مطابق حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے حکام سے مطالبہ کیا کہ جلوس کو خاموشی کے ساتھ گزارا جائے، یا اگر وہ خاموش گزرنے پر آمادہ نہیں تو روٹ تبدیل کر دیا جائے۔ تا کہ وہ اپنے عقیدہ کے مطابق اپنی رسوم کم از کم سنی عقیدہ کے احترام میں سنی مسجد کے سامنے سرانجام نہ دیں، تا کہ باہمی رواداری اور چکوال کا امن پامال نہ ہو۔

لیکن اتفاق سے اس وقت چکوال کے اسسٹنٹ کمشنر چوں کہ گردیزی صاحب شیعہ عقیدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے بجائے اس کے کہ سُنّی عقیدہ کے احترام میں شیعہ کو پابند کرتے کہ وہ جلوس خاموش گزاریں یا روٹ تبدیل کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس قضیہ کا پر امن حل تجویز کرتے، الٹا انہوں نے شیعہ جلوس کا باقاعدہ لائسنس منظور کر دیا۔ تا کہ شیعہ کو مکمل قانونی تحفظ مل جائے۔ وہ دن اور آج کا دن اس طرح شیعہ سُنّی کا ہر سال آپس میں تصادم ہوتے ہوتے وقت ٹلتا ہے۔ اور خدا جانے اس کا انجام کیا ہو گا۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

دوسری طرف شکر ہے کہ اہل سنت کو قیادت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب جیسے دلیر، مدبر، حوصلہ مند اور امن پسند شخصیت ملی ہے، ورنہ کب کا یہاں قتل و قتال کا بازار گرم ہو چکا ہوتا۔

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی ۳۳سال سے یہ کوشش رہی کہ اس قضیہ کا کوئی پر امن حل تلاش کر کے روٹ تبدیل کر دیا جائے۔ یا کم از کم سُنّی گلی جس میں ایک شیعہ گھر بھی نہیں، وہاں سے شیعہ جلوس خاموش گزر جائے تو پھر بھی یہ قضیہ ختم ہو سکتا ہے۔

چناں چہ ۱۹۶۴ء تک یہ صورت حال تھی کہ سات محرم اور ۱۷ صفر کو ادھر مدنی مسجد کی گلی سے شیعہ جلوس گزر رہا ہوتا تھا اور دوسری طرف مدنی مسجد کے اندر جلسہ ہو رہا ہوتا تھا اور ہر وقت تصادم کا خطرہ ہوتا تھا۔ ۱۹۶۴ء میں یہ معاہدہ طے پایا کہ شیعہ مدنی مسجد کی گلی سے بغیر ماتم خاموشی سے گزر جائیں گے اور سنی اس دن جلسہ نہیں کریں گے۔ دونوں طرف سے معاہدہ پر دستخط ہوئے اور ۷ محرم کو معاہدہ کے مطابق شیعہ جلوس بغیر ماتم خاموشی سے گزر گیا اور دوسری طرف اہل سنت نے مدنی مسجد میں جلسہ نہ کیا۔ لیکن چالیس دن بعد معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شیعہ نے پر زور ماتم کرتے ہوئے اور مرثیے پڑھتے ہوئے مدنی جامع مسجد کے سامنے سے گزر کر پھر فساد کی بنیاد رکھ دی۔

وہ دن اور آج پھر دن بدن ہر سال یہ فساد کی بنیاد ختم ہونے کے بجائے ہر سال نازک صورت اختیار کرتی رہی۔ کئی دفعہ گرفتاریاں ہوئیں، مدنی مسجد پر آنسو گیس کے گولے پھینکے گئے، مسجد کے اندر پتھراؤ کیا گیا، پولیس جوتوں سمیت مسجد کے اندر داخل ہو کر سگریٹ نوشی کرتی رہی، طلبہ پر تشدد کیا گیا، بوڑھوں کی داڑھیوں کو پولیس کے ذریعہ نُچوایا گیا، مسجد کے اندر سے ہزاروں مالیت کے سامان کو پولیس کے تشدد کے دوران خراب کیا گیا۔ لیکن شیعہ کے تعصب کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی اور ان کا اصرار یہی رہا کہ ہم نے توماتم کر کے ہی مدنی مسجد کی گلی سے گزرنا ہے۔

عبدالوحید الحنفی

باب 5

۱۹۹۱ء کے حالات وواقعات

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے ارشادات

- اے عقل والو! ان سیاسی زعماء کے طرزِ عمل سے عبرت حاصل کرو

فرمایا:

قرآن و سنت اور ائمہ اہل بیت کے اقوال میں یہ ماتم مروجہ ناجائز اور حرام ہے۔ غیرت مند اہل سنت ان ماتمی جلوسوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی وجہ سے بہت نالاں اور پریشان ہیں۔ ایک سُنّی مسلمان کے دروازے اور عبادت گاہ کے سامنے ماتمی مظاہرے کا کیا جواز؟

ایک طرف حکومت یہ اعلان کرتی ہے کہ کوئی فرقہ کسی دوسرے فرقہ کی دل آزاری نہ کرے۔ لیکن دوسری طرف سنی مساجد کے سامنے ماتمی مظاہرے کرنے والوں کو، سنی مسلمانوں کی دل آزاری کرنے والوں کو حکومت، فوج اور پولیس کا تحفظ دیتی ہے۔ اس طرح فوج اور پولیس پر کروڑوں روپیہ خرچ کرتی ہے۔ حکومت کو اہل سنت کے حقوق کے تحفظ کا کوئی احساس نہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ

اے عقل والو! ان سیاسی زعماء کے طرز عمل سے عبرت حاصل

کرو۔(خطبہ جمعہ ۲۶ جولائی ۱۹۹۱ء، ۱۳ محرم ۱۴۱۲ھ۔ مدنی جامع مسجد چکوال)

۱۹۹۲ء کے خطاب کے اقتباسات

- ہم کسی کے ماتحت نہیں۔ ہم کسی کے محتاج نہیں
- ہم نہ پیپلز کے ہیں نہ لیگ کے، ہم اللہ کے محتاج ہیں

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے ۲۱ صفر ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۲۱ اگست ۱۹۹۲ء مدنی جامع مسجد چکوال میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

ہم کسی کے ماتحت نہیں۔ ہم کسی کے محتاج نہیں۔ نہ پیپلز کے ہیں نہ لیگ کے، ہم اللہ کے محتاج ہیں۔ ہم صحابہ کا نام لینے والے ہیں جنہوں نے ایران و روم کے تختوں کو اُلٹ دیا۔ جو کسی کے محتاج نہیں بنے۔ کسی کے سامنے نہیں جھکے۔ اللہ نے دشمن کو سرنگوں کر دیا۔ ہم اصحاب بدر کو ماننے والے ہیں۔ ہم جرنیل اعظم سیف اللہ حضرت خالد بن ولید کے پروانے ہیں۔ ہمیں اللہ پر بھروسہ ہے۔ اللہ ہی پر بھروسہ کیا کرو۔ اس لیے میں ہمیشہ کہتا ہوں حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھتے رہا کرو۔ کوئی بہادری نہیں۔ کوئی چیز نہیں۔ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

ایک کمشنر نے یہ رپورٹ میں لکھا تھا کہ خدام اہل سنت کسی سیاسی پارٹی کے ایماء پر نہیں کرتے یہ مستقل جماعت ہے۔ ہمارا تو یہ نعرہ ہے

یا اللہ مدد، اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝

تم متحد ہو جاؤ، جھگڑے کی بھی ضرورت نہیں۔ پاکستان میں کروڑوں کی سنی تعداد ہے۔ تم نقشہ بدل سکتے ہو۔ حکومت تمہارے ووٹوں کی محتاج ہے۔ نواز شریف کو کس نے ووٹ دیے۔ شہباز شریف کو کس نے ووٹ دیا۔ جنرل عبد المجید صاحب کو کس نے ووٹ دیا۔

یہ ووٹ دینے کا نتیجہ ہے کہ مسجد میں شیلنگ کی جائے۔ مسجد میں پتھراؤ کیا جائے۔ مسجد میں فائرنگ کی جائے۔ دوسرا فریق بے قصور اور ہمارے خلاف پرچہ۔ آج مر جاؤ تو اللہ کے سامنے کیا منہ دکھاؤ گے۔

سفر حرمین شریفین ۱۹۹۲ء

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

سفر حرمین شریفین کے لیے بندہ ہر وقت تیار رہتا کہ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا وہ حاضری کی توفیق اور جانے کے اسباب بنا دیں گے۔ چناں چہ پہلی حاضری کی صورت اللہ نے رمضان شریف ۱۹۹۲ء میں بنائی تو سفر حرمین شریفین کے لیے چل پڑا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی زیارت اور عمرہ اور حج کی سعادت نصیب کی اور پھر مدینہ منورہ میں آقائے نامدار حضور سرور کائنات ﷺ کے دربار میں پہنچا دیا اور ایک ہفتہ دربار رسالت میں صبح و شام حاضر ہونے اور درود و سلام پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

غارِ حرا کا سفر

سفر حرمین شریفین میں اللہ تعالیٰ نے غارِ حرا پر جانے کی بھی سعادت بخشی اور وہ راستے طے کیے جن پر چل کر آقائے نامدار ﷺ غارِ حرا میں جایا کرتے تھے اور غارِ حرا میں بیٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ یہاں بھی عہد رسالت مآب ﷺ کی تاریخ آنکھوں کے سامنے گھوم گئی کہ وہ کیسا منظر ہو گا جب یہاں آپ ﷺ بیٹھ کر عبادت کرتے ہوں گے۔ آج بھی تین چار میل کی مسافت کے باوجود غارِ حرا کی چوٹی پر خانہ کعبہ میں دی گئی اذان کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اور بیت اللہ وہاں سے بالکل سامنے پڑتا ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

غارِ ثور پر حاضری

سفر حرمین شریفین میں اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بھی بخشی کہ غار ثور تک پہنچنا نصیب کیا۔ اس راستہ میں پہاڑی سفر طے کرتے ہوئے عجیب خوشی کی لہر نصیب ہوتی ہے کہ وہ کیسا منظر ہو گا جب کہ رات کے اندھیرے میں ختمِ نبوّت کے تاجدار ﷺ ہجرت کر کے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رفاقت میں یہ سفر طے کر رہے ہوں گے اور جب آقا ﷺ کے پاؤں پر زخم ہوا ہو گا تو صدیق اکبرؓ نے آپ ﷺ کو اپنے کاندھے پر سوار کیا ہو گا۔ آپ ﷺ کے نورانی جلوؤں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ

کی خوشی کا کیا منظر ہو گا، جو نہ بیان کیا جا سکتا ہے نہ تصور میں آ سکتا ہے۔

پھر جب غار ثور میں ابو بکر صدیقؓ نے غار کو صاف کر کے غار ثور میں اپنے سینہ پر آقائے نامدار ﷺ کے سر مبارک کو رکھ کر سلایا ہو گا۔ کتنی رحمتوں کو صدیق اکبرؓ نے اپنے سینہ میں سمیٹا ہو گا اس کا اندازہ بھی نہ تصور میں آ سکتا ہے اور نہ وہم و خیال میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ایں سعادت بروز بازو نیست
تانہ بخشش خدائے بخشندہ

دوبارہ غارِ حرا میں حاضری

حرمین شریفین کے اسفار میں بندہ ایک سفر میں اکیلے بھی دوبارہ غارِ حرا اور غارِ ثور میں گیا۔ غار ثور خالی تھی۔ ظہر کے بعد وہاں پہنچا۔ لوگ واپس جا چکے تھے۔ اس طرح بندہ کو اکیلے غار ثور میں بہت وقت بیٹھنا نصیب ہوا۔ وہاں ہی حرم سے عصر کی اذان جب دی گئی تو بندہ نے سنی اور پھر غار ثور کے پاس اذان عصر خود بھی دی اور وہاں ایک شخص کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی۔ فللّٰہ الحمد۔

سفر حرمین شریفین میں اللہ نے غارِ حرا اور غار ثور میں جانے کی کئی بار سعادت و توفیق بخشی۔ غارِ حرا میں بھی وہی منظر تھا کہ خانہ کعبہ غار کے بالکل سامنے کی سمت میں تھا جہاں حضور ﷺ اللہ کی عبادت کیا

کرتے تھے۔ چناں چہ عبادت کے دوران یہاں پہلی بار جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت جبرائیلؑ قرآن مجید کی پہلی وحی کی آیات لے کر حاضر ہوئے۔ اور آپ ﷺ سے معانقہ کیا۔ وہ کتنا ہی عجیب منظر ہو گا۔ غارِ حرا میں بھی داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی شانیں اور رحمتیں دیکھنے کی کئی بار سعادت نصیب ہوئی۔ فَلِلّٰہِ الْحمد

منیٰ، مزدلفہ، عرفات میں حاضری

سفر حرمین شریفین میں ان مقدس مقامات پر ایّامِ حج میں حاضری کی توفیق اللہ تعالیٰ نے نصیب کی اور ان مقدس مقامات پر پیدل سفر کر کے عہد رسالت مآب ﷺ کی یاد تازہ کی کہ وہ کیسا عجیب رحمت کا دور تھا کہ آں حضرت ﷺ منیٰ، مزدلفہ اور عرفات کی طرف آگے آگے رواں دواں ہوں گے اور ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ ہوں گے، صحابہ کرام کے لشکر اور قافلے ہوں گے اور حجۃ الوداع پر جب کم و بیش ستر ہزار سے زیادہ صحابہ کرام کے مجمع میں آپ ﷺ خطبہ دے رہے ہوں گے اور صحابہ کرام سُن رہے ہوں گے۔ وہ کیسا عجیب سماں ہو گا۔

جبل احد کی انتہائی چوٹی تک سفر

مدینہ منورہ کی حاضری کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے مدینہ شریف کے

قرب و جوار پر پیدل چل کر اہم مقامات کی زیارت کی سعادت بھی نصیب کی۔ چناں چہ راقم الحروف نے بعض اوقات رفقاء کے ساتھ اور بعض اوقات تنہا یہ زیارتیں کیں۔ مدینہ سے پیدل چل کر احد پہاڑ کے اوپر آخری چوٹی تک کو عبور کیا اور کافی وقت وہاں بیٹھ کر قدرت کی نشانیوں پر غور و فکر کرتا رہا کہ جنگِ احد میں جب حالات خطرناک صورت اختیار کر گئے تھے، کس طرح صحابہ کرامؓ نے جرأت اور بہادری سے آخرکار لڑکر دشمن کو میدان خالی کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور وہ درہ بھی دیکھا جس میں آپ نے زخمی حالت میں قیام کیا۔

حضرت حمزہ اور شہدائے احد کے مزارات

سیّد الشہداء حضرت حمزہؓ اور دوسرے شہداءؓ کے مزارات پر حاضر ہو کر اُن کو ایصالِ ثواب کا تحفہ بھیجا اور ان کی عظیم قربانیوں پر ان کو خراج تحسین پیش کیا کہ انہوں نے حضور ﷺ کے حکم پر کس طرح مردانہ وار دشمن سے لڑ کر جامِ شہادت نوش کیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اَن گنت رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

حضرت عثمان ذوالنورینؓ کا کنواں

مدینہ منورہ میں آں حضرت ﷺ کے ارشاد پر حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے جو یہودی سے کنواں خرید کر وقف کیا تھا وہ آج تک اسی

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

کیفیت میں موجود ہے۔ بندہ کو یہ کنواں دیکھنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ آج بھی اِس کنویں میں ٹیوب ویل لگا کر اُس کے قرب وجوار کی زمین کو سیراب کر کے وہاں باغ لگا کر آباد کیا گیا ہے اور اس باغ کی آمدنی حضرت عثمانؓ کے وقف کے تحت غرباء میں تقسیم کی جاتی ہے۔ اور اب اس آمدنی کے ایک حصہ سے مدینہ منورہ میں ایک بلڈنگ بھی بنا دی گئی ہے۔ جس کی آمدنی بھی غرباء میں تقسیم کی جاتی ہے۔

ثقیفہ بنی ساعدہ کا چھپر

ثقیفہ بنی ساعدہ کا باغیچہ آج بھی موجود ہے۔ جہاں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت بلا فصل کی بیعت مشاورت کے بعد مہاجرین و انصار صحابہؓ نے کی تھی۔ مسجد نبوی کے شمال کی جانب جہاں تعمیر شدہ مسجد کی حد ختم ہوتی ہے، دائیں جانب آخری کونہ کے پاس وہ باغیچہ آج بھی موجود ہے، اس کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔

میدانِ حدیبیہ کی زیارت

اس سفر میں حدیبیہ کے مقام کی زیارت بھی کی جہاں ۱۵۲۵ صحابہ کرام کے عظیم لشکر نے آپ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ اس میدان میں درخت والی جگہ کے قریب نمازِ عصر ادا کی۔ اور وہاں قدیمی کنواں بھی دیکھا جو کہ آج تک موجود ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

باتیں ان کی یاد رہیں گی

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے افکار

۱۹۶۸ء کے حالات وواقعات

۱۹۶۵ء میں جامعہ قاسمیہ لاہور کے جلسہ میں شرکت کے لیے عین دوپہر کے وقت اردو بازار لاہور حبیب بینک بلڈنگ میں تشریف لے گئے۔ جہاں اُن دنوں حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی کے بھائی مولانا حکیم مختار احمد الحسینی کا مکتبہ تعمیر حیات تھا اور راقم الحروف نے ان دنوں اردو بازار لاہور، حبیب بینک بلڈنگ میں تین اشاعتی ادارے، بزم اشاعت، مکتبہ ندائے حرم، ادارہ حنفیت کے نام سے قائم کر رکھے تھے۔ حضرت کی آمد کی خبر سن کر حاضرِ خدمت ہوا۔ وہاں جب حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی ملاقات ہوئی تو بندہ نے "مجلس تحفظ عقائد اہل السنت والجماعت پاکستان" کے نام سے اپنا ایک مطبوعہ کارڈ پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ اہل السنت و الجماعت کے عنوان سے یہ ادارہ قائم کیا ہے۔ آپ اہل سنت کے عنوان سے کام کرنے کے جذبہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ حضرت چکوال سے سفر کر کے پہنچے تھے، اپنی جیب

خادم اہل السنت عبدالوحید الحنفی

سے ۵ روپے نکالے اور مولانا مختار احمد الحسینی صاحب کو دیتے ہوئے کہا کہ اس میں سے چنے پکے ہوئے اور روٹی منگالی جائے۔ انہوں نے بڑا اصرار کیا اور واپس ۵ روپے کرنے چاہے۔ لیکن حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے اصرار کر کے ان کو دیے کہ اسی سے روٹی اور چنے منگائے جائیں۔

بندہ یہ منظر دیکھ کر حیران ہوا کہ حضرت قاضی صاحبؒ اتنا بھی نہیں چاہتے کہ ان کے کھانے کے لیے یہ تکلف یا خرچ کریں۔ بلکہ خودداری کا آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ بندہ کو ۱۵ پیسے اُس دور کے دیے کہ برف لے آئیں۔ بندہ نے بھی کوشش کی کہ یہ واپس لے لیں۔ لیکن واپس لینے سے انکار کیا اور کہا کہ ان پیسوں کی ہی برف لائیں۔ اس دور میں اتنے پیسوں کی کافی برف مل گئی۔

پھر حضرت صاحب نے، جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو پوچھا کہ نماز کہاں پڑھتے ہو۔ ہم نے کہا کہ مسجد دور ہے۔ کبھی کبھی یہاں بھی پڑھ لیتے ہیں۔ فرمایا کہ مسجد جایا کرو، اور اگر جانا کبھی نہ ہو سکے تو یہاں ہی نماز جماعت کے ساتھ ادا کیا کرو۔ پھر ہم نے ظہر کی نماز وہاں ہی جماعت کے ساتھ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے ساتھ مل کر ادا کی۔ اس کے بعد حضرت جامعہ قاسمیہ کے جلسہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔ لیکن بندہ کے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

دل پر آپ کی خودداری اور دین داری اور شریعت و سنت پر عمل کی اس تاکید کا یہ اثر ہوا کہ بندہ کی زندگی ہی بدل گئی۔ کسی نے صحیح کہا ہے

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

ایک رافضی کی غلط فہمی دور ہو گئی

• ایک شخص نے خود مجھے بتایا کہ میں شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔ ایک دن ایک شخص نے کہا کہ آج جمعہ ہے، مدنی جامع مسجد میں چلتے ہیں۔ آپ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی تقریر سنیں کہ وہ اہلِ بیت رسول ﷺ کی شان کس طرح بیان کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ تو اہل بیت کے گستاخ ہیں؟ سُنّی ساتھی نے کہا کہ آپ تقریر سنیں۔ اگر انہوں نے کوئی غلط بات یا بے ادبی کی تو اٹھ کر چلے آنا۔ چناں چہ میں تقریر سننے کے لیے مدنی جامع مسجد میں پہنچا۔ حضرت قاضی صاحب نے اپنی تقریر میں پہلے توحید بیان کی، پھر شانِ رسالت پر اپنا عقیدہ بیان کیا، پھر صحابہ کرامؓ اور اہل بیتِؓ رسول ﷺ کی شان بیان کی۔

جب تقریر ختم کی تو میرا دل دُھل چکا تھا اور ساتھی نے اشارہ کیا کہ اب آپ جاسکتے ہیں۔ لیکن میں نے کہا کہ میرا دل صاف ہو گیا ہے،

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور تمام غلط فہمیاں دور ہو گئیں ہیں۔ اب جمعہ آپ کے پیچھے ہی ادا کروں گا۔ بس اس دن سے ہی شیعیت سے توبہ کی اور اہل السنت و الجماعت میں شمولیت اختیار کی۔ اس کے بعد زندگی بھر کوشش یہی رہی کہ جمعہ مدنی جامع مسجد میں ادا کروں اور اہل السنت و الجماعت کی حقانیت کا پرچار کروں۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی شخصیت میں اللہ نے محبوبیت رکھی تھی۔ جو بھی آپ کی زیارت کرلیتا اور آپ کی تقریر سن لیتا، اگر ازلی بدبخت نہ ہوتا تو پھر ضرور آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو جاتا۔ اسی طرح کے بے شمار واقعات لوگوں نے سنائے۔ اور اپنا بھی یہی مشاہدہ ہے کہ کوئی مانے یا نہ مانے آپ کی محبوبیّت اور آپ کی عدالت وصداقت کی ضرور تعریف کرتا۔

نگاہِ مردِ مومن کی تاثیر

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ جب دیوبند سے تعلیم مکمل کر کے اور اکابر علمائے اہل السنت و الجماعت دیوبند سے روحانی فیض پا کر چکوال تشریف لائے تو بعض اہل بدعت نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ حضرت قاضی صاحب بھی رسالت مآب ﷺ کے گستاخ ہیں۔

حالاں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے کہ علمائے دیوبند بے ادب ہیں۔

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اوڈھروال کے ایک شخص نے بتایا کہ جب میں نے اہل بدعت سے یہ سنا تو تحقیق کے لیے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو قتل کرنے کے ارادہ سے پستول لے کر حضرت کے عقیدت مندوں میں بظاہر شامل ہو گیا۔ کہ جب بھی خود اپنی آنکھوں سے بے ادبی کرتے ہوئے دیکھا تو فوراً قتل کر دوں گا۔ حتیٰ کہ حضرت کے عقیدت مندوں کے اس قدر قرب والے ساتھیوں میں شامل ہو گیا کہ کسی کو شک و شبہ نہ رہا کہ میں بھی حقیقی عقیدت مندوں میں نہیں ہوں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ایک دن حضرت نے میرے پاس پستول، جو کپڑوں کے نیچے تھا، کو ہاتھ لگا کر کہا کہ یہ کیا ہے؟ اور کیوں رکھا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ میری دشمنی ہے اور حفاظت کے لیے رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری تو کسی سے دشمنی نہیں ہے۔

آپ کی نگاہ کی تاثیر یہ دیکھی کہ میری غلط فہمی دور ہو گئی۔ اور دل کے شبہات کا ازالہ ہو گیا۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ آپ رسالت مآب ﷺ کے گستاخ نہیں بلکہ آپ تو حقیقی عاشق رسول ﷺ ہیں۔ اس طرح بندہ آپ کا سچا عقیدت مند بن گیا۔ اس لیے جس نے یہ کہا ہے، درست کہا ہے کہ

نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

۱۹۸۹ء کے واقعات

مولانا اسعد مدنی کی چکوال آمد

حضرت مولانا سید اسعد مدنی ۱۸/ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو رات دس بجے دیوبند سے پاکستان کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اسلام آباد ائیرپورٹ پر علماء نے استقبال کیا۔ جن میں مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی امیر تحریک خدام اہل سنت صوبہ پنجاب خلیفہ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ اور دوسرے سینکڑوں علماء و احباب موجود تھے۔ کثیر تعداد میں لوگوں کے ہاتھ مین تحریکِ خدام اہل سنت و الجماعت کے جھنڈے تھے۔ اور خدام اہل سنت و الجماعت کے نعروں سے ائیر پورٹ گونج اٹھا۔ راولپنڈی میں قیام کے بعد پھر بذریعہ کار چکوال کے لیے روانہ ہوئے۔

چکوال میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، خلیفہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے مدرسہ اظہار الاسلام مدنی جامع مسجد میں جلسہ تھا۔

چکوال پہنچنے پر زبردست استقبال ہوا۔ اور شیخ الاسلام حضرت مدنی زندہ باد، جانشین شیخ الاسلام زندہ باد، علمائے دیوبند زندہ باد کے

نعروں سے پورا قصبہ گونج اٹھا۔ بمشکل تمام لوگوں کو نعرے روک کر خاموش کرایا۔

عشاء کی نماز کے بعد جلسہ کی کاروائی شروی ہو گئی۔ مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ اس عظیم الشان اجلاس میں بھی حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے صبر ورضا، قناعت وتوکل، خلوص وللّٰہیت، تقویٰ و خشیت الٰہی اور فکر آخرت کی طرف سامعین کو متوجہ کیا اور مسلسل ڈیڑھ گھنٹہ تک حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے اپنی سحر انگیز ولولہ خیر اور بصیرت افروز تقریر جاری رکھی۔ جس سے سامعین پر ایک گہرا اثر پڑا۔ جلسہ ختم ہونے پر رات کا کھانا کھایا۔ صبح کو پروگرام یہ تھا کہ فجر کی نماز پڑھ کے خوشاب کے لیے روانہ ہو جائیں گے۔ مگر جن امام صاحب نے رات کو عشاء کی نماز پڑھائی، انہوں نے پہلی رکعت میں والذٰریات اور دوسری رکعت میں قل یاایُّھا الکٰفرون پڑھی۔ حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے نماز کے بعد ان سے نرمی کے ساتھ یہ فرمایا کہ آپ کو سنتِ نبوی ﷺ کا خیال رکھنا چاہیے۔

اور چوں کہ صبح کو جمعہ تھا۔ اس لیے آپ نے قبل الفجر کا پروگرام ملتوی کیا اور فرمایا کہ میں صبح کی نماز مسجد میں ادا کروں گا اور اپنے

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

ہمراہ ایک رفیق سفر صاحب سے سنت نبوی ﷺ کے مطابق فجر کی پہلی رکعت میں الم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورہ دھر پڑھواؤں گا، تاکہ خود امام صاحب اور دوسرے مقتدی حضرات نماز کے اوقات کے لحاظ سے سنت نبوی ﷺ کے مطابق قرأتوں میں سورتوں کا اہتمام کیا کریں۔

چناں چہ فجر کی نماز باجماعت سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق مسجد میں ادا کی گئی۔ فجر کی نماز کے بعد فوراً خوشاب کے لیے رخصت ہوئے، اور چکوال سے ایک مسلح دستہ بھی ان کے ساتھ خوشاب تک پہنچانے کے لیے ساتھ ہو لیا۔[1]

فہرست چندہ دوامی بہی خوان دارالعلوم دیوبند

موصولہ ماہِ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق اپریل ۱۹۴۱ء یعنی ان حضرات کے عطیات جو حلقہ بہی خواہان دارالعلوم دیوبند کے قرطاس رکنیت کی باقاعدہ خانہ پُری کر کے دارالعلوم دیوبند کی مستقل امداد فرماتے ہیں۔[2]

[1] ماہنامہ ندائے شاہی مراد آباد۔ شمارہ دسمبر ۱۹۸۹ء۔ ص ۳۷۔

[2] ماہوار رسالہ دارالعلوم ج ۱، ش ۱۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ، مئی ۱۹۴۱ء۔

مد	رقم	اسمائے گرامی عطا کنندگان	پختہ رسید نمبر	نمبر شمار
دوامی بہی خواہ		حافظ احمد حسین صاحب بزاز چکوال ضلع جہلم	۳۰۴۱	۲۱
دوامی بہی خواہ		صوفی عبدالرشید صاحب گورنمنٹ اسکول چکوال ضلع جہلم	۳۰۴۲	۲۲
دوامی بہی خواہ		ملک خدا بخش صاحب ڈرائیور لاری چکوال ضلع جہلم	۳۰۴۳	۲۳
دوامی بہی خواہ		مولوی حبیب اللہ صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ چکوال ضلع جہلم	۳۰۴۴	۲۴
دوامی بہی خواہ		مولانا عبدالوحید صاحب ناظم شعبہ تنظیم وترقی دارالعلوم دیوبند	۳۰۵۵	۲۵
دوامی بہی خواہ		منشی مسعود احمد صاحب محرر شعبہ تنظیم وترقی دارالعلوم دیوبند	۳۰٦۵	۲٦
دوامی بہی خواہ		مولوی محمود احمد صاحب گل نائب ناظم شعبہ تنظیم وترقی دارالعلوم دیوبند	۳۰٦٦	۲۷
دوامی بہی خواہ		منشی طاہر حسن محرر رسالہ دارالعلوم دیوبند	۳۰٦۷	۲۸
دوامی بہی خواہ		ہمشیرہ صاحبہ مولانا مظہر حسین موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم	۳۲۴۰	۱۲۵
دوامی بہی خواہ		جمعہ خان موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم	۳۲۴۱	۱۲٦
دوامی بہی خواہ		قاضی محمد احسن صاحب موضع پادشہان تحصیل چکوال ضلع جہلم	۳۲۴۲	۱۲۷

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

نمبر شمار	پختہ رسید نمبر	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۲۸	۳۲۴۳	چوہدری محمد خان صاحب موضع پادشہان تحصیل چکوال ضلع جہلم		دوامی بہی خواہ
۱۲۹	۳۲۴۴	چوہدری محمد عظیم خان صاحب موضع پادشہان تحصیل چکوال ضلع جہلم		دوامی بہی خواہ
۱۳۰	۳۲۴۵	محمد گل صاحب موضع پادشہان تحصیل چکوال ضلع جہلم		دوامی بہی خواہ
۱۳۱	۳۲۴۶	ملک محمد امیر خان صاحب موضع پادشہان تحصیل چکوال ضلع جہلم		دوامی بہی خواہ
۱۳۲	۳۲۴۷	اللہ دین صاحب سیف علی موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم		دوامی بہی خواہ
۱۴۸	۳۲۸۹	حافظ محمد مخدوم صاحب چکوال ضلع جہلم		دوامی بہی خواہ
۱۴۹	۳۲۹۰	ہمشیرہ صاحبہ مستری محکم دین صاحب بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم		دوامی بہی خواہ
۱۰۳	۳۲۱۷	مولانا غلام حسین صاحب چکوال ضلع جہلم		دوامی بہی خواہ
۱۰۴	۳۲۱۸	ماسٹر محمد شریف صاحب چکوال ضلع جہلم		دوامی بہی خواہ
۱۰۵	۳۲۱۹	منشی مظفر حسین صاحب موضع پادشہان تحصیل چکوال ضلع جہلم		دوامی بہی خواہ

نمبر شمار	پختہ رسید نمبر	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۱۷	۳۲۳۲	ہمشیرہ صاحبہ مولانا مظہر حسین صاحب بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم		تعمیر و متفرق
۱۱۸	۳۲۳۳	قاضی محمد حنیف صاحب پٹواری بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم		تعمیر و متفرق
۱۱۹	۳۲۳۴	احمد دین صاحب حجام بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم		تعمیر و متفرق
۱۲۰	۳۲۳۵	صوفی محمد دین صاحب حجام بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم		تعمیر و متفرق
۱۲۱	۳۲۳۶	مولانا کرم الدین صاحب رئیس بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم		تعمیر و متفرق
۱۲۲	۳۲۳۷	مستری محکم دین صاحب بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم		تعمیر و متفرق
۱۲۳	۳۲۳۸	صوفی عبدالرحمٰن صاحب دکاندار بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم		تعمیر و متفرق
۱۲۴	۳۲۳۹	والدہ ستار میر صاحب بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم		تعمیر و متفرق

عبدالوحید الحنفی

۱۹۹۲ء کے واقعات

یادیں اپنے مرشد کی

(۱) تمام اہلیانِ شہر ملّی غیرت کا ثبوت دیں

۱۲ دسمبر ۱۹۹۲ء کو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کو جب یہ خبر ملی کہ چکوال میں میلہ مویشیاں میں ایرانی سرکس چلانے کا پروگرام ہے تو آپ نے مدنی جامع مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر یہ اعلان کرایا:

"حضرات ایک ضروری اعلان سُن لیں۔ چکوال میں، تلہ گنگ سے سرکس رات کو پہنچ چکا ہے۔ کوئی آدمی سرکس کا ٹکٹ نہ خریدے اور نہ تماشا دیکھے۔ بھارت میں ہندو مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ ان کو آگ میں جلایا جا رہا ہے۔ لاشیں تڑپ رہی ہیں۔ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ مسجدوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ مسلمان یہاں خوشیاں منائیں اور سرکس کے تماشے دیکھیں۔ سرکس کو ان شاء اللہ بند کرا دیا جائے گا۔ تمام اہالیان شہر ملی غیرت کا ثبوت دیں۔"

جب یہ اعلان قائد اہل سنت کے الفاظ میں لاؤڈ اسپیکر پر ہوا سب

شہر میں سب کی ملیّ غیرت جاگ اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے مدنی جامع مسجد میں ایک عظیم مجمع اکٹھا ہو گیا۔ سب کی زبان پر تھا:

"قائد کے فرمان پر جان بھی قربان"

چکوال کی ضلعی انتظامیہ حرکت میں آ گئی۔ انہوں نے سرکس انتظامیہ کو صاف کہہ دیا کہ سرکس کی اجازت منسوخ کر دی گئی ہے۔ آپ سرکس کو چکوال میں ہرگز نہیں چلا سکتے کیوں کہ قاضی مظہر حسین صاحب جو دھمکی دیتے ہیں یا جو اعلان کرتے ہیں وہ کر کے رہتے ہیں۔

سرکس کے مالک لاہور میں تھے اُن کو صورت حال بتائی گئی۔ وہ چکوال پہنچے اور خود قائد اہل سنت سے ملاقات کر کے اصل صورت حال معلوم ہونے پر اس قدر متاثر ہوئے کہ کہا کہ آپ کو دیکھ کر یقین آ گیا کہ آپ یہ قدم ملیّ غیرت اور ایمانی جرأت سے اٹھا رہے ہیں۔

لہٰذا اور اگر کوئی کہتا تو میں ہرگز یہاں سے سرکس بند نہ کرتا لیکن آپ کی ملاقات سے میرے دل کو یقین آ گیا کہ آپ نے جو اعلان کیا ہے وہ درست ہے اس لیے میں سرکس بند کر رہا ہوں اور یہاں سرکس نہیں چلاوں گا۔ آپ مجھے بھی اپنے عقیدت مندوں میں شمار کر لیں۔

اور جا کر سرکس کو واپس چکوال سے لے گئے۔ اس طرح اس مردِ قلندر کی آواز اور جرأت ایمانی کو دیکھتے ہوئے سرکس کے مالک نے

سرکس بند کر دی۔

یہ ہمارے لیے ایک سبق ہے کہ جب بھی ملّی غیرت یا ایمانی جرأت دکھانے کا وقت آئے وہاں ہمت اور جرأت سے کام لیں۔ اس طرح خلافِ شریعت تماشوں کے دیکھنے سے عوام الناس کو روکا جا سکتا ہے اور نوجوانوں کو خلافِ شریعت میلوں میں جانے سے روکا جا سکتا ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

۲۰۰۲ء کے واقعات

راقم الحروف کا قتل کیس میں بری ہونا

۹/اکتوبر ۱۹۹۸ء پر جو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور ان کے ۴۳ رفقاءِ تحریکِ خدام اہل سنت پر ڈی ایس پی چوہدری محمد یوسف رامے کے قتل کا کیس بنا کر، دہشت گردی کی دفعات لگا کر کیس چلایا گیا۔ الحمدللہ کہ آخر ۴ نومبر ۲۰۰۲ء کو لاہور ہائی کورٹ لاہور بنچ نے سماعت کے بعد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور ان کے تمام رفقاء کو باعزت بری کر دیا۔ اس کے فیصلہ کی نقل ملاحظہ کی جائے۔

اس کیس میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب 2½ ماہ گرفتار رہے اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے نواسے قاضی اخیار الحسن صاحب کو سزائے موت اور ان کے خادم راقم الحروف کو عمر قید سنائی گئی تھی۔ اور دوسرے افراد میں ۹ افراد کو تین تین سال قید بامشقت کی سزا دی گئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے نواز شریف کی قائم کردہ انسداد دہشت گردی کی عدالت کے غلط فیصلہ کو غلط ثابت کر کے ہائی کورٹ کے فیصلہ سے سب احباب کو بری کرا دیا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

فیصلہ ہائی کورٹ کا متن

خواجہ محمد شریف جج: یہ فیصلہ اپیلانٹ اخیار الحسن، قاری عبدالوحید، سید اکبر شاہ، سید غنی، حافظ محمد شاہد، حافظ محمد شفیق، محمد ثاقب، عبدالغنی، کامران ظفر، ظفر علی خان اور فدا حسین کی طرف سے دائر کردہ کریمنل (فوجداری) اپیل نمبر T/97، 2000 کو نپٹائے گا جنہیں سپیشل جج عدالت نمبر ۲ انسداد دہشت گردی راولپنڈی نے ذیل میں دیے گئے فیصلہ میں بتاریخ ۱۶ مارچ ۲۰۰۰ء کو مجرم ٹھہرایا اور سزادی تھی۔

اخیار الحسن سزائے موت اور تین لاکھ جرمانہ، عدم ادائیگی مزید چھ ماہ قید سخت زیر دفعہ 302(b) تعزیراتِ پاکستان۔ قاری عبدالوحید عمر قید۔ سید اکبر شاہ، سید عبدالغنی، حافظ محمد شفیق، محمد ثاقب، عبدالغنی، کامران ظفر، ظفر علی خان اور فدا حسین تین تین سال قید اور پانچ پانچ ہزار جرمانہ، عدم ادائیگی جرمانہ چھ ماہ قید زیرِ دفعہ ۱۴۸ تعزیراتِ پاکستان۔

موت کی توثیق اور دوسری سزا کے متعلق بھی ۲۰۰۰ء کے دائر کردہ قتل ریفرنس نمبر T/747 کا جواب بھی اس فیصلہ میں دیا جائے گا۔ ہم مستغیث کی طرف سے ملزمان / مدعاعلیہان کی سزا میں اضافے کے لیے ۲۰۰۰ء کی دائر کردہ فوجداری اپیل (نگرانی) نمبر ۶۹ کو ۲۰۰۰ء کی

اپیل نمبر T/268 کے ساتھ نپٹانے کی تجویز بھی کریں گے۔

۲۔ یہ واقعہ ۸/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو رات 10:30 بجے پولیس سٹیشن شہر چکوال سے تین فرلانگ کے فاصلہ پر پیش آیا جبکہ معاملے کی رپورٹ ۹/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو 12:05 بجے نصف شب کامران افضل اسسٹنٹ کمشنر صدر چکوال نے اپنی تحریری درخواست EX.PA/I میں دی اور ایک سب انسپکٹر نے حسب ضابطہ ایف۔ آئی۔ آر EX.PA درج کی۔

۳۔ مختصراً بیان کیے گئے کیس کے حقائق یہ ہیں کہ مستغیث اسسٹنٹ کمشنر صدر چکوال تھا۔ محمد جاوید اور کچھ دوسرے لوگوں نے مائی معظمہ دربار پر نعت خوانی اور قوالی کرانے کے لیے ساؤنڈ سسٹم کے استعمال کی اجازت کے لیے درخواست دی۔ ۲/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو مستغیث نے اس شرط کے ساتھ ساؤنڈ سسٹم کو استعمال کرنے کی اجازت دی کہ انٹر ڈیک دھیمی آواز میں استعمال کیا جائے گا اور کوئی سیاسی یا مذہبی تقریر نہ کی جائے۔ ۷/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ظفر علی نے ۱۶/ ۱۷ اشخاص اور مدرسہ کے طالب علموں کے ساتھ درخواست دی کہ مائی معظمہ کے دربار پر قوالی کی اجازت نہیں دیں گے۔ اس سلسلہ میں قاری عبدالوحید نے بھی مستغیث کو ٹیلیفون پر کہا تھا۔ مستغیث نے ظفر علی خان وغیرہ کی درخواست

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

کو قانونی کارروائی کے لیے پولیس سٹیشن سٹی بھجوادیا۔ ۸/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو تقریباً ۶ بجے شام چوہدری محمد یوسف ڈی ایس پی، سلطان فیاض کیانی مجسٹریٹ، اکبر علی انسپکٹر، عاصم افتخار انسپکٹر، غلام علی سب انسپکٹر، غلام مصطفےٰ سب انسپکٹر، رحمت خان سب انسپکٹر، کوثر محمود افتخار احمد اسسٹنٹ سب انسپکٹر، طالب حسین ہیڈ کانسٹیبل، محمد نواز ایف سی، محمد ارشد ایف سی، عامر حسین، ایف سی، ارشاد حسین ایف سی دوسرے پولیس ملازمین کے ساتھ موقع پر آئے اور تب موقعہ کے بارے میں تمام حقائق ڈپٹی کمشنر کو بتائے جس نے کہا کہ مدنی مسجد کے منتظم قاضی مظہر حسین نے تین چار دفعہ ٹیلیفون پر کہا تھا کہ قوالی کی صورت میں وہاں پر گڑبڑ ہو گی اور قاری عبدالوحید نے بھی اسے ٹیلیفون پر کہا تھا کہ قوالی کی صورت میں وہاں خون خرابہ ہو گا۔ ڈپٹی کمشنر نے مستغیث اے سی کو ہدایت کی کہ پروگرام کی انتظامی کمیٹی کے چند لوگ قاضی مظہر حسین کے پاس بھیجے جائیں تاکہ معاملہ گفتگو کے ذریعے خوش اسلوبی سے طے ہو جائے۔ پس مستغیث نے سیٹھ عبدالرشید سابقہ کونسلر اور عزیز بالم خان کو قاضی مظہر حسین کے پاس بھیجا۔ اکبر علی انسپکٹر ایس ایچ او سٹی چکوال نے مستغیث کو یہ بھی بتایا کہ قاری عبدالوحید اور قاضی ظہور احمد نے

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

ٹیلیفون پر دھمکی دی تھی کہ وہ قوالی منعقد کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ تقریباً ۱۰ بجے رات سیٹھ رشید احمد اور عزیز بالم نے مستغیث کو بتایا کہ قاضی صاحب کے ساتھ یہ طے ہو گیا ہے کہ قوالی میں طبلہ استعمال نہیں ہو گا اور ڈیک کی آواز بھی دھیمی ہو گی۔ مستغیث دوسرے ملازمین کے ساتھ 10:30 بجے رات موجود تھا جب سٹیج پر نعت پڑھی جا رہی تھی۔ وہاں روشنی کا انتظام تھا۔ جب قاضی مظہر حسین گروپ کے آدمیوں نے اچانک آتشیں اسلحے اور ڈنڈوں سے مسلح ہو کر (نعت) محفل کے شرکاء پر حملہ کر دیا اور للکارے مارنے شروع کر دیے کہ وہ قوالی کی اجازت نہیں دیں گے اور کسی کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ محفل کے شرکاء اور حملہ آوروں میں دو بدو لڑائی شروع ہو گئی اور دوران حملہ آور گروپ کی طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی۔ مستغیث، سلطان فیاض مجسٹریٹ، چوہدری محمد یوسف ڈی ایس پی، اکبر علی انسپکٹر، غلام علی سب انسپکٹر، رحمت خان سب انسپکٹر، کوثر محمود اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے ساتھ سڑک کے مشرق کی طرف موجود تھا۔ حملہ آور گروپ کی طرف سے فائرنگ کرتے ہوئے ایک گولی چوہدری محمد یوسف ڈی ایس پی کو سینے میں لگی۔ لوگوں نے بھاگتے ہوئے جان بچائی۔ زخمی ڈی ایس پی کو

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال منتقل کیا گیا اور حملہ آوروں کو منتشر کرنے کے لیے آنسو گیس استعمال کی گئی۔ وہ شخص جس نے مرحوم پر گولی چلائی اس کا نام بعد میں حافظ اخیار حسن معلوم ہوا جسے آتشیں اسلحہ کے ساتھ موقع پر گرفتار کرلیا گیا۔ نو دوسرے اشخاص کو بھی ڈنڈوں سمیت جو وہ اٹھائے ہوئے تھے، تحویل میں لے لیا گیا۔ یہ بھی بتایا گیا کہ حملہ قاضی مظہر حسین، قاضی ظہور اور قاری عبدالوحید کے ایما پر کیا گیا تھا۔

۴۔ اکبر علی انسپکٹر نے (PW.21) کیس کی تفتیش کی۔ ملزم اخیار الحسن کو موقعہ پر گرفتار کیا گیا اور پستول P.2 میمو EX.P.D کے مطابق قبضہ میں لے لیا گیا سید اکبر سے تحویل میں لیا گیا پستول (ریوالور) میمو EXPU کے مطابق محفوظ کیا گیا۔ ظفر علی نے بھی ۱۲ بور گن P.9 پیش کی جسے میمو EX.PJ کے مطابق قبضہ میں لے لیا گیا۔ موقعہ سے فدا حسین، کامران ظفر، محمد شاہد، محمد شفیق، ثاقب، سید عبداللہ اور سید غنی کو برآمدگی کے مختلف میموز کے مطابق ڈنڈوں کے ساتھ تحویل میں گیا۔ چوہدری محمد یوسف ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسے۔ تفتیشی افسر تب ہسپتال گیا۔ متوفی کے مردہ جسم کا معائنہ کیا۔ تفتیشی رپورٹ

EX.PX تیار کی اور موقعہ سے میمو EX.PP کے مطابق خون آلود مٹی قبضہ میں لے لی۔ موقعہ سے میمو EX.PE کے مطابق تین خالی خول قبضہ میں لیے گئے۔ ۹/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو قاضی مظہر حسین اور قاری عبدالوحید کو گرفتار کر لیا گیا۔ ملزمان اخیار الحسن اور سید اکبر کا بھی طبی معائنہ کرایا گیا۔ ۱۱/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ملزمان نثار معاویہ، اللہ بخش، ابرار حسین، شوکت اسلام، مطلوب حسین، محمد عباس، محمد زبیر، ناصر اقبال، ذیشان احمد، محمد سمیر، محمد سلیمان، سخاوت حسین، محمد شیر، محمد عمران، طاہر صادق، طالب حسین، محمد زبیر ولد محمد خالد، عامر شیر، سلیم خان، نور الہدیٰ، عبدالوحید، تاج نبی اور گل نواز کو گرفتار کیا گیا۔ دورانِ تفتیش ۱۸/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو نثار معاویہ سے پستول P.6 برآمد کیا گیا جسے میمو EX.PG کے مطابق قبضہ میں لے لیا گیا۔ اللہ بخش سے بھی پستول P.7 کی برآمدگی ہوئی جسے میمو EX.PH کے مطابق محفوظ کر لیا گیا۔ پہلے نامکمل چالان پیش کیا گیا پھر ضمنی چالان پیش کیا گیا اور آخر میں تفتیش کی تکمیل کے بعد تمام ملزمان کو سماعت کے لیے چالان کیا گیا۔

عبدالوحید الحنفی

مقدمہ کی سماعت کا سامنا

۵۔ مقدمہ کی سماعت کے وقت استغاثہ نے اپنا کیس ثابت کرنے کے لیے کُل کیس کے گوہان پیش کیے۔ اس کے بعد فاضل ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی نے کیمیکل ایگزامینر کی رپورٹ EX.PEE پیش کی۔ میرالوجسٹ (ڈاکٹر) کی رپورٹ EX.PPF ایف ایس سی کی رپورٹ EX.PGG پیش کی اور استغاثہ کا کیس بند کر دیا۔ تب زیر دفعہ ۳۴۲ ضابطہ فوجداری ملزمان کے بیانات ریکارڈ کیے گئے جن میں انھوں نے بے گناہی کا عذر پیش کیا اور جھوٹے طور پر ملوث کرنے کا دعویٰ کیا۔ انھوں نے اپنے دفاع میں ملک سعی عبداللہ مجسٹریٹ DW.I کو بھی پیش کیا۔ فیصلہ کے بعد موجودہ گیارہ اپیلانٹ (اپیل کنندگان) کے علاوہ باقی تمام ملزمان کو الزام سے بری کر دیا گیا۔

٦۔ اپیلانٹ کے فاضل وکیل استغاثہ کی مکمل اور ریکارڈ پر دستیاب دوسرے مواد کو پڑھنے کے بعد عرض کرتے ہیں کہ جہاں تک وجہ (سبب) کا تعلق ہے یہ ریکارڈ پر آچکا ہے کہ معزز اور مقامی انتظامیہ کی مداخلت کے ذریعے پارٹیوں میں دوستانہ طریقے سے تصفیہ ہو چکا تھا۔ اور ان حقائق کو گواہان ۹ اور ۱۰ عزیز اختر بالم اور

عبدالرشید کے بیانات سے تقویت ملتی ہے۔ جو اس تقریب کے منتظم تھے اور یہ بات ڈپٹی کمشنر چکوال عبدالرؤف خان نے بھی بطور گواہ PW.7 تسلیم کی۔ فاضل وکیل یہ بھی گزارش کرتے ہیں حتیٰ کہ مستغیث نے جو کہ اسسٹنٹ کمشنر تھے۔ ایف آئی آر میں یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے اپیلنٹ اخیار الحسن کو متوفی پر گولی چلاتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے ہماری توجہ انسپکٹر اکبر علی PW.21 کے بیان کی طرف مبذول کرائی جس نے بیان دیا تھا کہ اس نے کیس ڈائری میں کسی جگہ یہ نہیں بتایا (نشاندہی نہیں کی) کہ اس نے اخیار الحسن کو متوفی پر گولی چلاتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ بھی اضافہ کرتے ہیں کہ دوسرا مبینہ چشم دید گواہ محمد جاوید کو منحرف گواہ قرار دے دیا گیا۔ مزید اضافہ کرتے ہیں کہ افتخار حسین اسسٹنٹ سب انسپکٹر کا بیان (PW.19) دوسرے پولیس ملزمان کے بیانات سے مختلف ہے۔ اس گواہ نے بھی اپیلنٹ کو متوفی کو قتل کرتے ہوئے نہیں دیکھا (قتل کا ارتکاب کرتے ہوئے)۔ اس کے بیان کے مطابق اسے بعد میں معلوم ہوا کہ اپیلنٹ کی گولی متوفی کو لگی۔ فاضل وکیل یہ عرض کرتے ہیں کہ جہاں تک اپیلنٹ اخیار الحسن کا ہتھیار سمیت وقوعہ کے بعد موقعہ سے گرفتاری کا تعلق ہے، یہ سب جعل سازی اور اختراع

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے۔ اور اپیلنٹ کی موقعہ سے گرفتاری کی حقیقت سعی عبداللہ مجسٹریٹ DW.I کی گواہی تردید کرتی ہے۔ جب انہوں نے بتایا کہ ۹/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو انہیں قاضی مظہر حسین کے مدرسہ میں چھاپہ مارنے کے لیے بھیجا گیا اور جب وہ ایک کمرے میں پہنچے جہاں ملزم موجود تھا، جسے پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اور اس نے اپنا نام اخیار الحسن بتایا اور مذکورہ مجسٹریٹ نے عدالت مجاز میں ملزم کو صحیح طور پر شناخت کر لیا تھا۔ فاضل وکیل (کونسل) کے مطابق استغاثہ کا یہ بیان کہ مجرم کے ہتھیار اخیار الحسن اور دوسروں کی گرفتاری کے بعد قبضہ میں لیے گئے، معقول دلیل (دعویٰ کا ثبوت) نہیں ہے۔ کیوں کہ اگر وہ واقعہ کی رات قبضہ میں لیے گئے تھے تو اگلے دن قاضی مظہر حسین کے گھر سے پستول کیسے برآمد کیا گیا تھا۔ اپیلانٹس کے فاضل وکیل نے یہ عرض کی کہ ایف آئی آر میں خالی خول کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

اپیلانٹس کے فاضل وکیل گزارش کرتے ہیں کہ جہاں تک قاری عبدالوحید کے جرم اور قید کا تعلق ہے، ریکارڈ پر کوئی شہادت نہیں ہے۔ سوائے منیر حسین ایف سی PW.15 کی اکیلی شہادت کے جس میں اس نے قاری عبدالوحید کو مختلف اداروں کے لوگوں کو ٹیلیفون کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ مقررہ وقت پر موقعہ پر پہنچ جائیں۔ یہ بھی گزارش

کرتے ہیں کہ وہ گواہان جنہوں نے استغاثہ کی مدد کی تھی وہ سب چوہدری محمد یوسف DSP کے ماتحت تھے جو مبینہ طور پر اس کیس میں قتل ہوا۔ اپنی گزارشات کو ختم کرتے ہوئے فاضل وکیل اپیلانٹس یہ عرض کرتے ہیں کہ استغاثہ اپیلانٹس کے خلاف کیس ثابت کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکا ہے اور وہ بری ہونے کے مستحق ہیں۔ راجہ محمد نواز اپیلانٹس کے فاضل وکیل یہ گزارش کرتے ہیں کہ اپیلنٹ اخیار الحسن قاضی مظہر حسین صاحب کا نواسہ ہے۔

دوسری طرف سرکار کے فاضل وکیل اپیلانٹس کے فاضل وکیل کی گزارشات کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ تمام گواہان جنہوں نے استغاثہ کی مکمل مدد کی ہے انہیں اپیلانٹس کو غلط طور پر مقدمہ میں پھنسانے کے لیے کوئی بغض یا دشمنی نہیں تھی اور کسی گواہ پر ایک بھی تجویز (Suggestion) کا سوال نہیں اٹھایا گیا۔ مزید عرض کرتے ہیں کہ PW.19 افتخار حسین ASI نے خاص طور پر بیان دیا تھا کہ تینوں ملزمان کو ہتھیاروں سمیت موقعہ سے گرفتار کیا گیا تھا۔ ان میں اخیار الحسن بھی تھا، جسے سزائے موت دی گئی ہے۔ اور خالی خولوں کی برآمدگی سیر الوجسٹ (ڈاکٹر) کی رپورٹ کے مطابق اخیار الحسن کی نشاندہی پر برآمد کیے گئے ہتھیار سے مطابقت رکھتی ہے۔ یہ بھی اضافہ کرتے ہیں کہ ڈاکٹر کی (رپورٹ) رائے چشم دید گواہ کی جگہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نہیں لے سکتی۔ فاضل وکیل کے مطابق منیر حسین ایف سی کو اپیلانٹ کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں تھی۔ مختصر ترین لفظوں میں وہ عدالت سماعت کے فیصلہ میں مدد کرتے ہیں (تقویت پہنچاتے ہیں)۔

ہم نے پارٹیوں کے فاضل وکلاء کو سُنا اور ریکارڈ کا مطالعہ کیا۔ پہلے ایف آئی آر میں پینتیس ملزمان کے نام تھے جبکہ چوبیس رہا ہو گئے (بری ہو گئے)۔ اخیار الحسن کو سزائے موت دی گئی، جبکہ قاری عبدالوحید کو عمر قید کی سزا دی گئی ہے۔ اور باقی نو ملزمان سید اکبر، سید عبدالغنی، حافظ محمد شاہد، حافظ محمد شفیق، محمد ثاقب، عبدالغنی، کامران ظفر، ظفر علی خان اور فدا حسین کو زیر دفعہ ۱۴۸ تعزیراتِ پاکستان تین تین سال قید کی سزا دی گئی۔ سرکار نہ ہی استغاثہ (ستم زدہ) فریق نے چوبیس ملزمان کی رہائی کے خلاف اپیل دائر کی تھی۔ اس کیس کا اندراج کامران افضل اسسٹنٹ کمشنر کی درخواست پر کیا گیا جو بطور گواہ PW.8 پیش ہوئے۔ اُسے منحرف گواہ قرار دیا گیا۔ کیوں کہ اس نے استغاثہ کے کیس کی مدد نہیں کی۔ عوام سے دوسرے چشم دید گواہان سیٹھ عبدالرشید اور عزیز بالم خان PW.9 اور PW.10 نے بھی استغاثہ کے کیس کی مدد نہیں کی۔ اب باقی پولیس افسران اکبر علی انسپکٹر، افتخار احمد اے ایس آئی، غلام مصطفیٰ ایس آئی، غلام علی ایس آئی اور کوثر محمود اے ایس آئی کی

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

شہادتیں رہ جاتیں ہیں۔ ان گواہان کی شہادت سے یہ بات ریکارڈ پر آ چکی ہے کہ فائرنگ حملہ آوروں کے دو گروہوں کی طرف سے کی گئی، جو مختلف اطراف سے آ رہے تھے اور بقول مستغیث پارٹی کم از کم ۲۵ / ۳۰ گولیاں چلائی گئیں اور صرف ایک گولی متوفی چوہدری محمد یوسف ڈی ایس پی کو لگی۔ افتخار احمد اے ایس آئی PW.19 نے بیان کیا کہ اسے بعد میں معلوم ہوا کہ متوفی کو اخیار الحسن کی گولی لگی۔ اشارہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ اخیار الحسن کی گولی متوفی کو لگی۔ پیپر بک کے صفحہ ۱۱۱ پر اس گواہ نے بیان دیا تھا کہ وقوعہ سے ۲۵ / ۳۰ گز کے فاصلے سے تین اشخاص کو پولیس نے تحویل میں لیا تھا۔ یہ بات بھی ریکارڈ پر آ چکی ہے کہ رات بارہ بجے تک پولیس نے کسی شخص کو گرفتار نہیں کیا تھا۔ انسپکٹر اکبر علی PW.21 نے تسلیم کیا تھا کہ حملہ آوروں کے دو گروہ تھے، جنہوں نے تقریباً پچیس، تیس فائر کیے تھے۔ اس نے یہ بھی تسلیم کیا تھا کہ اس نے کسی ضمنی میں یہ نشاندہی نہیں کی کہ یہ اخیار الحسن اپیلنٹ تھا جس کی گولی متوفی کو لگی۔

ابتدائی مراحل میں استغاثہ کی کہانی یہ تھی کہ اخیار الحسن کو ہتھیار سمیت موقعہ سے گرفتار کیا گیا۔ اپیلانٹس نے اپنے دفاع میں سعی عبداللہ مجسٹریٹ بطور گواہ DW.1 پیش کیا جس نے بیان کیا کہ

۹/اکتوبر۱۹۹۸ء کو تقریباً صبح کی نماز کے وقت اسے چوہدری محمد یوسف ڈی ایس پی کے قتل کے بارے معلوم ہوا اور تقریباً 6:30 بجے صبح اسسٹنٹ کمشنر چکوال ملزم قاضی مظہر حسین کو اپنے ہمراہ تھانہ لائے۔ اس نے یہ بھی بیان کیا کہ اسے ڈپٹی کمشنر اور انتظامیہ کے دوسرے اعلیٰ حکام نے اخیار الحسن کے نانا قاضی مظہر حسین کے گھر پر چھاپہ مارنے کے لیے بلایا، جہاں مدنی مسجد کے ادارہ کی طرف سے بچیوں کا مدرسہ چلایا جاتا ہے۔ گواہ نے بتایا کہ وہ ایک ڈی ایس پی اور دوسرے پولیس کے ہمراہ قاضی مظہر حسین کی رہائش گاہ میں گئے اور سکول کے دوسرے کمرے میں انھوں نے ایک شخص پایا جس کا نام بعد میں اخیار الحسن معلوم ہوا۔ جب پولیس نے اسے گرفتار کیا اس گواہ نے عدالتِ سماعت کے روبرو مذکورہ ملزم کو شناخت کیا بطور اخیار الحسن جسے ۹/اکتوبر۱۹۹۸ء کو قاضی مظہر حسین کی رہائش گاہ کے کمرہ سے گرفتار کیا گیا تھا۔ یہ انکار کرنے والی حقیقت نہیں ہے کہ یہ مجسٹریٹ بیان دینے کے وقت ریٹائرڈ ہو چکے تھے، لیکن یقین نہ کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس کے بیان نے اخیار الحسن کی جائے وقوعہ سے گرفتاری کے متعلق استغاثہ کے کیس کو مکمل طور پر ختم کر دیا ہے۔ یہ درست ہے کہ اپیلانٹس اور پولیس ملازمین کے درمیان کوئی دشمنی نہیں تھی لیکن یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ تمام ملازمین متوفی چوہدری محمد یوسف کے ماتحت تھے، جو

ڈی ایس پی تھا۔ انہوں نے حکم کے مطابق مستغیث کے ایف آئی آر کے بیان کو استغاثہ کے ساتھ جوڑنا تھا۔ انہوں نے اگرچہ وہ اس وقت (وقوعہ کے وقت) اسسٹنٹ کمشنر تھے، استغاثہ کی مدد نہیں کی۔ اور جائے وقوعہ پر حاضر بھی تھے۔ یہ وجہ وہ خود بہتر جانتے ہیں اور انہیں منحرف گواہ قرار دیا گیا۔

ڈاکٹر خالد ازادار PW.14 جس نے ۹/ اکتوبر ۱۹۹۸ء بوقت ۴ بجے شام اخیار الحسن کا طبی معائنہ کیا، نے کند آلہ کی کچھ ضربات پائیں جو تعداد میں تین تھیں۔ زخموں کا وقفہ (دورانیہ) چھ گھنٹے تھا اور تازہ بھی تھا۔ اگر کوئی دونوں طرف سے وقت پھیلانا چاہتا ہے تو وہ دونوں طرف سے دو (۲) دو (۲) گھنٹے آگے پیچھے ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر کی رائے بھی ۸/ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو رات ایک بجے (نصف شب) اخیار الحسن کی گرفتاری کی نفی کرتی ہے۔ اگر اسے وقوعہ کے فوراً بعد آدھی رات کے وقت گرفتار کیا جاتا تب دورانیہ پندرہ سے سولہ گھنٹے ہونا چاہیے تھا۔

جہاں تک سزا یافتہ اپیلنٹ قاری عبدالوحید کا تعلق ہے اس کے خلاف صرف یہ ایک شہادت ہے جو منیر حسین ایف سی PW.15 کی ہے۔ اس نے بتایا کہ مجرم ٹیلیفون پر کچھ لوگوں سے باتیں کر رہا تھا کہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

فنکشن کی جگہ کچھ لوگ بھیجے جائیں۔ کس کو یہ مجرم ٹیلیفون کر رہا تھا اس کے بارے نہیں بتایا گیا اور پبلک میں سے کوئی بھی منیر حسین ایف سی کے بیان کی تصدیق کے لیے نہیں لایا گیا۔

جہاں تک آتشیں اسلحہ کی مثبت رپورٹ کا تعلق ہے، صرف آتشیں اسلحہ کے ماہر کی مثبت رپورٹ کی بنیاد پر نہ سزا دی جا سکتی ہے، نہ برقرار رکھی جا سکتی ہے خاص طور جبکہ چشم دید گواہ کا بیان ناقابل یقین ہے۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ جیسے کہ اکبر علی انسپکٹر PW.21 نے تسلیم کیا ہے کہ پچاسّ ساٹھ فائر کیے گئے، جبکہ موقعہ سے صرف تین خالی خول برآمد ہوئے (برآمد کیے گئے)۔ یہ بھی استغاثہ کی کہانی کے بارے میں شکوک پیدا کرتا ہے۔

جب ریکارڈ کے مطابق شہادت سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ استغاثہ کا اخیار الحسن اور قاری عبد الوحید کا کیس جنہیں سزائے عمر قید دی گئی، یہ مشکوک قسم کا ہے۔ ہم اپیلانٹس کی سزا کے خلاف اسی طرح کا نقطہ نظر رکھتے ہیں، ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ جنہیں نو سال قید اور پانچ ہزار روپے جرمانہ زیر دفعہ ۱۴۸ تعزیراتِ پاکستان کیا گیا ہے۔

تمام پہلوؤں سے معاملہ کا تنقیدی جائزہ لینے کے بعد خاص طور پر مستغیث کی شہادت جو اسسٹنٹ کمشنر تھا اور جائے وقوعہ پر حاضر تھا،

لیکن عدالت سماعت کے سامنے استغاثہ کے کیس کی مدد نہیں کی۔ PW.9 اور PW.10 عزیز اختر بالم، سیٹھ عبد الرشید ڈاکٹر کا بیان جس نے مجرم اپیلنٹ اخیار الحسن کا طبی معائنہ کیا، خاص طور پر اس نے زخموں کا جو دورانیہ دیا۔ جاوید اقبال ولد غلام حسین PW.18 کا بیان جسے منحرف گواہ قرار دیا گیا اور افتخار احمد اے ایس آئی کی PW.19 جب اس نے اپنے بیان ابتدائی میں بیان کیا کہ فائرنگ سے صرف ایک گولی محمد یوسف ڈی ایس پی کو لگی اور بعد میں یہ پڑھا گیا کہ اخیار الحسن کی گولی محمد یوسف ڈی ایس پی کو لگی تھی۔ PW.21 تفتیشی افسر کا بیان اور سعی عبد اللہ مجسٹریٹ کا بیان DW.1 اخیار الحسن اپیلنٹ کی گرفتاری کے متعلق ہم سوچ و بچار کے نقطہ نظر سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ استغاثہ اپیلانٹ کے خلاف کیس ثابت کرنے میں بری طرح ناکام ہو گیا ہے اور استغاثہ کا کیس شکوک سے پُر ہے۔ شک کا فائدہ ملزمان کو بطور حق نہ کہ بطور رعایت دیا جاتا ہے۔ تسلیم شدہ قانون کے اصول کا اطلاق کرتے ہوئے ہم اپیلانٹس کی دائر کردہ اپیل منظور (تسلیم) کرتے ہیں، انہیں دی گئی سزا اور قید ختم کرتے ہیں اور انہیں الزام سے بری کرتے ہیں۔ اخیار الحسن اور قاری عبد الوحید جیل میں ہیں، انہیں فوراً رہا کر دیا جائے گا۔ اگر انہیں کسی اور کیس میں حراست میں رکھنے کی ضرورت نہ

خادم اہلسنت عبد الوحید حنفی

ہو۔ جہاں تک دوسرے (باقی ماندہ) جو اپیلانٹس کا تعلق ہے، انہیں سزا پوری ہونے کے بعد جیل سے رہا کیا جاچکا ہے۔ کیوں کہ عدالت سماعت نے سزا کے بعد انہیں ضمانت کی اجازت کبھی نہیں دی۔ اخیار الحسن مجرم اپیلنٹ کی سزائے موت کی توثیق نہیں کی جاتی ہے۔ قتل ریفرنس کا جواب نفی میں ہے۔

۲۰۰۰ء فوجداری نگرانی نمبر ۶۹ اور ۲۰۰۰ء فوجداری اپیل نمبر 268/T جو مستغیثانان نے دائر کی تھیں، ختم کی جاتی ہیں۔

(فیصلہ ہائی کورٹ بنچ۔ جسٹس محمد شریف۔ ۴/نومبر ۲۰۰۲ء)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

۲۰۰۴ء کے واقعات

(۳) توکل اور تقویٰ کا حسین پیکر

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے اپنی وفات سے ایک ہفتہ قبل اپنی وصیت میں یہ تحریر فرمایا کہ:

(۱) میری ذاتی جائیداد غیر منقولہ زمین بھیں کے رقبہ میں ہے اس کے علاوہ چکوال یا کسی جگہ میری کوئی غیر منقولہ کسی قسم کی جائیداد نہیں ہے۔

(۲) میں نے کبھی بھی جامعہ اظہار الاسلام، مدنی جامع مسجد یا جماعتی فنڈ سے کوئی تنخواہ نہیں لی۔

(۳) میں نے کبھی اپنی کتابوں کا حق تصنیف نہیں لیا۔ جن حضرات کو میں کوئی کتاب شائع کرنے کی اجازت دیتا رہا وہ اس کے نفع کے بھی مالک ہوتے ہیں۔

(۴) میں نہ کسی کا مقروض ہوں اور نہ میرا کوئی مقروض ہے اور مجھ پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں ہوئی، رب العالمین اپنے فضل و کرم سے

رزق دیتے رہے ہیں۔[1]

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء بہ مطابق ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بہ مطابق ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ کو وفات پائی۔ اس طرح آپ نے سن عیسوی کے حساب سے اپنی عمر ۸۹ سال، ۳ ماہ اور ۶ دن پائی اور ہجری کے حساب سے ۹۲ سال اور ۴ روز عمر حیات پائی۔ اس فانی دنیا میں اتنی عمر میں آپ نے جس طرح زندگی گزاری یہ ایک کرامت ہے کہ آپ نے اپنے والدین کے وراثت میں ملنے والے مکان اور زمین کے علاوہ اپنی ذاتی نہ کوئی زمین خریدی اور نہ اپنا ذاتی مکان بنایا اور نہ کسی کی ملازمت اختیار کی اور نہ ہی مدرسہ یا مسجد یا جماعتی فنڈ سے تنخواہ لی۔ لیکن توکل پر اپنی زندگی اس طرح گزاری کہ دنیا سے جاتے وقت نہ کسی کے مقروض تھے اور نہ ان کا کوئی مقروض تھا۔ اس طرح آپ کی زندگی توکل کا ایک نمونہ تھی۔ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو چھ حج اور دس عمرے بھی نصیب فرمائے۔ معاملات میں درستگی اور تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ ۱۹۴۹ء میں جب آپ ۸ سال کی طویل قید و بند سے رہائی کے بعد چکوال میں کبھی کبھی درس و تبلیغ کے لیے صوفی عبدالرشید صاحب کے ہاں امدادیہ مرکزیہ

[1] اقتباس وصیت نامہ، مطبوعہ روئیداد، مدرسہ اظہار الاسلام، سالِ اشاعت ۲۰۰۴۔

مسجد میں آمد و رفت اختیار کی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ جب میں آپ کے ہاں دورانِ سفر قیام کروں تو اس دوران میں کھانا اور چائے کا خرچ میرا ذاتی ہو گا۔ وہ آپ لکھتے رہا کریں اور جو خرچہ ہو بندہ سے لے لیا کریں۔ چناں چہ انہوں نے حضرت کی خواہش پر ایسا ہی کیا۔ صوفی عبدالرشید صاحب کی تاریخ پیدائش ۲۷ جون ۱۹۱۴ء ہے۔ وہ اُن دنوں امدادیہ مسجد چکوال میں امامت کر رہے تھے۔ ان کو اللہ نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی خدمت کی بھی سعادت بخشی۔ انہوں نے آپ کی خواہش پر خدمت کی اور ان کا معمول تھا کہ وہ اپنی ڈائری میں روز کے روز حالات بھی لکھا کرتے تھے اور اخراجات بھی لکھتے تھے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

(۴) نماز کی برکت کی انوکھی مثال

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کا مزاج عام طور پر کسر نفسی کا تھا، اپنی کسی کرامت کا اظہار نہیں کرتے تھے، البتہ بعض دفعہ طلبہ کی تربیت و اصلاح کے لیے سفر کا کوئی واقعہ سنا دیتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ میں سرگودھا بس پر جا رہا تھا کہ راستے میں نماز کا وقت کم رہ گیا۔ کنڈیکٹر کو کہا کہ میں نے نماز پڑھنی ہے، وقت جا رہا ہے۔ لہٰذا کسی جگہ بس کھڑی کریں تا کہ نماز پڑھ لوں۔ لیکن اس نے کوئی توجہ نہ

دی۔ جب میں نے دوبارہ کہا تو بس کے ڈرائیور نے کہا ہم پہلے ہی لیٹ ہو گئے ہیں، بس کھڑی نہیں ہو سکتی۔ نماز قضاء کر لینا یا پھر بس سے اتر جاؤ اور تسلی سے نماز پڑھ کر پیچھے والی بس میں آ جانا۔

خوشاب سے کافی پہلے ایک جگہ بس سواریاں اتارنے کے لیے کھڑی ہوئی تو میں بھی اتر گیا۔ لوٹا میرے پاس تھا وہاں ایک مکان سے پانی لیا اور وضو کرنے لگا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ کنڈیکٹر بار بار ڈرائیور کو کہتا استاد جی چلو لیکن بس چلتی نہیں۔ کنڈیکٹر نیچے اترا اور بس کے انجن کو دیکھا، پھر چلانے کی کوشش کی۔ بس نہیں چلتی اور کہتا ہے بس میں کوئی خرابی بھی نہیں اور چلتی بھی نہیں۔ اب سب سواریوں کی توجہ میری طرف ہو گئی کہ اس بزرگ نے بس کو بند کر دیا ہے۔

میں نماز سے فارغ ہوا تو دیکھا کہ بس ابھی کھڑی ہے اور بس میں سوار ہو گیا۔ جب سوار ہوا تو بس چل پڑی، میں نے تو یہی سمجھا کہ یہ سب نماز کی برکت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی، لیکن سواریاں میری طرف دیکھتی اور آپس میں باتیں کرتیں کہ یہ کوئی بزرگ ہے جس نے بس بند کر دی۔

کچھ دیر بعد ایک آدمی جس نے چھوٹی داڑھی رکھی ہوئی تھی میرے پاس آیا مصافحہ کیا اور کہا آپ کا تعارف! میں نے کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں۔ میرا نام مظہر حسین ہے۔ چکوال میں رہتا ہوں۔ وہ فوراً سمجھ

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

گیا اور کہا اچھا آپ مولانا قاضی مظہر حسین چکوال والے ہیں۔ پھر وہ آدمی ایک دفعہ چکوال آیا اور اپنے گاؤں کے لیے جلسہ کی تاریخ لی اور وہاں پروگرام ہوا اور اب تک سال کے بعد ہو رہا ہے۔[1]

(۵) کتاب "کشفِ خارجیت" اک چشمۂ حقائق

مولانا عبد الجبار سلفیؒ لکھتے ہیں:

حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ کی ہر کتاب اور ہر تحریر ہی حقائق کا سرچشمہ ہوتی ہے۔ مگر زیر تبصرہ کتاب اپنی مٹھاس اور چاشنی کے اعتبار سے سب سے منفرد ہے۔ حضرت اقدسؒ کی شہرۂ عالم کتاب "خارجی فتنہ" کی پہلی جلد جب منظرِ عام پر آئی تو کچھ ٹیڑھی فکر کے لوگوں نے بزعم خود ۸۰ صفحات پر اس کا جواب لکھا تھا، حضرت اقدسؒ نے پھر جواب الجواب میں یہ ضخیم کتاب سپردِ قلم فرمائی۔ راقم الحروف حضرت والا کی اس تصنیف کو "آپ بیتی" قرار دیتا ہے کیوں کہ اس میں وقائع نگاری، سوانحی خاکے، ذاتی زندگی کے اتار چڑھاؤ، مختلف تحریکوں کے تلاطم و تموج، اپنے والد گرامی ابو الفضل مولانا کرم الدین دبیرؒ کے مسلک و مشرب کے حوالے سے لا جواب حقائق، انگشت بدنداں کر دینے والے دلائل، مختلف شخصیات کے تذکرے، غرضیکہ ہر بحث میں

1 تکبیر مسلسل سلسلہ اشاعت نمبر ۸، مئی ۲۰۱۳ء

شادابیاں، ہر سطر میں خوش گواریاں اور ماضی کی ہر یاد کی عطر بیزیاں موجود ہیں۔

حضرت والا نے اپنی کتاب میں دیدہ ریزی سے بعض حقائق کو آشکارا کیا ہے جس سے حریف کو بھی سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہیں اور فرقہائے باطلہ خصوصاً خوارج مزاج لوگوں کے لیے تو اس میں سامانِ عبرت پوشیدہ ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ حضرت اقدس کی ہر تحریر کے اثری انکشافات سے اہل دل دن بہ دن بہتر نتائج حاصل کر رہے ہیں اور جو لوگ آئے روز اعتقادی بے راہ روی کے نئے نئے بُت تراشتے ہیں اُن کو یہ کتاب دعوتِ حق دے رہی ہے۔ حق کو دبانے کے لیے تارِ عنکبوت جیسے جتنے دلائل وضع کیے جائیں۔ صحابہ کرامؓ کے اس سچے اور سُچے عاشق نے کس طرح ذکر و فکر سے معمور اپنی پھونکوں سے ان کا صفایا کیا ہے؟ یہ پڑھ کر ہی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اکثر مباحث کا تعلق اہل علم کے ساتھ ہے۔ اور اگر اہل علم ہی اس قیمتی کتاب سے محروم رہ گئے تو باقیوں سے کیا گلہ؟ ایک بار پڑھیے تو سہی، یقیناً آپ کا ضمیر یہی فیصلہ دے گا کہ

ہمیں بھلا اُن سے واسطہ کیا
جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

راقم الحروف کے ہم عصر علماء ومشائخ
جن کی راقم الحروف کو ملاقات اور زیارت نصیب ہوئی

	نام علماء ومشائخ	التوفی
۱	مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی (حضرت جی) مرکزی امیر عالمی تبلیغی جماعت ہند	۲/اپریل ۱۹۶۵ء
۲	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	۹ شعبان ۱۳۸۶ھ، ۲۲ نومبر ۱۹۶۶ء
۳	مولانا سید احمد شاہ چوکیروی صاحب (امام پاکستان)	۵ محرم ۱۳۸۹ھ، ۱۹۶۹ء
۴	مولانا محمد علی جالندھری صاحبؒ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	۲۴ صفر ۱۳۹۱ھ، ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء
۵	مولانا رسول خان ہزاروی صاحبؒ	۳ رمضان ۱۳۹۱ھ، ۱۹۷۱ء
۶	مولانا پیر خورشید احمد، خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنیؒ	۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ
۷	مولانا سید گل بادشاہ، شیر سرحد	۱۰ جولائی ۱۹۷۳ء
۸	مولانا لال حسین اختر عالمی مناظر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	۹ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ، ۱۱ جولائی ۱۹۷۳ء
۹	مولانا مفتی بشیر احمد پسروریؒ	۸ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ، ۱۹۷۴ء

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

	نام علماء ومشائخ	المتوفی
۱۰	مولانا مفتی محمود صاحب، قائد جمیعت علمائے اسلام پاکستان	۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ، ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء
۱۱	مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی	۱۱ رجب ۱۴۰۰ھ، ۲۶ مئی ۱۹۸۰ء
۱۲	مولانا محمد حیات صاحبؒ، فاتح قادیان	جولائی ۱۹۸۰ء
۱۳	مولانا احتشام الحق صاحبؒ تھانوی کراچی	۲۴ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ، ۱۱/ اپریل ۱۹۸۰ء
۱۴	مولانا محمد شریف صاحب جالندھری بن مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ	ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ
۱۵	مولانا غلام غوث ہزارویؒ	ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ، ۱۹۸۱ء
۱۶	مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی شیخ الحدیث مصنف کتاب فضائلِ اعمال	۲ شعبان ۱۴۰۲ھ، ۲۵ مئی ۱۹۸۲ء
۱۷	مولانا مفتی عبد الواحدؒ گوجرانوالہ	صفر ۱۴۰۳ھ، دسمبر ۱۹۸۲ء
۱۸	مولانا قاری محمد طیبؒ، مہتمم دارالعلوم دیوبند	شوال ۱۴۰۳ھ، ۱۹۸۳ء
۱۹	مولانا نذیر اللہ خان صاحب (گجرات)	۷ جنوری ۱۹۸۳ء
۲۰	مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ	ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ، ۱۹۸۴ء
۲۱	مولانا دوست محمد صاحب قریشیؒ	۱۴۰۴ھ، ۲۷ مئی ۱۹۸۴ء
۲۲	مولانا عبید اللہ انور، جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری	۷ شعبان ۱۴۰۵ھ، ۲۸ اپریل ۱۹۸۵ء

عبدالوحید الحنفی

	نام علماء ومشائخ	المتوفی
۲۳	مولانا محمد شریف جالندھریؒ صاحب مہتمم خیر المدارس ملتان	۲۴ جمادی الاول ۱۴۰۵ھ، ۱۵فروری ۱۹۸۵ء
۲۴	مولانا قاری فتح محمد پانی پتی مہاجر مکیؒ	شعبان ۱۴۰۷ھ
۲۵	مولانا حکیم سید علی شاہ (ڈومیلی) امیر جمعیت علمائے اسلام جہلم	۲۴ جمادی الاول ۱۴۰۷ھ، ۲۵جنوری ۱۹۸۷ء
۲۶	مولانا عبدالشکور دین پوری	۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ، ۱۴ اگست ۱۹۸۷ء
۲۷	مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک مہتمم دارالعلوم حقانیہ	۲۴ محرم ۱۴۰۸ھ، ۷ ستمبر ۱۹۸۸ء
۲۸	مولانا سید محمد حامد میاں صاحبؒ خلیفہ حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ	۱۲رجب ۱۴۰۸ھ، ۲ مارچ ۱۹۸۸ء
۲۹	مولانا محمد مالک کاندھلوی صاحبؒ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور	۸ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ، ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۸ء
۳۰	مولانا حق نواز شہید صاحب جھنگ	۲۲فروری ۱۹۹۰ء
۳۱	مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ مہتمم جامعہ اسلامیہ کراچی	۱۴ رجب ۱۴۱۱ھ، ۳۰ جنوری ۱۹۹۰ء
۳۲	مولانا ایثار القاسمی شہید صاحبؒ	۱۰جنوری ۱۹۹۱ء
۳۳	مولانا فقیر محمد پشاوری خلیفہ حضرت تھانویؒ	۱۴۱۲ھ، ستمبر ۱۹۹۱ء
۳۴	مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ	۴جون ۱۹۹۲ء

خادم اہلسنّت حافظ عبدالمجید الحنفی

	نام علماء ومشائخ	المتوفی
۳۵	مولانا غلام نبی جانباز (شاعر حریت)	۱۸ نومبر ۱۹۹۲ء
۳۶	مولانا حافظ محمد الیاس حضرویؒ	۲۶ نومبر ۱۹۹۲ء
۳۷	مولانا محمد عبداللہ درخواستی، حافظ الحدیث۔ امیر جمیعت علمائے اسلام	۲۸ اگست ۱۹۹۴ء
۳۸	مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ	رجب ۱۴۱۵ھ
۳۹	مولانا انعام الحسن کاندھلوی صاحبؒ امیر تبلیغی جماعت	۱۱ محرم ۱۴۱۶ھ، ۱۰ جون ۱۹۹۵ء
۴۰	مولانا سید عطاء المنعم شاہ ابوذر بخاریؒ	جمادی الاول ۱۴۱۶ھ
۴۱	مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ خطیب جامع مسجد حق نواز جھنگ	۸ رمضان ۱۴۱۷ھ، ۱۸ جنوری ۱۹۹۷ء
۴۲	مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحبؒ	۶ محرم ۱۴۱۸ھ، ۱۴ مئی ۱۹۹۷ء
۴۳	مولانا عبداللطیف جہلمی صاحبؒ مہتمم جامعہ حنفیہ جہلم	یکم محرم ۱۴۱۸ھ، ۲۷ اپریل ۱۹۹۸ء
۴۴	مولانا ایوب خان بنوری صاحبؒ	ستمبر ۱۹۹۸ء
۴۵	مولانا محمد موسیٰ خان روحانی بازیؒ	دسمبر ۱۹۹۸ء
۴۶	مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ اسلام آباد خطیب لال مسجد	۲۴ جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ، ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۸ء
۴۷	مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ سرپرست ندوۃ العلماء لکھنؤ	۲۲ رمضان ۱۴۲۰ھ، ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

	نام علماء ومشائخ	المتوفی
۴۸	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی	۱۳ صفر ۱۴۲۱ھ، ۱۸ مئی ۲۰۰۰ء
۴۹	مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی صاحبؒ	۲ شعبان ۱۴۲۱ھ، ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء
۵۰	مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحبؒ جامعہ قاسمیہ فیصل آباد	۲ شوال ۱۴۲۱ھ، ۲۹ دسمبر ۲۰۰۰ء
۵۱	مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ جامعہ حقانیہ قصبہ ساہیوال	۶ شوال المکرّم ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۱ء
۵۲	مولانا عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنیؒ	۱۳ رمضان ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۱ء
۵۳	مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ مہتمم جامعہ الرشید کراچی	۶ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ، ۱۹ فروری ۲۰۰۲ء
۵۴	مولانا مفتی رشید احمد پسروریؒ خلیفہ حضرت احمد علی صاحب لاہوریؒ	۱۴ محرم ۱۴۲۳ھ، ۲۹ مارچ ۲۰۰۲ء
۵۵	مولانا قاری محمد اجمل خان صاحبؒ نائب امیر جمعیت علمائے اسلام پاکستان	۸ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ، ۲۱ مئی ۲۰۰۲ء
۵۶	مولانا محمد اعظم طارق شہید صاحبؒ خطیب جامع مسجد حق نواز شہید جھنگ	۹ شعبان ۱۴۲۴ھ، ۶ اکتوبر ۲۰۰۳ء
۵۷	مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ، قائد اہل سنت خلیفہ حضرت شیخ الاسلام	۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء ۳ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

	نام علماء ومشائخ	المتوفی
۵۸	مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحبؒ خطیب چنیوٹ ایم۔پی۔اے	۸ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ، ۲۷جون ۲۰۰۴ء
۵۹	مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ جامعہ الرشید کراچی	۲۳ شعبان 1925، 9 اکتوبر ۲۰۰۴ء
۶۰	سید محمد امین گیلانیؒ (شاعر انقلاب)	اگست ۲۰۰۵ء
۶۱	مولانا سید محمد اسعد مدنی صاحبؒ ابنِ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ	۷ محرم ۱۴۲۴ھ، ۶ فروری ۲۰۰۶ء
۶۲	مولانا امین شاہ صاحبؒ مخدوم پوری خلیفہ حضرت پیر خورشید احمد شاہ صاحبؒ	۱۳ شوال ۱۴۲۸ھ ۲۶ اکتوبر ۲۰۰۷ء
۶۳	علامہ سرفراز خان صفدر صاحبؒ شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ	۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ ۵ مئی ۲۰۰۹ء
۶۴	علامہ علی شیر حیدری صاحبؒ	۲۵ شعبان ۱۴۳۰ھ ۱۷ اگست ۲۰۰۹ء
۶۵	حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ گنگوہی مفتی دارالعلوم دیوبند	۲۰۱۲ء
۶۶	مولانا عبدالستار صاحبؒ تونسوی امیر تنظیم اہل سنت پاکستان	۶ صفر ۱۴۳۴ھ ۲۱ دسمبر ۲۰۱۲ء
۶۷	مولانا عبدالمجید صاحبؒ لدھیانوی	یکم فروری ۲۰۱۵ء
۶۸	مولانا محمد نافع صاحبؒ جھنگ	۳۱ دسمبر ۲۰۱۴ء

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

	نام علماء ومشائخ	المتوفی
۶۹	مولانا قاضی عبدالکریم صاحبؒ کلاچی مہتمم جامعہ نجم المدرس کلاچی	۲۳ شوال ۱۴۳۶ھ ۸ اگست ۲۰۱۵ء

جن کی زیارت نہیں ہوئی لیکن خط وکتابت رہی

	نام علماء ومشائخ	المتوفی
۱	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ	۱۳۹۴ھ
۲	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کراچی مہتمم دارالعلوم کراچی	۹ شوال ۱۳۹۶ھ
۳	حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ مہتمم جامعہ اسلامیہ کراچی	۳۱ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ، اکتوبر ۱۹۷۷ء
۴	حضرت مولانا مفتی احمد سعید صاحبؒ سرگودھوی قاسم العلوم سرگودھا	۱۲ شوال ۱۴۰۹ھ، ۱۸ مئی ۱۹۸۹ء
۵	حضرت مولانا عزیز گل صاحبؒ اسیر مالٹا سیما کوٹ خیبر پختون خواہ	۱۶ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ، ۱۶ نومبر ۱۹۸۹ء
۶	مولانا محمد منظور نعمانی (لکھنؤ) صاحبؒ	ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ، مئی ۱۹۹۷ء

یہ ان حضرات کا مختصر تذکرہ ہے جو اپنے دور میں ایک عظیم مقام رکھتے تھے۔ ان کے علاوہ بھی بڑے بڑے وقت کے جیّد علماء اور

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

مشائخ سے ملاقاتیں ہوئیں لیکن تفصیل کی کتاب میں گنجائش نہیں اس لیے اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا نصیب کریں اور آخرت میں جنت الفروس میں داخل ہونے والوں میں اپنی رحمت سے شمار کریں۔

تادم تحریر یہ بڑی شخصیات بھی ملک و ملّت میں دینی خدمات میں مصروف ہیں جن کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت کریں اور ہم سب کو ان سے فیض پانے کی سعادت نصیب کریں۔

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

۱۔ حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب۔ پی ایچ ڈی فاضلِ دیوبند

۲۔ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صدر وفاق المدرس پاکستان

۳۔ حضرت مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی دار لعلوم کراچی

۴۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دارالعلوم کراچی

۵۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب اسکندر کراچی

۶۔ حضرت مولانا عبد الوھاب صاحب مرکز تبلیغی جماعت رائے ونڈ لاہور

۷۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اکوڑہ خٹک

۸۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب امیرِ جمیعت علمائے اسلام

ان شخصیات کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے اکابر سے ملاقات نصیب ہوئی ہے جن کے یہاں تذکرہ سے کتاب کے ضخیم ہونے کا خدشہ ہے، اس لیے باقی حضرات کا تذکرہ ان شاء اللہ پھر کیا جائے گا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ دَائِمًا وَ سَرْمَدًا

خادم اہلسنّت
حافظ عبدالوحید الحنفی
ساکن اوڈھروال (تحصیل و ضلع چکوال)
۲۵ ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ ۱۰ ستمبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات
www.alhanfi.com

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں
النور مینجمنٹ چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.zedemm.com
zedemm@yahoo.com

اہل سنت کا علم ہوتا رہے گا سر بلند

اہلِ سُنَّت کو کمالِ معرفت بخشا گیا
یہ جماعت راہِ حق کی رازداں رہ جائے گی

سربکف رہتے ہیں جو بھی شرک و بدعت کے خلاف
اُن کی قربانی ہی زیبِ داستاں رہ جائے گی

ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ ، عثمانؓ و حیدرؓ چاریارؓ
ان کی ہر خوبی سدا وردِ زباں رہ جائے گی

اہلسُنّت کا علم ہوتا رہے گا سر بلند
دستِ باطل میں فقط ٹوٹی کماں رہ جائے گی

چار یاروںؓ کی خلافت کا ہے قرآں بھی گواہ
ان کی عظمت تاقیامت بے گماں رہ جائے گی

قاضی مظہرؒ نے لگایا جو چمن شاداب ہے
عندلیب اس میں ہمیشہ نغمہ خواں رہ جائے گی

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی حفظہ

ہماری مطبوعات

قیمت	صفحات	عنوان کتاب	سلسلہ
	32	دین اسلام کا لغوی معنی اور اہل سنت والجماعت کی وجہ تسمیہ	1
	32	تعلیمات اسلام، انسان کی تخلیق دنیا میں آنے کا اصل مقصد کیا ہے؟	2
	32 x 3	تعلیمات اسلام (حصہ اول تا سوم)	3تا5
	32 x 4	سیرت رحمت للعالمین ﷺ (حصہ اول تا چہارم)	6تا9
	32	احادیث رسول ﷺ، فضائل درود وسلام	10
	64	مناقب اہل بیت رسول ﷺ (حصہ اول)	11
	64	مناقب امام حسن وامام حسین و آل واصحاب نبی ﷺ	12
	32	مناقب اصحاب رسول ﷺ (حصہ اول)	13
	64	مناقب اصحاب رسول ﷺ (حصہ دوم)	14
	32, 64	مناقب خلفائے راشدین (حصہ اول تا دوم)	15تا16
	16	اہل سنت کون اہل بدعت کون ہیں؟	17
	16, 32x2	سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ اول تا سوم)	18تا20
	64	سلاسل طیبہ، تعلیم السالک	21
	32	سلاسل طیبہ، تعلیم السالک اربعین نبوی ﷺ، چہل حدیث	22
	64, 32x2	نفس اور روح کی حقیقت عالم برزخ موت اور قبر کی حیات (حصہ اول تا سوم)	23تا25
	64	تاریخ اسلام (حصہ اول) کتب تاریخ کی حقیقت	26
	32	تاریخ اسلام (حصہ دوم) دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟ پہلے پہلے اسلام لانے والے	27
	96	تاریخ اسلام (حصہ سوم) مہاجرین وانصار صحابہؓ	28
	112	تاریخ اسلام (حصہ چہارم) غزوہ بدر تک کی مہمات اور جنگ بدر	29
	80	تاریخ اسلام (حصہ پنجم) غزوہ احد تک کی مہمات اور جنگ احد	30
	96	تاریخ اسلام (حصہ پنجم) جنگ خندق، بیعت رضوان، جنگ موتہ	31

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

سلسلہ	عنوان کتاب	صفحات	قیمت
32	تاریخ اسلام (حصہ ششم) فتح مکہ سے لشکر اسامہ تک	80	
33	تاریخ اسلام (حصہ ہفتم) فتوحات خلفائے راشدین	272	
34	تاریخ اسلام (حصہ ہشتم) سیرت صدیق اکبر	152	
35	تاریخ اسلام (حصہ نہم) سیرت فاروق اعظم	320	
36	حدیث قرطاس	32	
37	حقیقت باغ فدک	48	
38	تاریخ اسلام (حصہ دہم) سیرت عثمان ذوالنورین	224	
39	تاریخ اسلام (حصہ یازدہم) فتنہ سبائیت کی حقیقت	112	
40تا41	تاریخ اسلام (حصہ دوازدہم تا حصہ سیزدہم) سیرت علی المرتضیٰ مع سیرت امام حسن اور حدیث خم غدیر کی حقیقت	176،96	
42	تاریخ اسلام (حصہ چہاردہم) خلافتِ حضرت امیر معاویہؓ بن ابی سفیان (خدمات و فتوحات)	288	
43تا46	سیرت و شہادت سیدنا حضرت حسینؓ مع حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی خلافت و شہادت تاریخ مذاہب، اہلسنت والجماعت کا نقطہ نظر	390،176، 32،40	
47	سیرتِ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ مع وصیت نامہ	208	
48	مجموعہ مسنون وظائف	48	
49	عقیدہ ختم نبوت مع رفع و نزولِ حضرت عیسیٰؑ	288	
50	عصرِ حاضر کے اہلِ بدعت کی مساجدِ میں اذان کے ساتھ مُروّجہ صلوٰۃ وسلام کی شرعی حیثیت	240	
51	عصرِ حاضر کے اہلِ بدعت اور اُن کی بدعات ذِکر بالجہر کی شرعی حیثیت	240	
52	اسلام میں گانا بجانا حرام ہے طبلہ سارنگی پر قوالی راگ کے ساتھ نعت خوانی کی شرعی حیثیت	152	

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی حفظہ

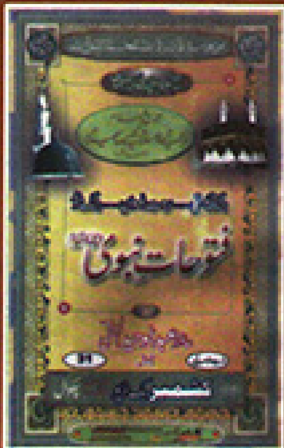
فتوحات نبوی
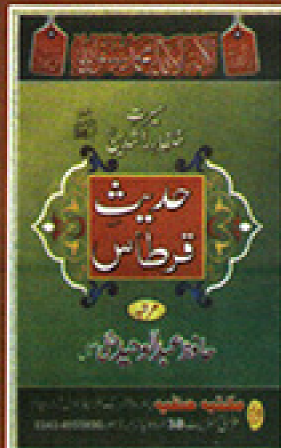
حدیث قرطاس
مکتبہ حنفیہ

جنگ احد
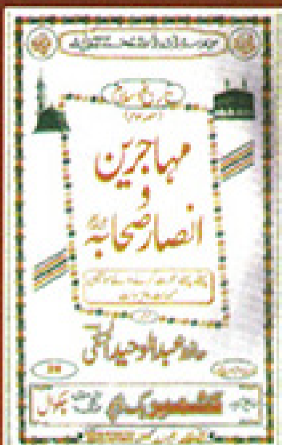
مہاجرین و انصار صحابہ
حافظ عبدالوحید الحنفی
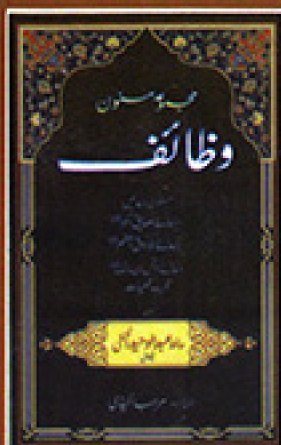
وظائف
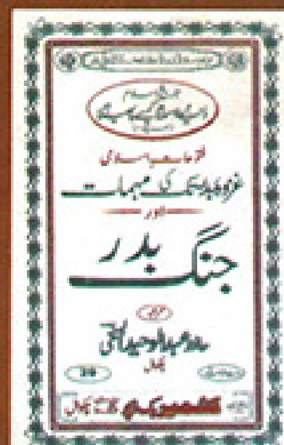
جنگ بدر
حافظ عبدالوحید الحنفی

فتح مکہ
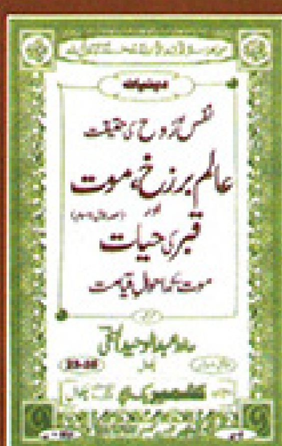
عالم برزخ موت
اور
قبر کی حیات
حافظ عبدالوحید الحنفی
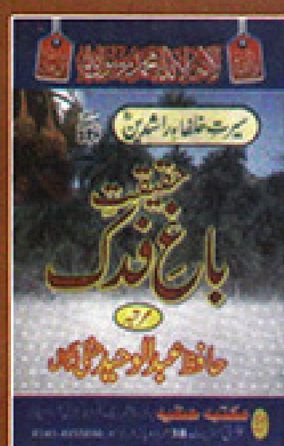
سیرت خلفاء راشدین
حقیقت
باغ فدک
حافظ عبدالوحید الحنفی
مکتبہ حنفیہ